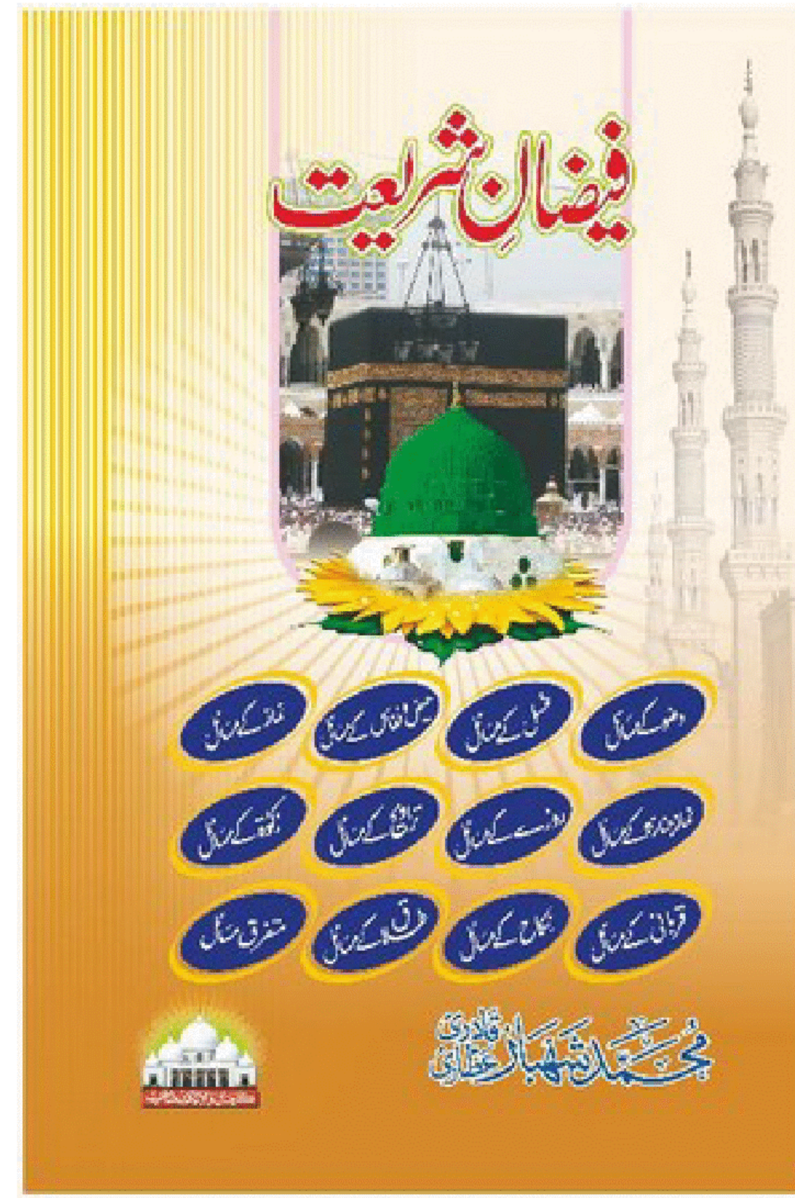


اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے اول آخر درود پاک اور ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے ان شاءاللہ ﷻ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ عَلَیۡنَا حِکۡمَتَکَ وَانۡشُرۡ عَلَیۡنَا رَحۡمَتَکَ یَا ذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَام

ترجمہ: اے اللہ ﷻ ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما! اے عظمت اور بزرگی والے!

(مُسۡتَطۡرَف جلد ۱ صفحہ ۴۰)

فرمان مصطفی ﷺ

مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر جلد 6 حدیث 5942 صفحہ 185)

مدنی پھول: 1۔ بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل کا ثواب نہیں ملتا۔
2۔ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بسم اللہ کے 7 حروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 7 نیتیں

1۔ رضائے الٰہی ﷻ کیلئے اس کتاب کا اول تا آخر مطالعہ کروں گا۔
2۔ جتنا ہو سکا اس کا باوضو اور قبلہ رو مطالعہ کروں گا۔
3۔ جہاں جہاں اللہ کا نام پاک آئے گا وہاں ﷻ اور جہاں جہاں نبی پاک کا نام آئے گا وہاں ﷺ پڑھوں گا۔
4۔

چالیس احادیث مبارکہ یاد کرنے کی فضیلت

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے جہاں انسان پہنچے تو عالم ہو۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری اُمت پر چالیس احکام دین کی حدیثیں حفظ کرے اسے اللہ تعالیٰ فقیہی اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع و گواہ ہوں گا۔

(مشکوۃ شریف کتاب العلم حدیث 240)

اس کتاب کو خود پڑھ کر دوسروں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔

5۔ اس کتاب کو پڑھ کر اپنی اور دوسروں کی اصلاح کرنے کی کوشش کروں گا۔

6۔ اس کتاب کو جتنا ہوسکا خرید کر رضائے الٰہی عزوجل اور اصلاحِ امت کی نیت سے تقسیم کروں گا۔

7۔ اس کتاب کے مطالعے کا ثواب ساری امت کو ایصال کروں گا۔

...........انتساب...........

میں اپنی اس سعی کو بصدِ عجز وسلام

رحمتِ عالم نورِ مُجسم شاہِ بنی آدم ﷺ

کے دربارِ گوہر بار میں پیش کرتا ہوں جن کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد شہباز قادری عطاری

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی (دین کا) علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 219 صفحہ 97) لہٰذا مسلمان پر سب سے پہلے بنیادی عقائد علم سیکھنا فرض ہے اس کے بعد وضو، غسل، نماز (اس کے فرائض، شرائط، واجبات، مفسدات) نمازِ جنازہ، روزے کے مسائل سیکھنا فرض ہے۔ اسی طرح جن پر زکوٰۃ فرض ہے ان پر زکوٰۃ کے مسائل سیکھنا، جن پر حج فرض ہے ان پر حج کے مسائل سیکھنا، جن پر قربانی واجب ہے ان پر قربانی کے مسائل سیکھنا، اس طرح اگر نکاح کرنا ہو تو اس کے اور طلاق کے مسائل سیکھنا، کاروبار کرنے کے لیے بیع (یعنی خرید و فروخت) کے مسائل سیکھنا فرض (علی ھذا القیاس یعنی اس پر قیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر اُس کے موجودہ حالت کے مطابق مسائلِ شرعیہ کا جاننا فرض عین ہے، اسی طرح ہر ایک کیلئے مسائل حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہے۔

الحمد اللہ، اللہ تعالیٰ کا مجھ گناہ گار پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے کتاب **"فیضانِ شریعت"** لکھنے کی توفیق عطاء فرمائی، اس کتاب میں وضو، غسل، نماز، نمازِ جنازہ، میت کو غسل دینے اور دفن کرنے، روزہ، زکوٰۃ، قربانی، نکاح، طلاق، مہر، عدت، عقیقہ کے اہم اہم مسائل مکمل حوالہ جات کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس کے علاوہ اس میں جدید مسائل (جیسا کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی، ضبطِ تولید وغیرہ کے مسائل) بھی بیان کیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

ان شاء اللہ عزوجل جو حضرات اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں گے انہیں کافی علمِ دین حاصل کرنے اور بے شمار مسائلِ شرعیہ سیکھنے کا موقع ملے گا اور علمِ دین حاصل کرنے کے تو کیا کہنے کہ قرآن و حدیث میں اس کے بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: (1) یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ o اللہ تعالیٰ تم میں سے کامل مومنوں کے اور علم والوں کے درجات بلند فرمائے گا۔ (پارہ 28، سورہ المجادلۃ، آیت 11) (2) اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا o اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (پارہ 22 سورہ فاطر آیت 28)

علمِ دین حاصل کرنے کے فضائل اور مسائلِ شرعیہ سیکھنے کے متعلق احادیث مبارکہ (1) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ طَلَبُ الْعِلْمِ یعنی بہترین عبادت (دین کا) علم حاصل کرنا ہے۔ (فردوس الاخبار للدیلمی جلد 1 حدیث 1429 صفحہ 207) (2) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے (دین کا) علم تلاش کیا تو وہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جائے گا (سنن ترمذی جلد 2 حدیث 545 صفحہ 228) (3) سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص علمِ دین کی طلب میں کوئی راستہ طے کرے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلائے گا اور فرشتے

طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پَر بچھاتے ہیں اور عالم کے لیے زمین وآسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت ستاروں پر ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں بے شک انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتے بلکہ ان کی میراث علم ہے پس جس نے اسے پایا اسے بہت بڑا حصہ مل گیا۔ (سنن ترمذی جلد 2 حدیث 580 صفحہ 243) (4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علمِ دین سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو اس کی تعلیم دے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 238 صفحہ 103) (5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دینی مسائل سمجھنے کے لیے ایک ساعت بیٹھنا میرے نزدیک لیلۃ القدر میں جاگنے سے زیادہ محبوب (یعنی پسندیدہ) ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 61) (6) حضرت سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، علم کی طلب اور اسے یاد رکھنے سے زیادہ میرے نزدیک کوئی دوسرا عمل افضل نہیں ہے اور یہ اس کے لیے ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے۔ (سنن دارمی جلد 1 حدیث 335 صفحہ 155) (7) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل عبادت دین کے مسائل سیکھنا ہے۔ (المعجم الاوسط جلد 6 حدیث 9264 صفحہ 420) (8) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رات میں ایک گھڑی علمِ دین کا درس تمام رات جاگنے سے افضل ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد 1 حدیث 238) لوگ اپنے معاملات میں علم دین کے کتنے محتاج ہیں اس حدیث سے اندازہ لگایئے: حضرت حسن بن صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ اپنے دینی معاملات میں علمِ دین کے اسی طرح محتاج ہیں جیسے دنیا میں کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ (سنن دارمی جلد 1 حدیث 336 صفحہ 155) اللہ تعالیٰ ہم سب کو علمِ دین حاصل کرنے، مسائل شرعیہ سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

آخر میں، میں بہت شکر گزار ہوں علمائے اہلسنت (حضرت مولانا مفتی اشفاق احمد رضوی صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالحمید چشتی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد رفیق القادری صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالرزاق صاحب، حضرت مولانا پیر سید اویس محبوب شاہ صاحب، حضرت مولانا فتح محمد حامدی صاحب، حضرت مولانا مفتی جمشید شاہ صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد شہباز صاحب) کا کہ جنھوں نے اپنی تقاریظ اور مفید مشوروں سے مجھے نوازا اور میں اپنے دوست احباب کا بھی شکر گزار ہوں بالخصوص محمد اسماعیل رضا قادری کا جنھوں نے بڑی محنت و محبت کے ساتھ اس کتاب کی کمپوزنگ کی اور محمد عابد عطاری، حافظ محمد قاسم عطاری، محمد شہزاد عطاری، حافظ عمیر عالم نیازی کا کہ جنھوں نے بڑی محنت کے ساتھ کتاب کی پروف ریڈنگ کی اللہ تعالیٰ ان سب کو دو جہاں کی بھلائیاں عطاء فرمائے۔ ان کے علم میں، عمل میں، عمر میں، مزید برکتیں عطاء فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ میرے والدین، اساتذہ اور مرشد کریم امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کو سلامت رکھے اور انہیں عمر خضری عطاء فرمائے، ان کا سایہ ہم سب پر تا دیر قائم و دائم فرمائے۔ آمین۔

محمد شہباز قادری عطاری

0334-6823023

تقاریظ علماء و مفتیان اہلِسُنت

حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب

(مفتی اعظم خانیوال، حال مقیم برطانیہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم

کونوا ربا نیین بما کنتم تعلمون الکتب و بما کنتم تدرسون

"تم اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو"

علم دین بڑی فضیلت و بزرگی کا حامل ہے اور انسان عقائد اور اعمالِ واجبہ اور افعال محرمہ کا معلوم ہونا از حد ضروری ہے اور اہم ترین فریضہ ہے۔ لیکن ہر آدمی براہِ راست قرآن و سنت سے انکی معرفت حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی کما حقہ استنباط و استخراج پر قدرت رکھتا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ مسائل کو عام فہم اور سادہ انداز میں ذکر کیا جائے تا کہ حلال و حرام و نا جائز میں تمیز کی جا سکے۔ اکابرین ملت نے اس ضرورت کے پیش نظر اپنی اپنی زبانوں میں مختلف ادوار میں عقائد و احکام کتابی صورت میں بیان فرمائے اور عام مسلمانوں کی رہنمائی کا سامان کیا۔

عزیز القدر محمد شہباز قادری عطاری زید علمہ نے اپنی حیثیت سے مستحسن اور عمدہ کاوش کی ہے۔ ضروریات کے بہت سارے مسائل فتاویٰ جات سے یکجا کر کے عام آدمی تک پہنچانے کی کوشش کی ہے رب کریم ان کو کامیاب فرمائے۔ اور اس کے ساتھ ان کو اپنی استعداد کو مزید اجاگر کرنے کے لیے پختہ علمائے کرام کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کرنے کی توفیقِ رفیق عطاء فرمائے۔ ان کی تالیف کردہ کتاب **"فیضانِ شریعت"** کو مختلف مقامات سے دیکھنے کا موقع ملا۔ حوالہ جات سے مزین اور جہاں ضرورت محسوس کی تو اسے عقائد حقہ کی وضاحت سے مزین پایا۔ رب کریم اس کو قبولیتِ عامہ سے نوازے اور مؤلف کے لیے نجات کا سامان بنائے۔

آمین بجاہ سیدالمرسلین

محمد اشفاق احمد رضوی

19-11-12 بمطابق محرم الحرام ۱۴۳۴ء

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالحمید چشتی صاحب

(مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم عیدگاہ خانیوال)

بسم الله الرحمٰن الرحیم

تعظیم لا مر الله شفقت علی خلق الله کا نام شریعت مطہرہ ہے دونوں پر عمل کرنے کے لیے ان کے مسائل کا جاننا ضروری ہے۔ نبی پاک ﷺ کے فرمان اذا ارادا للّٰہ بعبد خیر ایفقھه فی الدین کے مطابق عزیزم مولانا حافظ محمد شہباز قادری صاحب خوش نصیب ہیں جن کو نہ صرف خود شریعت کی سمجھ ہے بلکہ انہوں نے نہایت آسان، مدلّل اور خوبصورت انداز میں مسائل لکھ کر امتِ مسلمہ پر احسان فرمایا ہے۔ یہ کتاب ''فیضان شریعت'' اسم با مسمیٰ ہر گھر تو کیا ہر سکول کالجز، یونیورسٹی کی دینی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

آمین

عبدالحمید چشتی

خادم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال

حضرت علامہ مولانا فتح محمد حامدی صاحب

(ناظم اعلیٰ جامعہ عنائتیہ خانیوال)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

اطلب العلم ولو کان باالصین ''علم حاصل کرو اگرچہ تمہیں چین جانا پڑے''

العلم نور ''علم نور ہے'' بے علم شخص اللہ کریم کو بھی نہیں پہچان سکتا۔

الحمد اللہ عزیز القدر حافظ محمد شہباز قادری عطاری (متعلم جامعہ عنائتیہ خانیوال) نے بڑی کاوش، محنت ولگن اور محبت کے ساتھ کتاب ''**فیضانِ شریعت**'' تالیف کی ہے اور ان مضامین مسائل کو شامل اور تحریر کیا ہے جن کی پہلے ہی کی طرح آج بھی اشد ضرورت ہے۔ مثلاً وضو، غسل، نماز، نماز جنازہ، زکوٰۃ، روزہ، قربانی، نکاح، مہر، طلاق اور کچھ متفرق مسائل کا ذکر بھی بڑی خوبصورتی سے کیا ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں حوالہ جات مستند ہیں جو کہ قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کی خوبصورت کتب فقہ سے حاصل کئے ہیں۔ دوسری اس کی خوبی یہ ہے کہ

سوال وجواب کی صورت میں تحریر کی ہے کہ قاری شروع سے آخر تک دل جمعی سے پڑھتا ہے اور بہت کچھ حاصل بھی کرتا ہے۔ یہ کتاب مردوں، عورتوں اور نوجوانوں کیلئے بہترین تحفہ ہے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ عزیز القدر حافظ محمد شہباز عطاری کا یہ شوق اس کو بہت بڑا مؤلف اور مصنف بنا دے گا۔ اگر نوجوان ایسے نیک کاموں کی طرف مائل ہو جائیں تو معاشرہ قرونِ اولیٰ کا منظر پیش کریگا ہر طرف امن وسکون ہوگا۔ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ہوگا۔ دین سے آگاہی ہوگی۔

میں دعا گو ہوں، اللہ کریم سید عالم ﷺ کے صدقے حافظ محمد شہباز عطاری کے اس شوق وجذبے کو قائم رکھے اور اسے مزید ترقی دے، اللہ کرے اس کا زورِ قلم اور زیادہ ہو۔ آمین

فتح محمد حامدی

ناظم اعلیٰ جامعہ عنائتیہ خانیوال

حضرت علامہ مولانا مفتی رفیق القادری صاحب

(جامعہ عنائتیہ خانیوال)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

فقیر نے عزیز القدر حافظ محمد شہباز قادری کی تالیف کردہ کتاب ''**فیضانِ شریعت**'' کے بعض صفحات کا مطالعہ کیا ہے اور اس کتاب کو عوام کیلئے ایک خوبصورت اور مفید کتاب پایا ہے۔ مؤلفِ موصوف نے اس کتاب کو سوالاً جواباً تحریر کر کے اسکو اور آسان بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ عوام اہلسنت کو اس کتاب سے مستفیض ہونے کی توفیق عطاء فرمائے آخر میں فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیلِ مصطفیٰ کریم ﷺ مؤلف کتاب ھذا عزیزم حافظ محمد شہباز قادری جو کہ جامعہ عنائتیہ خانیوال کے فیض یافتہ ہیں، کے علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

محمد رفیق القادری الحامدی

خادم دارالافتاء جامعہ عنائتیہ خانیوال

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شہباز صاحب

(فارغ التحصیل دارالعلوم نعیمیہ کراچی وصدر مدرس جامعہ عنائتیہ خانیوال)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

فقیر نے مؤلف کی کتاب بموسوم ''**فیضانِ شریعت**'' کا مطالعہ کیا۔ بے حد مسرت ہوئی کہ فاضل وقابل نوجوان

برادرم الحافظ محمد شہباز قادری عطاری صاحب نے اس کتاب میں 11 مختلف موضوعات پر مشتمل ضروری مسائل کو بڑی محنت اور جد وجہد کے ساتھ جمع کیا ہے۔ یہ کتاب سکول وکالج کے طلباء وطالبات کیلئے خصوصاً اور دیگر مسلمان بھائیوں کیلئے عموماً بہت ضروری ہے سب مسلمانوں کو اسکا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فاضل نوجوان کو عالم اسلام کی مزید اصلاح کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اس کتاب کو اہلسنت میں نافع و مقبول بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

حافظ محمد شہباز

صدر مدرس جامعہ عثمانیہ خانیوال

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد الرزاق گولڑوی صاحب

(صدر مدرس مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

بحمدہ تعالیٰ عزیز القدر محمد شہباز عطاری صاحب کی مؤلفہ کتاب "**فیضانِ شریعت**" متعدد مقامات سے دیکھنے کا موقعہ ملا، مسائلِ ضروریہ کو عام فہم، سادہ انداز اور سوال و جواب کی صورت میں عوام کیلئے بہت مفید پایا۔ مؤلف اس سے قبل مختلف عنوانات پر رسائل تحریر فرما چکے ہیں چھوٹی عمر میں بڑا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ رب کریم ان کی عمدہ کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور عوام وخواص میں مقبول بنائے تاکہ ان کیلئے اجر و ثواب میں اضافہ کا سبب ہو۔ اور عوام کو اس سے فائدہ ہو۔ اللہ رب العزت ان کے خلوص میں برکات عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

محمد عبد الرزاق

مدرسہ غوثیہ جامع العلوم مرکزی عیدگاہ خانیوال

21-11-12 بمطابق ۶ محرم الحرام ۱۴۳۴ء

حضرت علامہ پیر سید اویس محبوب شاہ صاحب

(سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف، خطیب مرکزی جامع مسجد خانیوال)

حامداً و مصلیاً و مسلماً

عقیدہ کی درستگی کے بعد شرعی احکام کو جاننا اور ان پر عمل کرنا از حد ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ثم جعلنک علی شریعۃ من الامر فاتبعھا و لا تتبع اھوآء الذین لا یعلمون (جاثیہ۔18) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی (قدس سرہ النورانی) مکتوبات دفتر سوم مکتوب 17 میں رقم طراز ہیں۔ "شریعت کے دو جز ہیں اعتقاد اور عمل۔ اعتقادی حصہ دین کے اصول ہیں اور عمل اسکی فروع"۔ یعنی دونوں پر پختگی کے بغیر نجات کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ نیز مکتوب 48 دفتر اوّل میں فرماتے ہیں۔ "اعلیٰ ترین نیکی یہ ہے کہ شریعت کی ترویج میں کوشش وسعی کی جائے۔ احکام شرع میں ایک حکم کو جاری و زندہ کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ اسلامی شعائر مٹائے جا رہے ہوں کسی ایک شرعی مسئلہ کو رواج دینا اللہ تعالیٰ کی راہ میں کروڑ ہا روپیہ خیرات کر دینے سے بہتر ہے کیونکہ اس کام میں انبیاء کرام (علیہم السلام) کی اقتداء ہے۔ میرے جدّ کریم حضرت خواجہ سید نور محمد چوراہی نے فرمایا: "مدار کار دو چیزوں پر ہے اتباع شریعت، محبتِ پیر، اور فرمایا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھی جائے"۔ جملہ مشائخ طریقت بالخصوص خواجگان نقشبندیہ نے بڑی شدت کے ساتھ اپنے مریدین و متعلقین کو شرعی احکام پر عمل پیرا ہونے سنتِ مبارکہ کی پیروی کرنے اور جاہلین یعنی شرعی احکام سے ناواقف لوگوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ افادۂ عامۃ الناس کے لیے ہر دور میں علماء اہل سنت (کثرھم اللہ تعالیٰ) نے

﴿شرعی مسائل سیکھنے کے فضائل﴾

(1) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل عبادت دین کے مسائل سیکھنا ہے۔

(المعجم الاوسط جلد 6 حدیث 9264 صفحہ 420)

(2) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رات میں ایک گھڑی علم دین کا سیکھنا تمام رات جاگنے سے افضل ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد 1 صفحہ 238)

(3) گھڑی بھر علم دین کے مسائل مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 629)

شرعی احکامات اور پیش آمدہ مسائل کے بارے میں راہنمائی فرما کر اپنا فریضہ سرانجام دیا ہے تاکہ ملتِ اسلامیہ گمراہی سے بچ سکے اور با آسانی مسائل فقہ کو جاننے اور سمجھنے کا موقع مل سکے۔ فجز اھم اللہ خیرا الجزاء

برادرم مکرم، فاضل نوجوان حافظ محمد شہباز قادری عطاری صاحب نے زیرِ نظر کتاب **"فیضان شریعت"** میں مسائل فقہ کو آسان الفاظ میں بیان فرما کر قارئین کے لیے نیکیاں حاصل کرنے کا خوب سامان پیدا کیا ہے، نیز جدید مسائل پر بھی مختصراً اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ یہ کتاب اہل سنت و جماعت احناف کے عقائد و نظریات کی روشنی میں سلیس زبان میں صحیح مسائلِ فقہ پر مشتمل ہے۔ ان شاء اللہ اس کتاب کا ایک ایک حرف ان کے نامہ اعمال میں بھلائیوں کے اضافے کا سبب بنے گا۔ میرے کریم آقا (علیہ الصلوۃ والسلام) نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، زمین و آسمان والے حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں اس شخص کے لیے رحمت مانگتی ہیں۔ جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔ (ترمذی شریف)

اللھم ارنا الحق حقاً وار زقنا اتباعة ،وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنباہ ،اللھم اجعل ھذا الکتاب خالصاً لوجھک الکریم و مقبولا عندک وعندر سولک الرؤف الرحیم واجعلہ نافعاً شائعاً مفیداً فی اطراف العالمین آمین یا رب العالمین بجاہ سید الرمرسلین (ﷺ)

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جمشید حسین شاہ صاحب

(مدرس جامعہ عنائتیہ خانیوال)

الحمد للہ رب العلمین والسلام علی رسولہ الکریم

میں نے کتاب "فیضانِ شریعت" کے مختلف مقامات واوراق وصفحات کا ملاحظہ کیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ خوبیوں کے لحاظ سے اتم ہے اور کتاب بڑی مدلّل ہے ہر مسئلہ باحوالہ تحریر کیا گیا ہے ہر عمر کے بچوں اور بڑوں خصوصاً طالبعلموں کے لیے زیرِ نظر کتاب کا مطالعہ کرنا انکی دینی معلومات اور فقہی مسائل میں مہارت کے لیے معاون اور زندگیوں کو سنوارنے کے لیے بہترین مددگار ہے اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کے علم وعمل میں برکت اور ان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

فی آخرہ انا سأل اللّٰہ من فضلہ ان ینفع بہ لتسھیل فھمہ علی طالبہ انہ ولی ذالک وھو حسبنا نعم الوکیل . آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ **ناچیز محمد جمشید حسین شاہ**

مدرس جامعہ عنائتیہ خانیوال

فہرست

☆☆☆......وضو کا بیان......☆☆☆

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ o	اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو (اور وضو نہ ہو) تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔ (پارہ 6، سورۃ المائدہ: آیت 6)

☆☆......وضو کی فضیلت کے بارے میں چند احادیث مبارکہ......☆☆

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میری اُمت کو وضو کے آثار کی وجہ سے قیامت کے دن غُرّ مُحجَّل (جن کے چہرے اور ہاتھ پیر سفید اور روشن ہوں) کہہ کر پکارا جائے گا۔ پس تم میں سے جو شخص اپنی سفیدی کو طول دینا چاہے سو وہ ایسا کرے۔

(صحیح بخاری کتاب الوضو جلد 1 حدیث 136 صفحہ 508)

(2) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے نماز پڑھنے کے لیے اچھی طرح کامل وضو کیا پھر فرض نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں گیا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ جلد 1 حدیث 457 صفحہ 877)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان بندہ یا (فرمایا) مومن بندہ وضو کرتا ہے تو منہ دھوتے وقت پانی یا اسکے آخری قطرہ کے ساتھ یا اس کی مثل (کچھ فرمایا) اُس کے منہ سے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جن کا ارتکاب اُس نے آنکھوں سے کیا اور جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو پانی یا اس کے آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں جو ہاتھوں نے کیے یہاں تک کہ وہ تمام (صغیرہ) گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔ (ترمذی شریف، جلد 1، حدیث 2، صفحہ 78)

(4) حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ مومن جس وقت وضو کرتا ہے تو کلی کرتے وقت اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں، جب وہ ناک میں پانی ڈالتا ہے تو اس

کی ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں، جب وہ چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پلکوں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو گناہ اسکے دونوں ہاتھوں حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو گناہ اس کے سر سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں سے بھی جب پاؤں دھوتا ہے تو گناہ اس کے دونوں پاؤں سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں پھر اس شخص کا گھر سے مسجد کی طرف چلنے کا ثواب اس کے لیے علیحدہ ہوگا۔ (سنن نسائی جلد 1 حدیث 103 صفحہ 78)

(5) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ذمہ اونٹوں کو چرانا تھا جب میں اپنی باری پر اونٹوں کو چرا کر شام کے وقت آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں کے سامنے بیان فرما رہے تھے کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے اور پھر کھڑا ہو کر حضور قلب وظاہر وباطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ جلد 1، حدیث 461، صفحہ 878)

(6) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا حوض مقامِ عدن سے لے کر مقام ایلہ تک، کے فاصلہ سے زیادہ بڑا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اپنے حوض سے دوسرے لوگوں کو اس طرح دور کروں گا جس طرح کوئی شخص پرائے اونٹوں کو اپنے حوض سے دور کرتا ہے، صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو ہم کو پہچان لیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تم جب میرے حوض پر آؤ گے تو تمہارے چہرے اور ہاتھ پاؤں آثارِ وضو سے سفید اور چمکدار ہوں گے اور یہ علامت تمہارے سوا کسی میں نہیں ہوگی۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ جلد 1 حدیث 491 صفحہ 898)

(7) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لے تو اس سے اس کا سارا جسم پاک ہو جائے گا اور جو وضو کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کے وضو والے ہی حصے پاک ہونگے۔ (سنن دار قطنی، جلد 1، حدیث 230، صفحہ 88)

(8) نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بیٹا اگر تم ہمیشہ با وضو رہنے کی استطاعت

(طاقت) رکھو تو ایسا ہی کرو کیونکہ **ملک الموت** علیہ السلام جس بندے کی روح حالتِ وضو میں قبض کرتے ہیں تو اس کے لیے شہادت لکھ دی جاتی ہے۔ (کنز العمال جلد 9 حدیث 26060)

(9) حدیث پاک میں ہے کہ باوضو سونے والا روزہ رکھ کر عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔

(کنز العمال جلد 9 حدیث 25994 صفحہ 123)

(10) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر پڑھے (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ) تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 461 صفحہ 164)

(11) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ آپ وضو فرمائیں اگر آپ نے وضو نہ کیا اور آپکو کوئی مصیبت پہنچ گئی تو اس پر صرف اپنے ہی نفس کو ملامت کرنا۔ (المصنف ابن شیبہ جلد 1، صفحہ 15)

(12) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں جائے اور اس کا مسجد میں جانا صرف نماز کے لیے ہو تو اس کے لیے ہر قدم کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 276 صفحہ 114)

☆☆☆......وضو کا طریقہ......☆☆☆

وضو کے فرائض:۔

وضو کے چار فرائض ہیں:۔ (1) چہرہ دھونا (2) کُہنیوں سمیت ہاتھ دھونا

(3) چوتھائی سر کا مسح کرنا (4) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1، صفحہ 187)

کعبۃ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے اونچی جگہ بیٹھنا مستحب ہے۔ وضو کے لیے نیت کرنا سنت ہے۔ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں۔ دل میں ارادہ ہوتے ہوئے زبان سے اس طرح نیت کیجئے کہ میں حکمِ الٰہی

ﷻ بجالانے اور پاکی حاصل کرنے کے لیے وضو کر رہا ہوں پھر بسم اللہ کہہ لیجئے کہ یہ بھی سنت ہے بلکہ **بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہ** کہہ لیجئے کہ حدیث پاک میں ہے کہ جب تک باوضو رہیں گے فرشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (مجمع الزوائد جلد 1، حدیث 1112، صفحہ 513)۔ اب دونوں ہاتھ تین تین بار پہنچوں تک دھوئیے پھر ٹونٹی بند کر کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال بھی کیجئے کم از کم تین بار دائیں بائیں اوپر نیچے کے دانتوں میں مسواک کیجئے [کہ حدیث پاک میں مسواک کر کے نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔(i) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ نماز جو مسواک کر کے پڑھی جائے اس نماز پر جو بغیر مسواک کئے پڑھی گئی ہو ستر گنا زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 1 کتاب الطہارت صفحہ 115) (ii) حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جب بندہ مسواک کرتا ہے اور نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی قراءت کو سنتا ہے پھر اس کے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اب جو بھی قرآن کا لفظ اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتے کے پیٹ میں چلا جاتا ہے لہٰذا قرآن پڑھنے کے لیے اپنے منہ پاک کرو۔ (الترغیب والترہیب جلد 1، کتاب الطہارت صفحہ 115) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسواک کرتے وقت نماز میں قرآن مجید کی قراءت اور ذکر اللہ ﷻ کیلئے منہ پاک کرنے کی نیت کرنی چاہیے۔ (احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 302) اور مسواک کرنے کے بعد ہر بار اسے دھولیا جائے، اور اگر مسواک نہ ہو تو اُنگلی سے دانت مانجھ (یعنی صاف کر) لیے جائیں کہ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُنگلیاں مسواک کے قائم مقام ہیں۔ (السنن الکبریٰ جلد 1، صفحہ 41) دراصل شریعت کا مقصود یہ ہے کہ مسلمان اپنے دانت صاف رکھیں اس لیے اگر منجن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ سے بھی دانت صاف کر لیے جائیں تب بھی رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل ہو جاتا ہے اور اس سے سنت کا ثواب ملے گا۔ (ملخصاً شرح صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 914)] اب سیدھے ہاتھ ہی کے تین چلو (ہر بار ٹونٹی بند کر کے) اس طرح تین کلیاں کیجئے کہ ہر بار منہ کے ہر پرزے پر پانی بہہ جائے اگر روزہ نہ ہو تو غرغرہ بھی کر لیجئے پھر سیدھے ہاتھ کے تین چلو (اب ٹونٹی بند کر کے) تین بار ناک میں نرم گوشت تک پانی چڑھایئے اور اگر روزہ نہ ہو تو ناک کی جڑ تک پانی پہنچایئے اب اُلٹے ہاتھ سے ناک

صاف کر لیجئے اور چھوٹی انگلی ناک کے سوراخوں میں ڈالیے تین بار سارا چہرہ اس طرح دھوئیے کہ جہاں سے عادتاً سر کے بال اُگنا شروع ہوتے ہیں وہاں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ اگر داڑھی ہے اور احرام باندھے ہوئے نہیں ہیں تو ٹونٹی بند کرنے کے بعد اس طرح خلال کیجئے کہ اُنگلیوں کو گلے کی طرف سے داخل کر کے سامنے کی طرف سے نکالیے پھر پہلے سیدھا ہاتھ اُنگلیوں کے سرے سے دھونا شروع کر کے کہنیوں سمیت تین بار دھوئیے اسی طرح پھر اُلٹا ہاتھ دھو لیجئے دونوں ہاتھ آدھے بازو تک دھونا مستحب ہے۔ اکثر لوگ چلو میں پانی لے کر پہنچے سے تین بار چھوڑ دیتے ہیں کہ کہنی تک بہتا چلا جاتا ہے اس طرح کرنے سے کہنی اور کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا بیان کردہ طریقے کے مطابق دھوئیے اب چلو بھر کہنی تک پانی بہانے کی حاجت نہیں بلکہ بغیر اجازتِ صحیحہ ایسا کرنا پانی کا اسراف ہے۔ (اب ٹونٹی بند کر کے) سر کا مسح اس طرح کیجئے کہ دونوں انگوٹھوں اور کلمے کی اُنگلیوں کو چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین اُنگلیوں کے سرے ایک دوسرے سے ملا لیجئے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر کھینچتے ہوئے گدّی تک اس طرح لے جایئے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر گدّی سے ہتھیلیاں کھینچتے ہوئے پیشانی تک لے آیئے کلمے کی اُنگلیاں اور انگوٹھے اس دوران سر پر بالکل مَس نہیں ہونے چاہئیں۔ پھر کلمے کی اُنگلیوں سے کانوں کی اندرونی سطح کا اور انگوٹھوں سے کانوں کی باہری سطح کا مسح کیجئے اور اُنگلیوں کی پُشت سے گردن کے پچھلے حصہ کا مسح کیجئے بعض لوگ گلے کا اور دُھلے ہوئے ہاتھوں کی کُہنیوں اور کلائیوں کا مسح کرتے ہیں یہ سنت نہیں ہے۔ سر کا مسح کرنے سے قبل ٹونٹی اچھی طرح بند کرنے کی عادت بنا لیجئے بلاوجہ ٹونٹی کُھلی چھوڑ دینا یا ادھوری بند کرنا کہ پانی ٹپکتا رہے یہ گناہ ہے۔ اب پہلے سیدھا پھر اُلٹا پاؤں ہر بار اُنگلیوں سے شروع کر کے ٹخنوں کے اوپر تک بلکہ مستحب ہے کہ آدھی پنڈلی تک تین تین بار دھو لیجئے۔ دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔ (خلال کے دوران ٹونٹی بند رکھیے) اس کا مستحب طریقہ ہے کہ اُلٹے ہاتھ کی چھنگلیا (یعنی چھوٹی اُنگلی) سے سیدھے پاؤں کی چھنگلیا کا خلال شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کیجئے اور اُلٹے ہاتھ کی چھنگلیا سے اُلٹے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کر لیجئے۔ (ملخصاً بہار شریعت جلد 1 صفحہ 288۔ سنی بہشتی زیور صفحہ 120۔ نماز کے احکام صفحہ 8) وضو کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھ لیجئے کہ حدیثِ پاک

میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو وضو کرے اور کامل (یعنی اچھی طرح) وضو کرے پھر کلمہ شہادت پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1، حدیث 461، صفحہ 164) اور جن افراد کی داڑھیاں ہوں انکو چاہیے کہ وضو کے بعد داڑھی میں کنگھی کیا کریں کہ احادیث مبارکہ میں اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(i) سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وضو کے بعد داڑھیوں کو کنگھی کرنا دو جہاں کی محتاجی کو دور کرتا ہے۔ (کنوز الحقائق صفحہ 289) اور وضو کے بعد کنگھی بیٹھ کر کرنی چاہیے کہ (ii) حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص کھڑا ہو کر داڑھی میں کنگھی کرے تو اس پر قرض چڑھے گا اور جو شخص بیٹھ کر کنگھی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے قرض کو دور کر دے گا۔ (الحاوی للفتاویٰ جلد 1 صفحہ 39)

☆☆...... وضو کے بعد سورۃ القدر پڑھنے کی فضیلت ......☆☆

(1) **حدیث پاک:** جو وضو کے بعد ایک مرتبہ سورہ قدر پڑھے تو وہ صدیقین میں سے ہے اور جو دو مرتبہ پڑھے تو وہ شُہداء میں شمار کیا جائے گا اور جو تین مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ میدان محشر میں اسے انبیاء کرام (علیہم السلام) کے ساتھ رکھے گا۔ (کنز العمال جلد 9 حدیث 26085 صفحہ 132)

(2) جو شخص وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر سورہ قدر پڑھ لیا کرے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسکی بینائی کبھی کمزور نہ ہوگی۔ (مسائل القرآن صفحہ 276)

☆☆☆...... وضو کے مسائل ......☆☆☆

سوال 1: وہ کونسی چیزیں ہیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جسے شریعتِ مطہرہ نے نواقضِ وضو قرار دیا ہے یعنی ان میں سے اگر ایک بھی پائی جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ان میں بعض یہ ہیں۔ (1) آگے یا پیچھے کے مقام سے نجاست (پیشاب، پاخانہ، ودی، مذی، منی وغیرہ) یا کیڑے یا پتھری کا نکلنا اور ہوا کا پیچھے سے خارج ہونا کہ اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی پاک

ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو حدَث (بے وضو پن) لاحق ہو اس کی نماز قبول نہ ہوگی جب تک وہ وضو نہ کر لے، ایک شخص نے کہا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدَث کیا ہے؟ انہوں نے کہا بغیر آواز کے ہوا کا خارج ہونا، یا آواز سے ہوا کا خارج ہونا۔ (صحیح بخاری جلد 1، کتاب الوضوء حدیث: 135، صفحہ 505) (2) خون، پیپ یا زرد پانی جبکہ کہیں سے نکل کر ایسی جگہ بہہ کر چلا جائے کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اگر صرف چمکا یا اُبھرا لیکن بہا نہیں تو پھر نہیں ٹوٹے گا۔ (3) آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہ میں دانا یا ناسُور یا کوئی بیماری ہو اور اس وجہ سے جو آنسو، پانی، بہے گا تو وہ بھی وضو توڑ دے گا۔ دُکھتی ہوئی آنکھ سے جو آنسو بہتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ یہ پانی ناپاک ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (افسوس اکثر لوگ اس مسئلہ سے ناواقف ہوتے ہیں اور دُکھتی آنکھ سے بوجہ مرض بہنے والے آنسو کو دوسرے آنسوؤں کی مانند سمجھ کر آستین یا کپڑے کے دامن وغیرہ سے پونچھ کر کپڑے ناپاک کر ڈالتے ہیں)۔ (4) منہ بھر قے، کھانے، پانی یا صفرا (یعنی پیلے رنگ کا کڑوا پانی) بھی وضو توڑ دیتی ہے۔ جو قے تکلف کے بغیر نہ روکی جا سکے اسے منہ بھر کہتے ہیں منہ بھر قے پیشاب کی طرح ناپاک ہوتی ہے اسکے چھینٹوں سے اپنے کپڑے اور بدن کو بچانا ضروری ہے۔ (5) بے ہوشی، غشی، پاگل پن اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑا جائیں تو ان چیزوں سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (6) نماز کے دوران اگر کسی بالغ شخص نے قہقہہ لگایا یعنی اتنی آواز سے ہنسا کہ آس پاس والوں نے سنا تو وضو بھی گیا اور نماز بھی گئی۔ اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ صرف خود سنا تو نماز ٹوٹ گئی لیکن وضو باقی ہے، مسکرانے سے نہ نماز ٹوٹے گی اور نہ وضو ٹوٹے گا۔ یاد رہے مسکرانے میں آواز بالکل نہیں ہوتی صرف دانت ظاہر ہوتے ہیں۔ (7) سو جانے سے بھی وضو جاتا رہتا ہے مثلاً لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز کے سہارے بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی کہ اگر وہ چیز نہ ہوتی تو گر پڑتے تو وضو جاتا رہے گا۔ (8) منہ سے خون کا نکلنا بھی ناقضِ وضو ہے لیکن اس صورت میں جب کہ خون تھوک پر غالب ہو اگر غالب نہیں ہے تو پھر وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری، جلد 1، صفحہ 197، بہار شریعت جلد 1، صفحہ 103، نور الایضاح، صفحہ 50)

سوال 2: بے وضو قرآن مجید کو چھونا کیسا؟

جواب: بے وضو جُنُبی شخص (جس پر غسل واجب ہو) اور حیض نفاس والی عورتوں کے لیے قرآن مجید یا اس

کی کسی آیت یا ترجمہ کا چھونا حرام ہے۔لیکن اگر قرآن مجید ایسے غلاف میں ہو جو اس سے جدا ہو جیسے کوئی کپڑا یا رومال یا ایسی جلد جو اس میں سلی ہوئی نہ ہو تو اس کے ساتھ چھونا جائز ہے۔لیکن اگر اس سے متصل (یعنی ملی ہوئی) ہو تو جائز نہیں۔اگر آیات برتن، گلاس یا کسی اور چیز پر لکھی ہوں تو ان کو بھی بے وضو چُھونا حرام ہے۔ (ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1، صفحہ 239، بہارشریعت جلد 1، صفحہ 326، فتاویٰ رضویہ جلد 1، صفحہ 1074)

سوال 3:۔بے وضو تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر اسلامی کتابیں چُھونا کیسا؟

جواب:۔بے وضو تفسیر، حدیث، فقہ کی کتابوں کو چُھونا مکروہ ہے اور جہاں قرآنی آیت لکھی ہو خاص اس جگہ پر ہاتھ لگانا حرام ہے باقی عبارت میں افضل یہ ہے کہ باوضو ہو کر ہاتھ لگائے جائیں۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلدف 1 صفحہ 239۔فتاویٰ رضویہ جلد 1 صفحہ 1075۔صفحہ 239، بہارشریعت، جلد 1، صفحہ 327)

سوال 4:۔کیا اپنا یا غیر کا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:۔اپنا یا غیر کا ستر دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 309)(فتاویٰ افریقہ صفحہ 86)

سوال 5:۔کیا جھوٹ بولنے یا کسی کی غیبت چغلی کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:۔جھوٹ بولنا یا کسی کی غیبت چغلی کرنا سخت گناہ ہے اس سے بچنا چاہیے، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن دوبارہ وضو کر لینا مستحب ہے۔کیونکہ وضو کی حالت میں جھوٹ بولنے یا کسی کی غیبت کرنے سے اسکی نورانیت چلی جاتی ہے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 1 صفحہ 972۔تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 50)

سوال 6:۔بعض لوگ تین بار کُہنیوں سمیت ہاتھ دھونے کے بعد تین بار ہاتھ میں پانی لے کر چھوڑ دیتے ہیں کہ پانی کُہنیوں پر بہتا چلا جاتا ہے، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب:۔کُہنیوں سمیت ہاتھ تین بار دھو لینے کے بعد پھر اس طرح پانی بہانا کہ ہاتھ میں پانی لے کر چھوڑ دینا کہ بہتا ہوا پانی کُہنیوں تک چلا جائے یہ اسراف و گناہ ہے کیونکہ جب تین بار کُہنیوں سمیت ہاتھ دھو لیے جائیں تو اس کے بعد دوبارہ پانی بہانے کی حاجت نہیں رہتی اس لیے ایسا کرنے سے بچنا چاہیے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد 1، صفحہ 162)

سوال 7:۔کن صورتوں میں وضو کر لینا مستحب ہے؟

جواب:۔ان صورتوں میں وضو کر لینا مستحب ہے جیسے سونے سے پہلے، سونے کے بعد، میت کو نہلانے یا

اٹھانے کے بعد، جماع سے پہلے، جب غصہ آ جائے اس وقت، زبانی قرآن عظیم پڑھنے کیلئے، حدیث اور علم دین پڑھنے پڑھانے کے لیے، علاوہ جمعہ و عیدین باقی خطبوں کے لیے، کُتبِ دینیہ چھونے کے لیے، ستر غلیظ چھونے کے بعد، جھوٹ بولنے، گالی دینے، فُحش لفظ نکالنے، کافر سے بدن چُھو جانے، صُلیب یا بُت کو چُھونے، کوڑھی یا سپید داغ والے سے مس ہونے کے بعد، بغل کھجانے کے بعد، جبکہ اس میں بُو ہو، قہقہہ لگانے اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بلا حائل مس ہو جانے کے بعد، صفا مروہ کے درمیان دوڑ لگانے کے لیے، گوشت کھانے کے بعد، وضو پر وضو کرنے کے لیے، ان سب صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے۔(ملخصاً بہارشریعت جلد 1 صفحہ 302۔نورالایضاح صفحہ 47)

سوال 8:۔کیا سُور یا خنزیر کا نام لینے سے زبان ناپاک اور اگر وضو ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:۔سُور یا خنزیر کا نام لینے سے نہ زبان ناپاک ہوتی ہے اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے یہ سراسر لوگوں کی غلط فہمی ہے۔خنزیر لفظ تو قرآن کریم میں بھی موجود ہے لہٰذا یہ لفظ بولنے سے نہ تو زبان ناپاک ہوتی ہے اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔ (فیضان سنت جلد 1، صفحہ 363)

سوال 9:چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا کیسا؟

جواب:چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے مگر اس کی کچھ شرائط ہیں۔

(1) موزوں نے ٹخنوں کو تمام جانبوں سے ڈھکا (چھپایا) ہوا ہو۔(2) موزے پاؤں سے چپٹے ہوئے ہوں تاکہ ان کو پہن کر چلنے میں آسانی ہو۔(3) کوئی موزا قدم کے سامنے کی جانب سے تین اُنگلیوں کے برابر پھٹا ہوا نہ ہو۔(4) جب ان موزوں پر مسح کیا جائے تو پانی کی تری پاؤں تک نہ پہنچ پائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 346)(شرح صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 953)(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 364)

سوال:موزوں پر مسح کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دہنے (سیدھے) ہاتھ کی تین اُنگلیاں، دہنے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں بائیں پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم بقدرِ تین اُنگل کے کھینچ لی جائے اور سنت یہ ہے کہ اُنگلیاں پنڈلی تک کھینچ لی جائیں۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 230)

سوال: جُرابوں (Socks) پر مسح کرنا کیسا؟

جواب: سوتی یا اُونی جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 4 صفحہ 345) (شرح صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 953) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 364)

☆☆☆......غُسل کا بیان......☆☆☆

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

(1) وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۝

اگر تم جُنُب (یعنی ناپاک) ہو تو خوب پاک ہو جاؤ یعنی غُسل کرو۔ (پارہ 6، سورہ مائدہ آیت 6)

(2) فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۝

تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں (میں) اور ان سے نزدیکی (یعنی صحبت) نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ حیض والی عورتیں اچھی طرح پاک ہو جائیں۔

(پارہ 2 سورہ البقرۃ آیت 222)

(3) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ط وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا ۝

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ حالتِ جنابت میں جب تک غُسل نہ کر لو مگر سفر کی حالت میں کہ وہاں پانی نہ ملے تو بجائے غُسل کے تیمّم ہے

(پارہ 5 سورہ النساء آیت 43)

☆☆----غسل کے متعلق چند احادیث مبارکہ----☆☆

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ جب غُسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوتے پھر اس طرح وضو کرتے جس طرح نماز کا وضو کرتے تھے۔ پھر اپنی اُنگلیاں پانی میں داخل کر کے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو پانی لے کر سر پر بہاتے پھر اپنے تمام جسم

پر پانی بہاتے۔ (صحیح بخاری، کتاب الغسل جلد 1، حدیث 248، صفحہ 728)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے نیچے جنابت (ناپاکی) ہے لہٰذا بالوں کو دھوؤ اور جلد کو صاف کرو۔ (سنن ترمذی جلد 1، حدیث 99، صفحہ 124)

(3) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جنابت کی حالت میں بال برابر جگہ چھوڑ دی اسے نہ دھویا تو اسے آگ کا سخت عذاب دیا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وجہ سے میں اپنے بالوں کا دشمن ہو گیا اور انہیں کاٹ دیتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس لیے بال کاٹ دیتے تھے کہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1، حدیث 590، صفحہ 199)

(4) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر کتا یا جُنُبی ہو (یعنی جس پر غسل واجب ہو)۔

(سنن ابوداؤد جلد 1 حدیث 227 صفحہ 132)

(5) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا حائضہ اور جُنُبی قرآن پاک سے کچھ نہ پڑھیں۔ (سنن ترمذی جلد 1 حدیث 123 صفحہ 135)

(6) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ رات کو جُنُبی (جس پر غسل واجب ہو) ہو جاتے ہیں تو کیا اس حالت میں سو سکتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا استنجاء کر کے وضو کر لو اس کے بعد سو جاؤ۔ (صحیح مسلم جلد 1 کتاب الحیض حدیث 612 صفحہ 1003)

(7) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستر ہو، اور پھر دوبارہ یہ عمل کرنا چاہے تو درمیان میں وضو کر لیا کرے۔

(صحیح مسلم کتاب الحیض جلد 1 حدیث 615 صفحہ 1004)

☆☆......غسل کے فرائض اور ان کی تفصیل......☆☆

غسل کے تین فرائض ہیں۔ (1) کلی کرنا (2) ناک میں پانی چڑھانا (3) تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1، صفحہ 202)

(1) کُلی کرنا: یاد رکھیں کہ منہ میں تھوڑا سا پانی لے کر پچ کر کے ڈال دینے کا نام کلی نہیں ہے بلکہ منہ کے ہر پرزے، گوشت، ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی کا بہہ جانا ضروری ہے۔ اسی طرح داڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی کھڑکیوں اور جڑوں اور زبان کی ہر کروٹ پر بلکہ حلق کے کنارے تک پانی بہانا ضروری ہے اگر روزہ نہ ہوتو غرغرہ بھی کر لیجئے کہ سنت ہے (کیونکہ روزے کی حالت میں غرغرہ کرنا مکروہ ہے کہ پانی کے حلق میں چلے جانے کا اندیشہ ہے) دانتوں میں چھالیہ کے دانے یا بوٹی کے ریشے وغیرہ ہوں تو ان کا چھڑانا بھی ضروری ہے۔ ہاں مگر چھڑانے میں ضرر (یعنی نقصان) کا اندیشہ ہوتو معاف ہے۔ غسل سے قبل دانتوں میں ریشے وغیرہ محسوس نہ ہوئے اور رہ گئے اس حالت میں نماز پڑھ لی مگر بعد میں معلوم ہوا تو ان کو چھڑا کر پانی بہانا فرض ہے۔ اگر پہلے جو نماز پڑھی وہ ہوگئی جو ہلتا دانت مسالے سے جمایا گیا یا باندھا گیا اور تار یا مسالے کے نیچے پانی نہ پہنچتا ہوتو معاف ہے۔ **(2) ناک میں پانی چڑھانا:** یاد رکھیں کہ یہاں جلدی جلدی ناک کی نوک پر پانی لگا لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دُھلنا ضروری ہے۔ اور یوں ہو سکے گا کہ پانی کو سونگھ کر اوپر کھینچئے اور یہ خیال رکھیے کہ بال برابر بھی جگہ دُھلنے سے نہ رہ جائے ورنہ غُسل نہ ہوگا ناک کے اندر اگر رینٹھ سوکھ گئی ہے تو اس کا چھڑانا بھی فرض ہے نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔ **(3) تمام ظاہری بدن پر پانی بہانا:** سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر پرزے اور اور رونگٹے پر پانی کا بہہ جانا ضروری ہے۔ کیونکہ جسم کی بعض جگہیں ایسی ہیں کہ اگر احتیاط نہ کی جائے تو وہ سُوکھی رہ جاتی ہیں (ملخصاً بہارشریعت جلد 1، صفحہ 316۔ فتاویٰ رضویہ جلد 1، صفحہ 608 تا 593۔ نماز کے احکام، صفحہ 104 تا 101)

☆☆☆......غُسل کا طریقہ (حنفی)......☆☆☆

بغیر زبان ہلائے دل میں اس طرح نیت کیجئے کہ میں پاکی حاصل کرنے کے لیے غُسل کرتا ہوں۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین تین بار دھوئیے پھر استنجے کی جگہ دھوئیے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو پھر جسم پر اگر کہیں نجاست لگی ہوتو اس کو دور کیجئے پھر جس طرح نماز کا وضو کرتے ہیں اسی طرح وضو کیجئے۔ اگر پاؤں رکھنے کی جگہ پر پانی جمع ہے تو پاؤں نہ دھوئیے اور اگر سخت زمین ہے جیسا کہ آج کل عموماً غُسل خانوں کی

ہوتی ہیں اور ان میں پانی کی نکاسی کا انتظام ہوتا ہے تو پھر پاؤں بھی دھو لیجئے پھر بدن پر تیل کی طرح پانی اچھی طرح مَل لیجئے خصوصاً سردیوں میں (اس دوران صابن بھی لگا سکتے ہیں) پھر تین بار سیدھے کندھے پر پانی بہائیے پھر الٹے کندھے پر (تین بار) پھر سر پر اور تمام بدن پر تین تین بار پانی بہائیے کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ اگر ستر کھلا ہوتو قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے لیکن اگر تہبند باندھا ہوا ہوتو حرج نہیں۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر مل کر نہائیے۔ ایسی جگہ نہائیے کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ دوران غسل کسی قسم کی گفتگو نہ کیجئے اور نہ ہی کوئی دعا پڑھیے۔ نہانے کے بعد تولیہ وغیرہ سے بدن پونچھنے میں حرج نہیں۔ نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لیجئے اور اگر مکروہ وقت نہ ہوتو دو رکعت نفل ادا کرنا مستحب ہے۔

(ملخصاً بہارشریعت، جلد 1، صفحہ 319، فتاویٰ عالمگیری، جلد 1 صفحہ 203، نماز کے احکام صفحہ 100)

☆☆......غُسل کے مسائل......☆☆

سوال 1: کن کن کاموں کے لیے غُسل کرنا سنت ہے اور کن کاموں کے لیے مستحب؟

جواب: چار کاموں کے لیے غُسل کرنا سنت ہے (1) جمعہ کی نماز کے لیے (2) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کے لیے (3) حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے (4) اور حج کرنے والوں کے لیے میدان عرفات میں زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 206 بہارشریعت جلد 1 صفحہ 324، نور الایضاح صفحہ 59)

ان کاموں کے لیے غُسل کرنا مستحب ہے: (1) وقوفِ عرفات (2) وقوف مزدلفہ (3) حاضریٔ حرم (4) حاضری سرکارِ اعظم ﷺ (5) طواف (6) دخولِ منیٰ (7) جمروں (شیطانوں پر کنکریاں مارنے کے لیے تینوں دن (8) شبِ براءت (9) شبِ قدر (10) عرفہ کی رات (یعنی 9 ذوالحجۃ الحرام کے غروب آفتاب تا 10 کی صبح تک (11) مجلس میلادِ شریف اور دیگر مجالس خیر کے لیے (12) مردہ نہلانے کے بعد (13) مجنون (یعنی پاگل) کو جنون جانے کے بعد (14) غشی سے افاقہ (یعنی بے ہوشی ختم ہونے کے بعد (15) نشہ جانے کے بعد (16) گناہ سے توبہ کرنے کے بعد (17) نئے کپڑے پہننے کے لیے (18) سفر سے آنے والے کے لیے (19) استحاضہ (یعنی عورت کو مرض کی وجہ سے آنے والا خون) کا خون بند ہونے کے بعد (20) نمازِ کسوف (سورج گہن، خسوف (چاند گہن)

اِستسقا (طلبِ بارش) اور خوف وتاریکی اور سخت آندھی کے وقت (21) بدن پر نجاست لگی اور یہ معلوم نہ ہو کس جگہ لگی ہے ان سب کاموں کے لیے غُسل کرنا مستحب ہے۔

(ملخصاً بہارشریعت جلد 1، صفحہ 324، درمختار جلد 1، صفحہ 339، نورالایضاح صفحہ 61)

سوال 2: وہ کونسے اسباب ہیں جن کی وجہ سے غسل فرض ہوجاتا ہے؟

جواب: غسل فرض ہونے کے پانچ اسباب ہیں۔ **(1) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ الگ ہوکر عضو سے نکلنا** (لہٰذا اگر منی شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی، جیسے پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلاشہوت نکل آئے تو ان صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوگا۔ البتہ وضوٹوٹ جائے گا)۔ اور اپنے ہاتھ سے بھی منی نکالنے پر غُسل فرض ہوجاتا ہے۔ جسے مشت زنی کرنا بھی کہتے ہیں اور یہ فعل حرام ہے۔ فقیہ ابو اللیث ثمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ حدیثِ پاک میں سات گنہگار افراد کے عذاب کا تذکرہ ہے ان میں ایک مُشت زنی کرنے والا بھی ہے کہ بروزِ قیامت اس پر اللہ تعالیٰ نہ نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی اُسے پاک کرے گا، بلکہ اُسے سیدھا جہنم میں جانے کا حکم دیا جائے گا (تنبیہ الغافلین صفحہ 137) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: مشت زنی کرنے والا گنہگار ہے عاصی ہے۔ اصرار کے سبب مرتکب کبیرہ ہے فاسق ہے۔ مزید فرماتے ہیں جو مُشت زنی (یعنی Hand Practice) کرتے ہیں اگر وہ بغیر توبہ کے مر گئے تو بروز قیامت اس حال میں اٹھیں گے کہ ان کی ہتھیلیاں گابھن (یعنی حاملہ) ہوں گی جس سے لوگوں کے مجمع کثیر میں ان کی رُسوائی ہوگی۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 22، صفحہ 244) **(2) احتلام** یعنی نیند سے بیدار ہونے کے بعد اگر بدن یا کپڑے پر تری پائی جائے تو غُسل فرض ہوگا۔ اگرچہ خواب یاد نہ ہو اگر یقین ہے کہ یہ منی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا پیشاب یا ودی یا کچھ اور ہے تو اگرچہ احتلام یاد ہو اور لذتِ انزال خیال میں ہو تو غسل واجب نہیں اور اگر منی نہ ہونے پر یقین ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں اور اگر یاد ہے تو غسل فرض ہے۔ (3) حشفہ (یعنی سرِ ذکر) کا عورت کے آگے پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہوجانا۔ (خواہ شہوت ہو یا نہ ہو اور انزال ہو یا نہ ہو) دونوں صورتوں میں غُسل فرض ہوجائے گا۔ (4) حیض یعنی (عورتوں کے مخصوص ایام) سے فارغ ہونا۔ (5) نفاس (یعنی بچہ پیدا

ہونے پر جو خون آتا ہے) اس سے فارغ ہونا۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری، جلد 1، صفحہ 240، بہارشریعت جلد 1 صفحہ 321، نورالایضاح صفحہ 55)

سوال 3: ناپاکی کی حالت میں درود شریف اور دعائیں پڑھنا کیسا؟

جواب: ناپاکی کی حالت میں درود شریف اور دعائیں پڑھنے میں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کرکے پڑھیں۔ (ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 238، بہارشریعت جلد 1، صفحہ 327)

سوال 4: وَدی، مِذی اور مَنی کسے کہتے ہیں اور ان کے جسم سے نکلنے پر غُسل فرض ہوگا یا نہیں؟

جواب: **وَدی**: یہ وہ گاڑھا مادہ ہے جو منی کے مشابہ ہوتا ہے یہ بعض اوقات پیشاب کے بعد، اونچائی پر چڑھنے، پیٹ پر بوجھ پڑنے یا وزن کے اٹھاتے وقت مثانے پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے ایک دو قطروں کی صورت میں بغیر شہوت کے خارج ہوتا ہے۔

مِذی: یہ ایک رقیق (یعنی پتلا) اور سفید مادہ ہوتا ہے جو اکثر اوقات بیوی سے بوس وکنار یا ہنسی مذاق کے وقت شرمگاہ سے نکلتا ہے یا جب شہوت کا غلبہ ہو اس وقت یہ خارج ہوتا ہے۔

مَنی: یہ غلیظ گاڑھا اور سفید مادہ ہوتا ہے جو شہوت ولذت کے ساتھ برآمد ہوکر عضو تناسل کو نرم کردیتا ہے ان تینوں کے بارے میں یہ حکم ہے کہ صرف منی کے نکلنے پر غسل فرض ہوتا ہے ودی اور مِذی کے نکلنے پر غُسل فرض نہیں ہوتا۔ البتہ وضوٹوٹ جاتا ہے۔ (ودی یا مذی نکلنے پر عضو خاص کو اچھی طرح دھولیا جائے اگر کپڑوں پر لگی ہو تو کپڑوں کو اچھی دھولیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 198، کنزالتعریفات صفحہ 88)

سوال 5: حالتِ جنابت میں بال کٹوانا اور ناخن تراشنا کیسا؟

جواب: حالت جنابت (ناپاکی کی حالت) میں بال کٹوانا اور ناخن تراشنا مکروہ ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 9 صفحہ 89)

سوال 6: غُسل کرتے وقت کلمہ اور درود شریف پڑھنا کیسا؟

جواب: غُسل کرتے وقت کلمہ اور درود شریف پڑھنا منع اور خلاف سنت ہے کہ اس وقت کسی قسم کا کلام کرنے اور دعا پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 204۔ فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1، صفحہ 69۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 320)

سوال 7: ناپاک کپڑوں سمیت غُسل کرنا کیسا؟

جواب: ناپاک کپڑوں سمیت غُسل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ پانی کے گرنے کے بعد نجاست پھیل جائے گی بلکہ ہاتھ میں بھی لگ جائے گی اس طرح بے احتیاطی میں سارا بدن بلکہ برتن بالٹی وغیرہ بھی نجس (ناپاک) ہوجائیں گے لہٰذا پاک کپڑے ہی پہن کر غُسل کرنا چاہیے۔ہاں اگر کوئی دوسرا پاک کپڑا موجود نہ ہوتو پہلے اس کی نجاست دور کرلی جائے پھر اگر نجاست والے کپڑے کو پہن کر پانی کے باہر غُسل کیا اور خوب پانی ڈالا تو اب وہ کپڑا پاک ہوجائے گا کیونکہ زیادہ پانی ڈالنا تین بار دھونے اور نچوڑنے کے قائم مقام ہوتا ہے۔ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 75)

سوال 8: اگر رات کو احتلام ہوجانے یا دیگر صورتوں میں غُسل فرض ہوجائے تو کیا فوراً غُسل کرنا واجب ہے یا کچھ تاخیر بھی کر سکتے ہیں؟

جواب: غُسل فرض ہونے کی صورت میں فوراً نہانا ضروری نہیں تاخیر کر سکتے ہیں مگر اتنی تاخیر نہیں کہ نماز کا وقت ہی نکل جائے۔حدیث پاک میں ہے: حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ رات کو جُنُبی (ناپاک) ہوجاتے ہیں تو اس صورت میں کیا دوبارہ غُسل کرکے سونا ضروری ہے؟ فرمایا: وضو کرکے عضو خاص کو دھوکر سو جایا کرو (صحیح بخاری جلد 1 کتاب الغسل حدیث 290 صفحہ 775) اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔جُنُبی (یعنی غُسل فرض ہونے) کے بعد اگر سونا چاہے تو مستحب ہے کہ وضو کرے فوراً غُسل کرنا واجب نہیں البتہ اتنی تاخیر نہ کرے کہ نماز کا وقت ہی نکل جائے اس حدیث سے یہی مراد ہے۔ (نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد 1، صفحہ 770)

سوال 9: حالتِ جنابت میں کھانا پینا کیسا؟

جواب: حالتِ جنابت میں کلی کرنے اور ہاتھ دھو لینے کے بعد کھانے پینے میں حرج نہیں اور اس سے پہلے جنبی شخص کے لیے کھانا پینا مکروہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد 1، صفحہ 1071۔درمختار جلد 1 صفحہ 51) بہتر یہ ہے کہ غسل کرنے کے بعد کھایا پیا جائے کیونکہ بعض بزرگوں نے ارشاد فرمایا: حالتِ جنابت میں کھانے پینے سے رزق میں تنگی ہوتی ہے۔ (نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد 1، صفحہ 771)

سوال 10: زخم پر پٹی وغیرہ بندھی تو اس صورت میں کس طرح غسل کیا جائے؟

جواب: اگر کسی زخم پر پٹی وغیرہ بندھی ہو کہ اس کے کھولنے میں ضرر (نقصان) یا حرج ہوتو پٹی پر ہی مسح کر لینا کافی ہے نیز کسی جگہ مرض یا درد کی وجہ سے پانی بہانا نقصان دہ ہوتو اس پورے عضو پر مسح کرلیا جائے اور پٹی ضرورت سے زیادہ جگہ کو گھیرے ہوئے نہیں ہونی چاہیے ورنہ مسح کافی نہ ہوگا۔اگر ضرورت سے زیادہ جگہ گھیرے بغیر پٹی باندھنا ممکن نہ ہو مثلاً بازو پر زخم ہے مگر پٹی بازوؤں کی گولائی میں باندھی ہے جس کے سبب بازو کا اچھا خاصہ حصہ بھی پٹی کے اندر چھپا ہوا ہے تو اگر کھولنا ممکن ہوتو کھول کر اس حصے کو دھونا فرض ہے اور اگر ناممکن ہے یا کھولنا تو ممکن ہے مگر پھر ویسی نہ باندھ سکے گا اور یوں زخم وغیرہ کو نقصان کا اندیشہ ہے تو ساری پٹی پر مسح کرلینا کافی ہے۔اس طرح بدن کا وہ اچھا حصہ بھی دھونے سے معاف ہوجائے گا۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 318)

سوال 11: اگر غُسل فرض ہوا اور شدید نزلہ زکام بھی ہو اور ڈاکٹر نے سر دھونے سے منع کیا تو اب کس طرح غُسل کیا جائے گا؟

جواب: نزلہ زکام یا آشوب چشم وغیرہ ہو اور یہ گمان صحیح ہو کہ سر سے نہانے میں مرض میں زیادتی یا اور امراض پیدا ہوجائیں گے تو اس صورت میں کلی کرلیں اور ناک میں پانی چڑھالیں اور پھر گردن سے نہا لیں اور باقی سر کے حصے پر ہاتھ تر کرکے پھیر لیں غُسل ہوجائے گا پھر صحت ٹھیک ہوجانے کے بعد سر بھی دھولیں باقی غُسل کے اعادہ (یعنی غُسل دوبارہ کرنے) کی حاجت نہیں۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 318، فتاویٰ رضویہ جلد 1، صفحہ 611)

☆☆......حیض، نفاس، استحاضہ کے مسائل......☆☆

سوال 1: حیض، نفاس اور استحاضہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خُون عادت کے طور پر نکلتا ہے اور یہ بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہوتو اُسے حیض کہتے ہیں اور بیماری کی وجہ سے ہوتو استحاضہ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد ہوتو اسے نفاس کہتے ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 235) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 371)

سوال 2: حیض کتنے رنگوں میں ہوتا ہے؟

جواب: حیض کے چھ رنگ ہیں (i) سیاہ (ii) سرخ (iii) سبز (iv) زرد (v) گدلا (vi) مٹیالا اور یاد رہے کہ عورت کے اگلے مقام سے جو رُطوبت (جسے لیکوریا کہتے ہیں) نکلتی ہے وہ حیض نہیں ہے اور اگر یہ رُطوبت بے آمیزش کے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر کپڑوں پر لگ جائے تو اس سے کپڑے بھی ناپاک نہیں ہوتے۔ (ملخصا فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 235۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 373,304)

سوال 3: حیض کے آنے میں کونسی حکمت پوشیدہ ہے؟

جواب: بالغہ عورت کے بدن میں فطرتاً ضرورت سے کچھ زیادہ خون پیدا ہوتا ہے تاکہ حمل کی حالت میں وہ خون بچے کی غذا میں کام آئے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانے میں وہی خون دودھ ہو جائے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانے میں اس عورت کی جان پر بن جائے یہی وجہ ہے کہ حمل اور ابتدائے شیرخوارگی (یعنی دودھ پلانے) میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حمل ہو اور نہ دودھ پلانا ہو تب اگر وہ خون بدن سے نہ نکلے تو (عورتوں میں) قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہو جائیں۔

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 371)

سوال 4: حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی مدت ہے؟

جواب: حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں یعنی پورے 72 گھنٹے، اگر ایک منٹ بھی کم ہوا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ (یعنی بیماری کا خون) ہے اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور دس راتیں ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 235) (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 372)

سوال 5: یہ کیسے معلوم ہو کہ استحاضہ ہے؟

جواب: اگر دس دن اور دس رات سے زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ آیا ہے تو دس دن تک حیض مانا جائے گا، اور اس کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ ہے اور اگر پہلے عورت کو حیض آ چکے ہیں اور اسکی عادت دس دن سے کم تھی تو عادت سے جتنے دن زیادہ خون آیا وہ استحاضہ ہے مثال کے طور پر کسی عورت کو ہر مہینے میں پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی اب کی مرتبہ دس دن حیض آیا تو یہ دسوں دن حیض کے مانے جائیں گے البتہ اگر بارہ دن خون آیا تو عادت والے پانچ دن حیض کے مانے جائیں گے اور سات دن استحاضے

کے اور اگر ایک عادت مقرر نہ تھی بلکہ کسی مہینے چار دن تو کسی مہینے سات دن حیض آتا تھا تو پچھلی مرتبہ جتنے دن حیض کے تھے وہی اب بھی حیض کے دن مانے جائیں گے اور باقی دن استحاضے کا خون ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 235) (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 372) (حیض و نفاس کا بیان صفحہ 4)

سوال 6: دو حیضوں کے درمیان کتنے دن کا فاصلہ ہونا ضروری ہے؟

جواب: دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ہونا ضروری ہے یوہیں نفاس و حیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ہونا ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو استحاضہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 236) (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 373)

سوال 7: حیض آنے کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی عمر ہے؟

جواب: کم سے کم نو برس کی عمر سے حیض شروع ہوگا اور حیض آنے کی انتہائی عمر پچپن (55) سال ہے اس عمر والی عورت کو آئسہ (یعنی حیض و اولاد سے نا اُمید ہونے والی) کہتے ہیں۔ نو برس کی عمر سے پہلے اور 55 برس کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ استحاضہ ہے لیکن اگر کسی عورت کو 55 برس کی عمر کے بعد بھی خالص خون بالکل ایسے ہی رنگ کا آیا جیسا کہ حیض کے زمانے میں آیا کرتا تھا تو پھر اُسے بھی حیض میں شمار کیا جائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 235) (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 372، 373)

سوال 8: کیا بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت چالیس دن تک پاک نہیں ہوتی؟

جواب: نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت 40 (چالیس) دن ہے یعنی اگر چالیس دن کے بعد بھی بند نہ ہو تو مرض (بیماری) ہے لہٰذا عورت 40 دن پورے ہوتے ہی غُسل کرلے اور اگر خون چالیس دن سے پہلے بند ہو جائے خواہ بچہ کی ولادت کے بعد ایک منٹ ہی میں بند ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ جس وقت بھی بند ہو غُسل کرلے اور اس کے نماز و روزہ شروع ہو گئے (اب اگر تاخیر کرے گی تو گنہگار ہوگی) بعض خواتین کہتی ہیں کہ جب تک 40 دن پورے نہ ہو جائیں نہ غُسل کرے اور نہ ہی نماز پڑھے چاہے خون بند ہی کیوں نہ ہو گیا ہو، ایسا کہنا جہالت ہے۔ جب بھی خون آنا بند ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ غُسل کرے اور نماز پڑھنا اور روزے رکھنا شروع کر دے) اگر 40 دن کے اندر اندر دوبارہ خون آ گیا تو شروع ولادت سے ختم خون تک سب دن نفاس ہی کے شمار ہوں گے۔ مثلاً ولادت کے بعد دو منٹ

تک خون آکے بند ہوگیا اور غسل کر کے نماز و روزہ ادا کرتی رہی چالیس دن پورے ہونے میں فقط دو منٹ باقی تھے کہ پھر خون آگیا تو سارا چلہ یعنی مکمل چالیس دن نفاس کے ٹھہریں گے اس دوران جتنی نمازیں پڑھیں یا روزے رکھے سب بیکار گئے، یہاں تک کہ اگر اس دوران فرض و واجب نمازیں یا روزے قضا کیے تھے وہ بھی پھر دوبارہ سے ادا کرے۔

(ملخصاً بہارشریعت جلد 1 صفحہ 384۔فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 354،356۔حیض ونفاس کا بیان صفحہ 6)

سوال 9: روزے کی حالت میں حیض شروع ہوجائے تو اس روزے کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: روزے کی حالت میں اگر حیض شروع ہوجائے تو وہ روزہ جاتا رہے گا اس روزے کی بعد میں قضا کرے، اگر روزہ فرض تھا تو قضا کرنا فرض، اور نفل تھا تو اسکی قضا کرنا واجب ہے۔

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 382)(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 238)

سوال 10: حیض ونفاس کی حالت میں ہمبستری کرنا کیسا؟

جواب: حیض ونفاس کی حالت میں ہمبستری کرنا حرام ہے اور ایسی حالت میں جماع کرنے کو جائز جاننا کُفر ہے اور حرام سمجھ کر جماع کرلیا تو وہ شخص سخت گنہگار ہوگا اور اس پر توبہ کرنا لازم ہوگا اور اگر حیض ونفاس کے شروع میں کیا تو ایک دینار (یعنی 30.618 گرام چاندی) اور اگر حیض ونفاس کے اختتام میں کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب ہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ خیرات کردینے کا ذہن بنا کر معاذ اللہ عزوجل جان بوجھ کر جماع میں مبتلا ہو، اگر ایسا کیا تو اس صورت میں یہ شخص سخت گنہگار اور جہنم کا حقدار ٹھہرے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 11 صفحہ 239)(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 382)(حیض ونفاس کا بیان صفحہ 12)

سوال 11: حیض ونفاس کی حالت میں قرآن کی تلاوت کرنا اور اسے چُھونا کیسا؟

جواب: حیض ونفاس کی حالت میں قرآن پاک یا قرآنی آیت یا اس کا ترجمہ پڑھنا یا چُھونا دونوں حرام ہے (اگر قرآن پاک کی آیت دعا یا تبرک یا شُکر ادا کرنے کی نیت سے پڑھی تو حرج نہیں) اگر قرآن پاک جُزدان میں ہو تو جُزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں، یوہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنے تابع ہو نہ قرآن پاک کے، تو پھر چُھونا جائز ہے۔ کُرتے کی آستین، دُوپٹے کی آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے (کندھے) پر ہے تو دوسرے کونے سے چُھونا حرام ہے

کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چولی قرآن پاک کے تابع تھی۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 238)

سوال 12: حیض ونفاس کی حالت میں درود پاک اور دیگر ذکرواذکار کرنا کیسا؟

جواب: حیض ونفاس کی حالت میں درود پاک پڑھنا اور دیگر ذکر و اذکار اور اذان کا جواب دینے کی اجازت ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن بہتر ہے وضو کرنے کے بعد یہ کام کیے جائیں۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 238)(ملخصاً بہارشریعت جلد 1 صفحہ 327)

☆☆☆......نماز کا بیان......☆☆☆

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(1) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۝

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (پارہ 1، سورۃ بقرۃ، آیت 43)

(2) حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ۝

نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز (عصر) کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

(پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 238)

(3) وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓىٕكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

(پارہ 6 سورۃ النساء آیت 162)

(4) اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝

وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

(پارہ 9 سورۃ الانفال آیت 4,3)

(5) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔

(پارہ 12 سورۃ ھود آیت 114)

(6) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ (پارہ 18، سورۃ مومنون آیت 2،1)

(7) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(پارہ 18، سورۃ مومنون آیت 9 تا 11)

(8) فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

تو ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی (جہنم کی نہایت گہری وادی) کا جنگل پائیں گے۔

(پارہ 16 سورۃ مریم آیت 59)

(9) مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝

تمہیں کون سا عمل جہنم میں لے گیا وہ کہیں گے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر کرنے والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے۔ (پارہ 29، سورۃ مدثر آیت 43 تا 45)

(10) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (پارہ 30، سورۃ ماعون آیت 5،4)

(11) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد (اور ان کے علاوہ) کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔ (پارہ 28 سورہ منافقون آیت 9)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پانچ نمازیں مراد ہیں پس جو شخص اپنے مال یعنی خرید و فروخت اور معیشت، ساز و سامان اور اولاد میں مصروف ہو اور وقت پر نماز نہ پڑھے تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔ (کتاب الکبائر صفحہ 34)

(12) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۝

بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔ (پارہ 21 سورہ عنکبوت آیت 45)

☆☆......نماز کے متعلق احادیث مبارکہ......☆☆

1۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے پوچھا یہ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر دریا ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے، تم کیا کہتے ہو اب یہ غسل اس کے جسم پر میل کو باقی رہنے دے گا؟ صحابہ کرام نے کہا: یہ اس کے جسم پر کوئی میل نہیں چھوڑے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے اللہ ان کے سبب سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ جلد 2، حدیث 528، صفحہ 361)

2۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ پڑھنا اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے روزے رکھنا، ان کے درمیان واقع ہونے والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں جب تک گناہ کبیرہ نہ کرے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ، جلد 1 حدیث 460 صفحہ 878)

3۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ نمازوں کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے جو ان کے لیے اچھی طرح وضو کرے اور انہیں وقت پر پڑھے اور ان کے اندر رکوع اور خشوع اچھی طرح کرے تو اللہ تعالیٰ کا اس سے وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جو

ایسا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کا اس سے کوئی وعدہ نہیں ہے لہٰذا چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے عذاب دے

(سنن ابوداؤد جلد 1 کتاب الصلوۃ حدیث 424، صفحہ 204)

4۔حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہوجائیں (اور نماز نہ پڑھیں) تو مار کر پڑھاؤ۔ (سنن ابوداؤد، جلد 1، کتاب الصلوۃ حدیث 491 صفحہ 224)

5۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز صحیح (شرائط، ارکان اور وقت کے مطابق ادا کی گئی) ہوئی تو وہ شخص نجات پائے گا۔ (سنن نسائی کتاب الصلوۃ جلد 1، حدیث 464، صفحہ 189)

6۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں مسلسل رات اور دن کے فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے اور فجر، عصر کی نماز میں وہ باہم جمع ہوجاتے ہیں بعد ازاں جو فرشتے رات کے تمہارے پاس رہے وہ اُوپر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم انہیں (فجر کی) نماز کی حالت میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز (عصر) ادا کر رہے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتے عرض کریں گے کہ یا اللہ قیامت کے دن اس کی مغفرت فرما دینا۔

(سنن نسائی کتاب الصلوۃ حدیث 484 صفحہ 194)

7۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی اسلام میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت میں نماز پڑھنا اور جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے۔ (شعب الایمان جلد 3 حدیث 2807 صفحہ 39)

8۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ جاڑوں (یعنی سردیوں) میں باہر تشریف لے گئے۔ پت جھڑ کا زمانہ تھا آپ ﷺ نے دو ٹہنیاں پکڑ لیں تو پتے گرنے لگے، فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ ﷺ فرمایا: جب مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد 1 حدیث 880، صفحہ 410)

9۔حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نماز ان خطاؤں کو مٹا دیتی ہے جو اس سے پہلے واقع ہوتی ہیں۔ (المسند امام بن حنبل جلد 1 حدیث 890 صفحہ 413)

10۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز پڑھو کیونکہ نماز میں (جسمانی و روحانی بیماریوں کی) شفاء ہے۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد 1 حدیث 891، صفحہ 413)

11۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ اپنے جوانوں کو لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں پھر ایک شخص سے جماعت کرانے کے لیے کہوں پھر ان لوگوں سمیت جو جماعت میں نہیں آئے گا ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد جلد 2، حدیث 1382، صفحہ 279)

12۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے مسجد تک پہنچانے والا کوئی نہیں ہے اس شخص نے یہ درخواست اس لیے کی تھی کہ اسے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت مل جائے۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت دیدی اس کے جانے کے بعد آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ اس نے عرض کی جی، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم اذان پر لبیک کہو۔ (یعنی مسجد میں آ کر نماز پڑھو)۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد جلد 2، حدیث 1385، صفحہ 280)

13۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب نماز اس کو اس فعل (یعنی چوری) سے روک دے گی۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد 1 حدیث 892، صفحہ 413)

14۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی طہارت ہے یعنی پاکیزگی ہے اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 1 حدیث 896، 894 صفحہ 414)

15۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حلال کو حلال سمجھتا ہوں حرام کو حرام سمجھتا ہوں اور صرف فرض نمازیں

ادا کرتا ہوں اور اس پر زیادتی نہیں کرتا تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یعنی تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد 1 حدیث 898 صفحہ 414)

16۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی امان (یعنی ذمہ داری) ہے پس تم اللہ تعالیٰ کی امان کو نہ توڑو۔ کیونکہ جس شخص نے اس کی امان (ذمہ داری کے عہد) کو توڑا اللہ اس سے مواخذہ کرے گا یہاں تک کہ اسے اوندھے منہ دوزخ میں پھینک دے گا۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد 1، حدیث 1037 صفحہ 453)

17۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نمازیں صحیح وقت پر ادا کیں، ان کے لیے وضو اچھی طرح کیا، اور ان کے قیام، خشوع، رکوع اور سجود کو پورا کیا (یعنی نماز کو صحیح طریقے سے ادا کیا) تو یہ نماز اللہ تعالیٰ کی طرف اس حال میں جاتی ہے کہ روشن اور چمکدار ہوتی ہے۔ نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جیسے تو نے میری حفاظت کی اور جو شخص ان نمازوں کو صحیح وقتوں پر ادا نہیں کرتا نہ ان کے لیے وضو درست کرتا ہے اور نہ ہی ان کے خشوع، رکوع، اور سجود کو مکمل کرتا ہے تو نماز اس حال میں جاتی ہے کہ تاریک و سیاہ ہوتی ہے اور نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے ایسے ہی ضائع کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا۔ حتیٰ کہ اس حال میں ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ چاہے۔ پھر اسے لپیٹا جاتا ہے جیسے کسی پرانے کپڑے کو لپیٹا جاتا ہے پھر اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 179)

18۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی تو اس نے گویا نصف شب تک عبادت کی اور جس نے فجر کی نماز با جماعت پڑھی تو اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔ (الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 185)

19۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دے گا جس سے وہ داخل ہوگا۔ (کنز العمال جلد 7 حدیث 19086 صفحہ 132)

20۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پانچ فرض نمازوں کی پابندی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پانچ اعزازات عطا فرما دیتا ہے۔ (i) اس سے رزق کی تنگی اٹھا لیتا ہے۔ (ii) اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھتا

ہے۔ (iii) اسے نامہ اعمال قیامت کے دن دائیں ہاتھ میں دے گا۔ (iv) وہ پل صراط پر بجلی چمکنے کی طرح گزرے گا (v) اور حساب و کتاب کے بغیر جنت میں جائیگا اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پندرہ سزائیں دیتا ہے پانچ دنیا میں تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت، دنیا میں ملنے والی سزائیں یہ ہیں۔ (i) اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔ (ii) اس کے چہرے سے نیک لوگوں کی علامت مٹا دی جاتی ہے۔ (iii) اسے اللہ تعالیٰ کسی عمل کا اجر نہیں دیتا۔ (iv) اس کی دعا آسمان کی طرف اٹھائی نہیں جاتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) اسے نیک لوگوں کی دعاؤں سے حصہ نہیں ملتا۔ موت کے وقت ملنے والی سزائیں یہ ہیں۔ (i) وہ ذلیل ہو کر مرتا ہے۔ (ii) بھوک کی حالت میں مرتا ہے۔ (iii) پیاسا مرتا ہے اگر چہ دنیا کے تمام سمندروں کا پانی اسے پلایا جائے تو بھی اس کی پیاس نہیں بجھتی۔ قبر میں ملنے والی سزائیں یہ ہیں۔ (i) اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔ (ii) اس کی قبر میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ صبح شام اس آگ میں لوٹ پوٹ ہوتا رہتا ہے (iii) اس کی قبر پر ایک اژدھا مقرر کر دیا جاتا ہے جس کا نام اَلشَّجَاعُ الْاَقْرَع ہے اس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہونگے اور ہر ناخن ایک دن کی مسافت کے برابر لمبا ہوگا وہ میت کو ڈسے گا اور کہے گا میں ہوں اَلشَّجَاعُ الْاَقْرَع اس کی آواز کڑک دار بجلی کی طرح ہوگی وہ کہے گا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے نماز فجر ضائع کرنے پر طلوع آفتاب کے بعد تک مارتا رہوں اور نماز ظہر ضائع کرنے پر عصر تک مارتا رہوں اور نماز عصر ضائع کرنے پر مغرب تک مارتا رہوں جب بھی وہ اسے مارے گا تو وہ 10 گز تک زمین میں دھنس جائے گا اور وہ قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہے گا۔ اور قبر سے نکلتے وقت کی تین سزائیں یہ ہیں۔ (i) اس کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔ (ii) اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا (iii) اور اسے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ (یعنی بے نمازی) قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر تین سطروں میں لکھا ہوگا پہلی سطر میں لکھا ہوگا اے اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کرنے والے، دوسری سطر میں لکھا ہوگا اے غضبِ خداوندی کے ساتھ مخصوص شخص اور تیسری سطر میں لکھا ہوگا جس طرح تو نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کیا اس طرح آج تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوگا۔ (کتاب الکبائر صفحہ 41 تا 43)

21۔ نبی پاک ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوں دعا فرمائی: یا اللہ ہم میں سے کسی کو بد بخت یا محروم نہ بنانا پھر فرمایا: کیا جانتے ہو کہ بد بخت یا محروم کون ہے۔ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ کون ہے؟ فرمایا: جو نماز نہیں پڑھتا۔ (کتاب الکبائر صفحہ 43)

22۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے نماز چھوڑنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور جہنم میں ایک وادی ہے جسے لَمْلَمْ کہتے ہیں، کہا جاتا ہے اس میں سانپ ہیں، اور ہر سانپ اونٹ کی گردن کی طرح موٹا ہوتا ہے اسکی لمبائی ایک مہینے کی مسافت جیسی ہے اور جب وہ نماز نہ پڑھنے والوں کو ڈسے گا تو اس کا زہر اس شخص کی رگوں اور جسموں میں ستر سال تک کھولتا رہے گا پھر اس کا گوشت زرد رنگ کا ہو جائے گا۔ (کتاب الکبائر صفحہ 43)

23۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول علیہ السلام مجھ سے بڑا گناہ سرزد ہوا ہے اور میں نے بارگاہِ خداوندی میں اس گناہ سے توبہ کر لی ہے آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ میرے گناہ بخش دے اور میری توبہ قبول فرما لے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیرا گناہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول علیہ السلام مجھ سے زنا سرزد ہوا جس سے میرے ہاں بچہ پیدا ہوا پس میں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے فاسقہ فاجرہ عورت یہاں سے چلی جا کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں بھی جلا نہ دے۔ چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چلی گئی۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اُترے اور فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے موسیٰ علیہ السلام توبہ کرنے والی عورت کو آپ نے کیوں واپس کر دیا؟ کیا آپ نے اس سے زیادہ برائی والا نہیں دیکھا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام اس سے زیادہ شر والا کون ہے؟ فرمایا جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے۔ (کتاب الکبائر صفحہ 44)

☆☆......نماز پڑھنے کا طریقہ......☆☆

نماز پڑھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رُو اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار اُنگل کا فاصلہ رہے۔ اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جایئے کہ انگوٹھے کان کی لو سے چھو

جائیں اور اُنگلیاں نہ ملی ہوئی ہوں نہ خُوب کُھلی۔ بلکہ انہیں اپنی حالت پر Normal رکھیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ نظر سجدہ کی جگہ ہو۔ اب جو نماز پڑھنی ہے اسکی نیت یعنی دل میں اس کا پکا ارادہ کیجئے ساتھ ہی زبان سے بھی کہہ لیجئے کہ زیادہ اچھا ہے۔ (مثلاً نیت کی میں نے آج کی ظہر کی چار رکعت فرض نماز کی اگر با جماعت پڑھ رہے ہیں تو یہ بھی کہہ لیں پیچھے اس امام کے) اب تکبیر تحریمہ یعنی اللّٰہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لایئے اور ناف کے نیچے اس طرح باندھئے کہ سیدھی ہتھیلی کی گدّی اُلٹی ہتھیلی کے سرے پر اور بیچ کی تین اُنگلیاں اُلٹی کلائی کی پیٹھ پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا (یعنی چھوٹی اُنگلی) کلائی کے اغل بغل ہوں اب ثناء پڑھئے

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ٥	پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔
پھر تعوذ پڑھئے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥	میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے
پھر تسمیہ پڑھئے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥	اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

پھر مکمل سورہ فاتحہ پڑھئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ٥ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ٥ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ٥	سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربان رحم والا، روزِ جزا کا مالک ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ کہ ان کا جن پر غضب ہو اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

سورۃ فاتحہ ختم کر کے آہستہ سے آمین کہئے پھر تین یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو یا

کوئی سورت مثلاً سورۃ الاخلاص پڑھئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO	اللہ کے نام سے شروع جونہائیت مہربان رحم والا
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ Oاَللّٰهُ الصَّمَدُ Oلَمْ يَلِدْ	تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اسکی کوئی
وَلَمْ يُوْلَدْOوَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌO	اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

اب اللّٰہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جایئے اور گھٹنوں کو اس طرح ہاتھ سے پکڑیئے کہ ہتھیلیاں گھٹنوں پر اور انگلیاں اچھی طرح پھیلی ہوئی ہوں۔ پیٹھ بچھی ہوئی اور سر پیٹھ کی سیدھ میں ہو اونچا نیچا نہ ہو اور نظر قدموں پر ہو۔ کم از کم تین بار رُکوع کی تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ (یعنی پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار) کہے پھر تسمیع سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (یعنی اللہ ﷻ نے اُس کی سن لی جس نے اُس کی تعریف کی) کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہوجایئے اس حالت میں کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں اگر آپ منفرد ہیں یعنی اکیلئے نماز پڑھ رہے ہیں تو اس کے بعد کہیے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (اے اللہ، اے ہمارے مالک سب خوبیاں تیرے ہی لیے ہیں۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بھی کہہ سکتے ہیں) پھر اللّٰہ اکبر کہتے ہوئے اس طرح سجدے میں جایئے کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھئے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح سر رکھئے کہ پہلے ناک، پھر پیشانی اور یہ خاص خیال رکھئے کہ ناک کی نوک نہیں بلکہ ہڈی لگے اور پیشانی زمین پر جم جائے اس دوران نظر ناک پر رہے۔ بازوؤں کو کروٹوں سے پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھئے، ہاں اگر صف میں ہوں تو بازو کروٹوں سے لگائے رکھئے) اور خیال رکھئے کہ دونوں پاؤں کی دسوں اُنگلیوں کا رخ اس دوران قبلہ کی طرف رہے کہ دسوں اُنگلیوں کے پیٹ (یعنی اُنگلیوں کے تلوؤں کے اُبھرے ہوئے حصے) زمین پر لگے رہیں۔ ہتھیلیاں بچھی رہیں اور اُنگلیاں قبلہ رو رہیں مگر کلائیاں زمین سے لگی ہوئی مت رکھئے اور اب کم از کم تین بار سجدے کی تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى (پاک ہے میرا پروردگار سب سے بلند) پڑھئے پھر سر اس طرح اٹھایئے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اُٹھیں۔ پھر سیدھا قدم کھڑا کر کے اسکی اُنگلیاں قبلہ رخ کر دیجئے اور اُلٹا قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھے ہو کر بیٹھ جایئے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے

پاس رکھئے کہ دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں قبلہ کی جانب اور اُنگلیوں کے سرے گھٹنوں کے پاس ہوں دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ پھر کم از کم ایک بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنے کی مقدار ٹھہریئے اس وقفہ میں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ (یعنی اللہ ﷻ میری مغفرت فرما)، کہہ لینا مستحب ہے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے سجدے ہی کی طرح دوسرا سجدہ کیجئے۔ اب اسی طرح سر اٹھایئے پھر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بَل کھڑے ہوجایئے اٹھتے وقت بغیر مجبوری زمین پر ہاتھ سے ٹیک مت لگایئے۔ اس طرح ایک رکعت ہوئی۔ اب دوسری رکعت میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O پڑھ کر الحمد شریف اور سورت پڑھیئے اور پہلے کی طرح رکوع اور سجدے کیجئے دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد سیدھا پاؤں کھڑا کر کے اُلٹا پاؤں بچھا کر بیٹھ جایئے۔ دو رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا قعدہ کہلاتا ہے۔ اب قعدہ میں تشہد پڑھئے۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ	تمام قولی فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ﷻ ہی کے لیے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ	ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ ﷻ کی رحمتیں
وَ بَرَكَاتُهٗ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ	اور برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں
اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ Oاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا	پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی
اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗO	معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس
	کے بندے اور رسول ہیں۔

جب تشہد میں لفظ لا کے قریب پہنچیں تو سیدھے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنالیجئے اور چھنگلیا (یعنی چھوٹی اُنگلی) اور بنصر یعنی اس کے برابر والی انگلی کو ہتھیلی سے ملا دیجئے اور (اَشْهَدُ اَنْ کے فوراً بعد) لفظ لا کہتے ہی کلمے کی اُنگلی اٹھایئے مگر اس کو اِدھر اُدھر مت ہلایئے۔ اور لفظ اِلَّا پر گرا دیجئے اور فوراً سب انگلیاں سیدھی کر کے عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھیے۔ اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے کھڑے ہوجایئے اگر فرض نماز پڑھ رہے ہیں تو تیسری اور چوتھی رکعت کے قیام میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O اور الحمد شریف پڑھئے سورۃ ملانے کی ضرورت نہیں۔ باقی افعال اسی طرح بجالایئے اور اگر سنت و نفل ہوں تو سورۃ فاتحہ کے بعد سورت بھی ملایئے (ہاں اگر) امام کے پیچھے

نماز پڑھ رہے ہیں تو کسی بھی رکعت کے قیام میں قراءت نہ کیجئے خاموش کھڑے رہیے کیونکہ امام کی قراءت مقتدی کے لیے کافی ہے پھر چار رکعتیں پوری کر کے قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود ابراہیمی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پڑھئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اے اللہ ﷻ درود بھیج (ہمارے سردار) محمد پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا (سیدنا) ابراہیم پر اور انکی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ ﷻ برکت نازل کر (ہمارے سردار) محمد پر اور انکی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل کی (سیدنا) ابراہیم اور اُنکی آل پر بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

پھر کوئی سی بھی دعائے ماثورہ پڑھئے مثلاً یہ دعا پڑھ لیجئے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے، اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

پھر نماز ختم کرنے کے لیے پہلے دائیں کندھے کی طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہیے اور اسی طرح بائیں طرف، اب نماز ختم ہوئی۔

(ملخصاً بہار شریعت جلد 1 صفحہ 504۔ قانون شریعت صفحہ 100۔ نماز کے احکام صفحہ 181)

☆☆☆......نماز کے مسائل......☆☆☆

نماز کے مسائل پڑھنے سے پہلے چند تعریفات ذہن نشین کر لیجئے۔

فرض کی تعریف: جو بات دلیلِ قطعی (جس کا ثبوت قرآن یا حدیثِ متواترہ) سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل

جس میں کوئی شُبہ نہ ہو۔

واجب کی تعریف: جو بات دلیلِ ظنّی (جسکا ثبوت قرآن وحدیثِ متواترہ سے نہ ہو بلکہ احادیث یا محض اقوالِ ائمہ) سے ثابت ہو۔

سنتِ مؤکدہ کی تعریف: وہ عمل جس کو حضور ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیانِ جواز کیلئے کبھی ترک بھی کیا ہو اسے سنتِ مؤکدہ کہتے ہیں۔ اور ایسی سنتیں جس کی شریعت میں تاکید آئی ہے اگر کوئی شخص بلاعذر ایک بار بھی ترک کرے تو مستحقِ ملامت ہے اور اگر ترک کرنے کی عادت بنالے تو فاسق، مردود الشہادۃ و مستحقِ نار ہے (یعنی اسکی گواہی قابلِ قبول نہیں اور جہنم کا حقدار ہے اور بعض ائمہ نے فرمایا کہ وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور گنہگار ہے اگرچہ اسکا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے)۔

سنتِ غیر مؤکدہ کی تعریف:۔ وہ عمل جس پر حضور ﷺ نے مداومت (ہمیشگی) نہیں فرمائی، اور نہ اسکے ترک کرنے کی تاکید فرمائی لیکن شریعت نے اس کے ترک کو ناپسند جانا ہو اور آپ ﷺ نے وہ عمل کبھی کیا ہو۔

نفل کی تعریف:۔ وہ فعل جو فرائض وواجبات پر زائد ہو اور اسکا ارتکاب افضل و مستحب ہو اور اس کے ترک کرنے پر کوئی کراہت اور گناہ نہ ہو۔

مستحب کی تعریف: وہ فعل جو شریعت میں پسندیدہ ہو اور ترک کرنے پر کسی قسم کی کوئی ناپسندیدگی نہ ہو چاہے وہ کام نبی پاک ﷺ نے کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

مباح کی تعریف:۔ وہ فعل جس کا کرنا یا نہ کرنا یکساں ہو۔

مکروہ کی تعریف:۔ وہ فعل جو شریعت کو پسند نہ ہو اسکی دو اقسام ہیں (1) مکروہ تحریمی (2) مکروہ تنزیہی

(1) مکروہ تحریمی کی تعریف:۔ وہ فعل جس کے ارتکاب سے عبادت ناقص رہتی ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ اور یہ واجب کے مقابل ہے۔

(2) مکروہ تنزیہی کی تعریف:۔ وہ فعل جو شریعت کو ناپسند ہو مگر اس پر عذاب کی وعید نہ ہو اور یہ سنتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے اس کے ارتکاب سے بچنا چاہیے تاکہ ثواب میں کمی نہ ہو۔

سوال 1:۔ نماز کی کتنی شرائط ہیں؟

جواب: نماز کی 6 شرائط ہیں: (1) طہارت (2) سترِ عورت (3) استقبالِ قبلہ (4) وقت (5) نیت (6) تکبیر تحریمہ۔

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 475۔فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 265)

سوال 2: نماز کے کتنے فرائض ہیں؟

جواب: نماز کے 7 فرائض ہیں: (1) تکبیر تحریمہ (2) قیام (3) قراءت (4) رکوع (5) سجود (6) قعدہ اخیرہ (7) خروج بصنعہ (کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو، اسے جان بوجھ کر کرنا) (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 507)

سوال 3: نماز کے کتنے واجبات ہیں؟

جواب: نماز کے تقریباً 30 واجبات ہیں: (1) تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا (2) فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا، سورت ملانا یا قرآن پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ (3) الحمد شریف کا سورت سے پہلے پڑھنا (4) الحمد شریف اور سورت کے درمیان آمین اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھنا (5) قراءت کے فوراً بعد رکوع کرنا (6) ایک سجدے کے بعد بالترتیب دوسرا سجدہ کرنا (7) تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا (8) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا (بعض لوگ کمر سیدھی نہیں کرتے اس طرح اُن کا واجب چھوٹ جاتا ہے) (9) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا (بعض لوگ جلد بازی کی وجہ سے برابر سیدھے بیٹھنے سے پہلے ہی دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں) اس طرح ان کا واجب ترک ہوجاتا ہے۔ چاہے کتنی جلدی ہو سیدھا بیٹھنا لازمی ہے ورنہ نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہوگی۔

10۔ قعدہ اولیٰ واجب ہے اگرچہ نماز نفل ہو (دراصل نفل نماز کا ہر قعدہ، قعدہ اخیرہ ہے اور فرض ہے) اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہوگیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کرلے لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے، اگر نفل کی تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو چار رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کرے۔ سجدہ سہو اس لیے واجب ہوا کہ اگرچہ نفل میں ہر دو رکعت کے بعد قعدہ فرض ہے مگر تیسری یا پانچویں (علی ھذا القیاس) رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد قعدہ اولیٰ فرض کے بجائے واجب ہوگیا۔ (11) فرض، وتر اور سنت مؤکدہ میں تشہد (یعنی التحیات) کے بعد کچھ نہ پڑھنا (یعنی دو رکعت والے فرض اور سنت مؤکدہ میں (12) دونوں قعدوں میں تشہد مکمل پڑھنا اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو واجب ترک ہوجائے گا اور سجدہ سہو واجب ہوگا۔ (13) فرض وتر اور سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اگر بے خیالی میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّد یا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا کہہ لیا تو سجدہ سہو واجب ہوگیا اور اگر جان بوجھ کر کہا تو نماز لوٹانا واجب ہے۔ (14) دونوں طرف سلام پھیرتے وقت لفظ ''السلام'' دونوں بار واجب ہے لفظ ''السلام علیکم'' واجب نہیں بلکہ سنت ہے (15) وتر میں تکبیرِ قنوت کہنا (16) اور دعائے قنوت پڑھنا (17) عیدین کی چھ تکبیریں (18) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کے لیے لفظ ''اللہ اکبر'' ہونا (19) جہری نماز مثلاً مغرب وعشاء کی پہلی اور دوسری رکعت میں اور فجر، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وتر کی ہر رکعت میں امام کو جہر (یعنی بلند آواز کہ کم از کم تین آدمی سن سکیں) سے قراءت کرنا (20) غیر جہری نماز مثلاً ظہر، عصر میں آہستہ قراءت کرنا (21) ہر فرض، واجب کا اُس کی جگہ پر ادا کرنا (22) رکوع ہر رکعت میں ایک بار کرنا (23) سجدہ ہر رکعت میں دو بار کرنا (24) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا (25) چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا (26) آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدہ تلاوت کرنا (27) سجدہ سہو واجب ہوا تو سجدہ سہو کرنا (28) دو فرض یا دو واجب یا فرض و واجب کے درمیان تین تسبیح کی قدر (یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار) وقفہ نہ ہونا اگر کردیا تو سجدہ سہو واجب ہوجائے گا (29) امام جب قراءت کرے خواہ بلند آواز سے ہو یا آہستہ آواز سے، مقتدی کا چپ رہنا واجب ہے کیونکہ امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنا منع ہے) (30) قراءت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔

(ملخصاً بہارشریعت جلد 1 صفحہ 517۔نماز کے احکام صفحہ 217)

سوال 4: نماز کے مفسدات کتنے ہیں؟

جواب: نماز کے مفسدات 29 ہیں:

(1) بات کرنا (2) کسی کو سلام کرنا (3) کسی کے سلام کا جواب دینا (4) چھینک کا جواب دینا (نماز میں خود کو چھینک آئے تو خاموش رہے) اگر الحمد للہ کہہ لیا تب بھی حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ

ہوکر کہے(5) خوشخبری سن کر جواباً الحمدللہ کہنا (6) بُری خبر (یا کسی کی موت کی خبر) سن کر اِنَّـا لِلّٰـه وَاِنَّـا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہنا (7) اذان کا جواب دینا (8) اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جواباً عزوجل کہنا (9) سرکارمدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر جواباً درود شریف پڑھنا مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم کہنا، اگر عزوجل، صلی اللہ علیہ وسلم جواب کی نیت سے نہ کہا تو نماز نہ ٹوٹے گی (10) درد یا مُصیبت کی وجہ سے یہ الفاظ آہ، اُوہ، اُف، نکل گئے یا آواز سے رونے میں حرف پیدا ہو گئے تو نماز فاسد ہوگئی اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے، تو حرج نہیں، اگر کوئی شخص نماز میں امام کے پڑھنے کی آواز پر رونے کی اور ارے، نعم، ہاں، زبان سے جاری ہوگیا تو کوئی حرج نہیں کہ یہ خُشُوع کے باعث ہے اور اگر امام کی خوش الحانی کے سبب یہ الفاظ کہے تو نماز ٹوٹ گئی (11) مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ، نکلا تو نماز نہ ٹوٹی یوں ہی چھینک، جمائی، کھانسی ڈکار وغیرہ میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں، معاف ہیں (12) پُھو نکنے میں اگر آواز نہ پیدا ہو تو وہ سانس کی مثل ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی مگر قصداً پُھونکنا مکروہ ہے اور اگر دو حروف پیدا ہوں جیسے اُف، تُف، تو نماز فاسد ہوگئی (13) کھنکارنے میں جب دو حروف ظاہر ہوں جیسے اَخ، تو نماز مکروہ ہو جائے گی، ہاں اگر عذر یا صحیح مقصد ہو مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا آواز صاف کرنے کے لیے ہو یا امام کو لقمہ دینا مقصود ہو یا کوئی آگے سے گزر رہا ہو تو اسکو متوجہ کرنا ہو، ان وجوہات کی بنا پر کھانسنے میں کوئی مُضائقہ نہیں (14) قرآن شریف سے یا کسی کاغذ سے یا محراب وغیرہ میں لکھا ہوا دیکھ کر اگر کوئی شخص قرآن شریف پڑھتا رہا تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر یاد پر پڑھ رہا ہے اور قرآن شریف یا محراب وغیرہ پر صرف نظر ہے تو حرج نہیں (اگر کسی کاغذ وغیرہ پر آیات لکھی ہیں اسے دیکھا اور سمجھا مگر پڑھا نہیں اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں) (15) اسلامی کتاب یا اسلامی مضمون دورانِ نماز جان بوجھ کر دیکھنا اور ارادتاً سمجھنا مکروہ ہے دنیوی مضمون ہو تو زیادہ کراہیت ہے لہٰذا نماز میں اپنے قریب کتابیں یا تحریر والے پیکٹ اور شاپنگ بیگ، موبائل فون یا گھڑی وغیرہ اس طرح رکھیئے کہ ان کی لکھائی پر نظر نہ پڑے یا ان پر رومال وغیرہ ڈال دیجئے نیز دورانِ نماز سُتون وغیرہ پر لگے اسٹیکرز، اشتہار اور فریموں وغیرہ پر نظر ڈالنے سے بھی بچنا چاہیے (16) عملِ کثیر نماز کو فاسد کر دیتا ہے جبکہ نہ نماز کے اعمال سے ہو نہ ہی اصلاحِ نماز کیلئے کیا گیا ہو (عمل کثیر کی تعریف) جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے سے ایسا لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے بلکہ اگر

گمان بھی غالب ہو کہ نماز میں نہیں تب بھی عملِ کثیر ہے اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شک وشُبہ ہے کہ نماز میں ہے یا نہیں تو یہ عملِ قلیل ہے اور اس سے نماز فاسد نہ ہوگی (17) دورانِ نماز کُرتہ یا پاجامہ پہننا یا تہبند باندھنا (18) دورانِ نماز سِتر کُھل جانا اور اس حالت میں کوئی رکن ادا کرنا یا تین بار سبحان اللّٰہ کہنے کی مقدار کا وقفہ گزر جانا (19) معمولی سا بھی کھانا یا پینا جان بوجھ کر یا بھول کر یہاں تک تل بغیر چبائے نگل لیا یا قطرہ منہ میں گرا اور نگل لیا تو بھی نماز جاتی رہی۔ (20) نماز شروع کرنے سے پہلے ہی کوئی چیز دانتوں میں موجود تھی اسے نگل لیا تو اگر وہ چنے کے برابر یا اس سے زیادہ تھی اب اس کے اجزاء منہ میں باقی نہیں صرف لُعاب (تھوک) میں کچھ اثر رہ گیا ہے اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی (22) منہ میں شکر وغیرہ ہو کہ گُھل کر حلق میں پہنچتی ہے، اس سے بھی نماز فاسد ہو جائیگی (23) دانتوں سے خون نکلا اگر تھوک غالب ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہو جائیگی (غلبہ تھوک کی علامت یہ ہے کہ اگر حلق میں مزہ محسوس ہوا تو نماز فاسد ہوگئی نماز توڑنے میں ذائقے کا اعتبار ہے اور وضو ٹوٹنے میں رنگ کا لہٰذا وضو اس وقت ٹوٹتا ہے جب تُھوک سرخ ہو جائے اور اگر تُھوک زرد ہے تو وضو باقی ہے (24) بلا عُذر سینے کو سمت کعبہ سے 45 درجہ یا اس سے زیادہ پھیرنا مفسدِ نماز ہے اگر عُذر سے ہو تو مفسد نہیں (مثلاً حدث یعنی وضو ٹوٹ جانے کا گمان ہوا اور منہ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو اگر مسجد سے خارج نہ ہوا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (25) سانپ بچھو کو مارنے سے نماز نہیں ٹوٹتی جبکہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو ورنہ نماز فاسد ہو جائیگی۔ سانپ بچھو کو مارنا اس وقت مباح ہے جبکہ سامنے سے گزرے اور ایذا دینے کا خوف ہو اگر تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مارنا مکروہ ہے (26) پے در پے تین بال اُکھیڑے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین بار مارا نماز جاتی رہی اور اگر پے در پے نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوئی مگر مکروہ ہے (27) ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہٹا لیا یہ دو بار ہوا اگر اب اسی طرح تیسری بار کیا تو نماز جاتی رہے گی اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند بار حرکت دی تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائیگا۔ (28) تکبیراتِ انتقالات میں "اَللّٰهُ اَکْبَرْ" کے الف کو دراز کیا یعنی آللّٰهُ یا آکْبَرْ کہا یا "ب" کے بعد الف بڑھایا یعنی "اَکْبَارْ" کہا تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر تکبیر تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ اکثر مُکَبّر (یعنی جماعت میں

امام کی تکبیرات پر زور سے تکبیریں کہہ کر آواز پہنچانے والے) یہ غلطیاں زیادہ کرتے ہیں اور یوں اپنی اور دوسروں کی نماز غارت (ضائع) کرتے ہیں لہٰذا جو ان احکام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو اُسے مکبّر نہیں بننا چاہیے۔(29) قراءت یا اذکارِ نماز میں ایسی غلطی جس سے معنیٰ فاسد ہو جائیں اس سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 321۔بہار شریعت جلد 1 صفحہ 604۔نماز کے احکام صفحہ 239 تا 246)

سوال 5: نماز کے مکروہات تحریمہ کتنے ہیں؟

جواب: نماز کے مکروہات تحریمہ تیس (30) سے زائد ہیں۔

(1) کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیلنا (2) کپڑا اسمیٹنا مثلاً سجدے میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھالینا کہ مٹی نہ لگے (اگر کپڑا بدن سے چپک جائے تو ایک ہاتھ سے چھڑانے میں حرج نہیں)(3) کپڑا لٹکانا مثلاً سر یا کندھے پر اس طرح چادر ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں (ہاں اگر ایک کنارہ دوسرے کندھے پر ڈال دیا اور دوسرا کنارہ لٹک رہا ہے تو حرج نہیں)(4) آدھی کلائی سے زیادہ آستین کا چڑھی ہوئی ہونا (5) زور کا پیشاب یا پاخانہ کی حاجت معلوم ہوتے ہوئے نماز پڑھنا (اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی شدت ہو تو وقت میں وسعت ہونے کی صورت میں نماز شروع کرنا ہی گناہ ہے ہاں اگر ایسا ہے کہ فراغت اور وضو کے بعد نماز کا وقت ہی ختم ہو جائے گا تو نماز پڑھ لیجئے) اور اگر اسی دوران نماز میں یہ حالت پیدا ہوئی تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے اگر اس طرح نماز پڑھ لی تو گنہگار ہونگے۔(6) اُنگلیاں چٹخانا یا اُنگلیوں کی قینچی باندھنا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو مسجد کے ارادے سے نکلے تو تشبیک یعنی ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں نہ ڈالے بے شک وہ نماز کے حکم میں ہے۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 359 صفحہ 248)

اور نماز کے لیے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ تحریمی ہیں۔

(7) کمر پر ہاتھ رکھنا (8) اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا (مگر منہ پھیرے بغیر صرف آنکھیں پھیر کر اِدھر اُدھر بلاضرورت دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے اور کبھی کبھی کسی غرضِ صحیح کے تحت ہو تو حرج نہیں)(9) نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا (10) ناک اور منہ کو چھپانا (11) بلاضرورت کھنکارنا (یعنی بلغم وغیرہ نکالنا)(12) نمازی کے آگے یا دائیں بائیں یا سر پر چھت وغیرہ میں یا سجدے کی جگہ جاندار کی تصویر ہونا یا پیچھے ہی ہو۔

(13) اُلٹا قرآن مجید پڑھنا (مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ الناس پڑھنا اور دوسری رکعت میں سورۃ الفلق پڑھنا (14) کسی واجب کو چھوڑ دینا مثلاً قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ میں چلے جانا (اس گناہ میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد ملوث نظر آتی ہے یاد رکھیے جتنی بھی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں گی سب کا لوٹانا واجب ہے)(15) قیام کے علاوہ کسی اور جگہ قرآن کریم پڑھنا (18) رکوع میں قراءت ختم کرنا (16) اُلٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا (17) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع وسجود وغیرہ میں چلے جانا یا امام سے پہلے سر اٹھانا۔(18) دوسرا کپڑا ہونے کے باوجود صرف پاجامہ یا تہبند میں نماز پڑھنا (29) کسی آنے والے شناسا کی خاطر (یعنی آؤ بھگت کے لیے) امام کا نماز کو طُول دینا (اگر اسکی نماز پر اعانت (مدد) کے لیے ایک یا دو تسبیح کی قدر تک طُول دیا تو حرج نہیں (30) زمین مغصوبہ (ایسی زمین جس پر ناجائز قبضہ کیا ہو یا پرایا کھیت جس میں زراعت موجود ہو یا جتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا (31) قبر کے سامنے جبکہ قبر اور نمازی کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہو، نماز پڑھنا (32) کُفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا (بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے)(33) کُرتے وغیرہ کے بٹن کُھلے ہونا جس سے سینہ کُھلا رہے ایسی حالت میں نماز پڑھنا (ہاں اگر نیچے کوئی اور کپڑا ہے جس سے سینہ نہیں کُھلا تو پھر مکروہ تنزیہی ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 332۔بہار شریعت جلد 1 صفحہ 624۔نماز کے احکام صفحہ 247)

سوال 6: نماز کے مکروہات تنزیہی کتنے ہیں؟

جواب: نماز کے مکروہات تنزیہی تقریباً تیس (30) ہیں۔

(1) سجدہ یا رکوع میں بلاضرورت تین بار تسبیح سے کم پڑھنا۔(حدیث پاک میں اسی کو مرغ کی سی ٹُھونگیں مارنا فرمایا گیا ہے ہاں اگر وقت تنگ ہے یا ریل گاڑی چلے جانا کا خوف ہے تو حرج نہیں)(2) کام کاج کے میلے کُچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا (جب کہ اسکے پاس اور کپڑے بھی موجود ہوں اگر نہ ہوں تو کراہت نہیں)(3) نماز میں اُنگلیوں پر آیتوں (یا تسبیحات) کا گننا (4) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا (5) بلاعُذر آلتی پالتی (یعنی چوکڑی) مار کر بیٹھنا (6) دامن یا آستین سے اپنے آپکو ہوا پہنچانا جب کہ ایک یا دو بار ہو (اور اگر پنکھا جھلا تو نماز جاتی رہے گی)(7) انگڑائی لینا اور خواہ مخواہ

کھانسنا یا کھنکارنا (اگر طبیعت چاہتی ہو تو کھانسنے یا کھنکارنے میں حرج نہیں) (8) نماز میں تُھوکنا (9) فرض کی ایک رکعت میں کسی سورت یا آیت کو بار بار پڑھنا اور عذر سے ہو تو حرج نہیں مثلاً بُھول سے پڑھی گئی (10) سجدہ میں جاتے وقت گُھٹنے سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنا یونہی سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا بلا عُذر ہو تو مکروہ ہے (11) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ، سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور آمین زور سے کہنا (12) بلا عُذر دیوار یا لاٹھی وغیرہ پر ٹیک لگانا (13) آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرے پر خاک نہ لگے مکروہ ہے (اور تکبر کی وجہ سے ہو تو مکروہ تحریمی ہے) اور گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں (14) دائیں بائیں جُھومنا (تراوُح یعنی دائیں پاؤں پر اور کبھی بائیں پاؤں پر زور دینا سنت ہے اور سجدے کے لیے جاتے ہوئے سیدھی طرف زور دینا اور اٹھتے وقت اُلٹی طرف زور دینا مستحب ہے۔ (15) منہ میں کوئی چیز لیے ہوئے ہونا (اگر اسکی وجہ سے قراءت ہی نہ ہو سکے یا ایسے الفاظ نکلیں جو کہ قرآن پاک کے نہ ہوں تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی۔ (16) نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے مگر جب کھلی رہنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے کہ آنکھیں بند کرے تا کہ خُشوع وخُضوع کے ساتھ نماز کی ادائیگی ہو سکے۔ (17) سجدے میں جاتے ہوئے گھٹنے سے پہلے بلا عُذر ہاتھ زمین پر رکھنا (18) سجدہ وغیرہ میں اُنگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا (19) ایسی جگہ نماز پڑھنا جس سے دھیان بٹے مثلاً زینت اور لہو ولعب وغیرہ (20) جلتی آگ کے سامنے نماز پڑھنا (اگر شمع یا چراغ سامنے ہو تو حرج نہیں) (21) بلا عُذر ہاتھ سے مکھی، مچھر اُڑانا (22) مرد کا سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا (مگر عورت ملائے گی) (23) نماز کے لیے دوڑنا (24) عام راستہ (25) کوڑا ڈالنے کی جگہ (26) مذبح خانہ (یعنی جس جگہ پر جانور ذبح کیے جاتے ہیں) (26) اصطبل (یعنی گھوڑے باندھنے کی جگہ) (27) غُسل خانہ (28) مویشی خانہ (خصوصاً جہاں اونٹ باندھے جاتے ہوں (29) استنجا خانہ کی چھت (30) صحرا میں بلا سُترہ کے جبکہ آگے سے لوگوں کے گزرنے کا امکان ہو ان جگہوں پر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(ملخصاً بہارشریعت جلد 1، صفحہ 630۔ نماز کے احکام صفحہ 259، سنی بہشتی زیور صفحہ 216)

سوال 7: بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: بیٹھ کر نماز پڑھنا عذر کے ساتھ جائز ہے لیکن اگر ایک شخص تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ سکتا ہے اگرچہ سہارے کے ذریعے تو ضروری ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے پھر اگر طاقت نہ رہے تو بیٹھ جائے۔ آج کل اکثر لوگ اس کے خلاف کرتے ہیں ذرا سی تکلیف ہوئی تو نماز بیٹھ کر پڑھ لی پھر سیدھے کھڑے ہو کر گھر کو چل دیئے (اسی طرح اکثر لوگ گھنٹوں باہر کھڑے رہتے ہیں لیکن جب نماز کی باری آتی ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں) یاد رکھیں یوں نمازیں قطعاً باطل ہوتی ہیں بلکہ جتنی دیر جس قدر اور جس طرح کھڑے ہونے کی قدرت ہو اتنا قیام ہر رکعت میں فرض ہے یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 372) (فتاوٰی رضویہ جلد 7 صفحہ 313) (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 571)

سوال 8: سجدہ میں اگر ناک زمین پر نہ لگے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: سجدہ میں ناک زمین پر لگا کر ہڈی تک دبانا واجب ہے تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ اس کی ناک زمین پر نہ لگی یا زمین پر لگی مگر ناک ہڈی تک نہ دبی تو نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ (یعنی نماز دوبارہ پڑھنی) ہوگی۔ (فتاوٰی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 251)

سوال 9: سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اُٹھے رہے یا صرف اُنگلیوں کا سرا زمین سے لگا رہے تو اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف اُنگلیوں کے سرے زمین سے لگے اور کسی اُنگلی کا پیٹ بچھا نہیں تو اس صورت میں نماز بالکل نہیں ہوگی۔ اور اگر ایک دو اُنگلیوں کے پیٹ زمین سے لگے اور اکثر کے پیٹ نہیں لگے تو اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی کیونکہ سجدے میں پاؤں کی کم از کم ایک اُنگلی کا پیٹ زمین پر لگے رہنا فرض ہے۔ اور پاؤں کی اکثر اُنگلیوں کا پیٹ زمین پر جمے ہونا واجب ہے۔ اور پاؤں کی تمام اُنگلیوں کا پیٹ زمین پر لگانا سنت ہے۔

(فتاوٰی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 251۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 530)

سوال 10: بیٹھ کر نماز پڑھیں تو رکوع میں کتنا جُھکنا چاہیے اور اس حالت میں سُرین کو اُٹھانا کیسا؟

جواب: بیٹھ کر نماز پڑھیں تو رکوع کا درجہ کمال اور طریقہ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جُھک کر گھٹنوں کے

مقابل آجائے۔اوراس حالت میں سُرین کواُٹھانا فعلِ عبث (فضول) ہے جو کم سے کم مکروہ تنزیہی ضرور ہے۔ (ملخصاً فتاوٰی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 250)

سوال 11: نماز کے دوران قعدہ میں درود ابراہیمی پڑھتے ہوئے لفظ ''سیدنا'' کا اضافہ کرنا کیسا؟

جواب: سرکار دو عالم ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ لفظ ''سیدنا'' کا اضافہ کرنا جائز بلکہ افضل و مستحب ہے۔ (فتاوٰی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 252)

سوال 12: نماز کے دوران جمائی آئے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: نماز میں جان بوجھ کر جماہی لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو حرج نہیں مگر روکنا مستحب ہے اور اگر روکنے سے نہ رُکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رُکے تو داہنا (سیدھا ہاتھ) یا بایاں (یعنی الٹا) ہاتھ منہ پر رکھ دیا جائے یا آستین سے منہ چھپا لیا جائے، قیام میں دائیں ہاتھ سے اور دوسرے موقع پر بائیں ہاتھ سے منہ ڈھانکنا چاہیے۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 333۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 627)

سوال 13: مسجد کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جسے پہن کر کوئی شخص معزز لوگوں کے سامنے جانا گوارہ نہیں کرتا اور مسجد میں پلاسٹک یا کھجور کے پتوں کی جو ٹوپیاں رکھی ہوتی ہیں ظاہر ہے ان کو پہن کر کوئی مسجد سے باہر نکلنا اور لوگوں کے سامنے جانا گوارہ نہیں کریگا لہٰذا ان کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (ملخصاً وقار الفتاوٰی جلد 2 صفحہ 239)

سوال 14: اگر نمازی 4 رکعت فرض نماز پڑھ رہا ہو اور دوسری رکعت میں التحیات کے بعد بھی درود شریف پڑھ لے تو سجدہ سہو کرنا ہوگا یا نہیں؟

جواب: قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اگر درود شریف اتنا پڑھا (اللھم صل علی محمد) تو سجدہ سہو واجب ہوجائے گا، اس کی وجہ یہ نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوئی اگر اتنی دیر نمازی خاموش بھی رہتا تو بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہو جاتا۔

(ملخصاً بہارشریعت جلد 1 صفحہ 713۔ نماز کے احکام صفحہ 279)

سوال 15: اگر کوئی شخص 4 یا 2 فرض والی نماز میں بُھول کر اگلی رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟

جواب: چار رکعت فرض نماز میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو یا دو فرض کے بعد تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھنے کے بعد سجدہ سہو کرلے (نماز ہوجائے گی) اگر پانچویں کا سجدہ کرلیا یا فجر میں دوسری رکعت میں نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کرلیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کرلیا تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہوگئے (لہٰذا ان کو دوبارہ پڑھئے) (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 516)

سوال 16: نابالغ کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: نابالغ کے پیچھے بالغ کی نماز نہیں ہوسکتی چاہے نماز فرض ہو یا کہ نفل کیونکہ بالغ لوگوں کی امامت کے لیے بالغ ہونا شرط ہے ہاں نابالغ، نابالغ لڑکوں کی جماعت کرواسکتا ہے اگر سمجھدار ہو۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 7 صفحہ 444۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 561)

سوال 17: نماز پڑھنے کے بعد مصلّے کو لپیٹ دینا کیسا؟ اور اکثر لوگ صرف مصلے کا آگے سے کونا موڑ دیتے ہیں اس وجہ سے کہ اس پر شیطان نماز پڑھے گا کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: نماز کے بعد مصلّے کو لپیٹ کر رکھ دینا اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے مگر بعض لوگوں کا مصلّے کا صرف کونا اس وجہ سے موڑ دینا کہ اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل (یعنی اس کی کوئی حقیقت نہیں) ہے۔ (بہارشریعت جلد 3 صفحہ 499)

سوال 18: عورتوں کا باریک دُوپٹہ (جن سے بالوں کی سیاہی چمکتی ہو) سر پر لے کر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: عورتوں کا اتنا باریک دوپٹہ سر پر لے کر نماز پڑھنا کہ بالوں کی سیاہی چمکتی ہو اس سے نماز نہیں ہوگی جب تک کہ اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔ اور یاد رکھیں کہ اتنا باریک کپڑا پہن کر نماز پڑھنا جس سے بدن چمکتا ہو۔ ستر کے لیے کافی نہیں ہے اگر اس کپڑے میں ہی نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی بعض عورتیں باریک ساڑھیاں باندھ کر نماز پڑھتی ہیں کہ اس سے ران چمکتی ہے ان کی بھی نمازیں نہیں ہوتیں۔ اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے۔ علاوہ نماز کے بھی

حرام ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 266۔بہارشریعت جلد 1 صفحہ 480)

سوال 19: بدعقیدہ شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: بدعقیدہ شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اگر اسکے پیچھے نماز پڑھی تو باطل ہوگی۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 6 صفحہ 573۔بہارشریعت جلد 1 صفحہ 562)

سوال 20: جو امام ضاد کو ظا پڑھتا ہو جیسے والضالین کو ولظالین پڑھے یا جہاں بھی ضاد ہو اس کو ظا پڑھے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شرعی نقطہ نظر سے ضاد کو ظا پڑھنا جیسا کہ فی زمانہ بعض لوگوں نے اپنی پہچان بنالی ہے جائز نہیں ہے کیونکہ علم قراءت کی رو سے ہر حرف کا ایک مخرج اور طریقہ ادا ہے جس سے انحراف ممنوع ہے جو امام نماز میں تلاوت کے دوران ایسا کرتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے حتیٰ کہ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جان بوجھ کر ایسا کرے تو وہ کافر ہے۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ 167۔فتاوٰی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 244۔انوار الفتاوٰی جلد 1 صفحہ 243)

سوال 21: نماز میں خلافِ ترتیب قرآن پاک پڑھنا (مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الفیل، الم تر کیف) پڑھنا کیسا؟

جواب: نماز میں خلافِ ترتیب قرآن پاک پڑھنا (مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الفیلِ الم تر کیف پڑھنا) مکروہ تحریمی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے کیا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل اُلٹ دے۔اور اگر بھول کر نماز میں ایسا ہوجائے تو گناہ نہیں۔(ہاں اگر خارجِ نماز ہے کہ ایک سورت پڑھ لی پھر خیال آیا کہ دوسری سورت پڑھوں وہ پڑھ لی اور یہ اس سے اوپر کی تھی تو اس میں حرج نہیں۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 6 صفحہ 239۔بہارشریعت جلد 1 صفحہ 549)

سوال 22: فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں اگر سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھ لی تو کیا سجدہ سہو واجب ہوگا؟

جواب: فرض کی پچھلی رکعتوں (تیسری یا چوتھی رکعت) میں سورت ملائی تو سجدہ سہو نہیں۔اور قصداً پڑھی

جب بھی حرج نہیں مگر امام کو نہیں پڑھنی چاہیے اگر پچھلی رکعتوں میں الحمد نہ پڑھی جب بھی سجدہ سہو نہیں (کیونکہ فرضوں کی پچھلی رکعتوں میں قراءت کرنا ضروری نہیں ہے اگر نمازی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار میں بھی کھڑا رہے یا یہ تسبیح پڑھ لے تب بھی قیام ہوجائے گا مگر بہتر یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھ لی جائے۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 361۔بہارشریعت جلد 1 صفحہ 711)

سوال 23: فجر کی جماعت سے پہلے وقت ہو تو نوافل یا قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: صبح صادق کے بعد اور فجر کی فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نفل نماز نہیں پڑھنی چاہیے، فجر کی دو سنتیں اور قضاء نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ (تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 129)

سوال 24: اگر تکبیرِ قنوت یا دعائے قنوت پڑھنا بھول گئے اور رکوع میں چلے گئے تو سجد سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: تکبیرِ قنوت یا دعائے قنوت پڑھنا بھول گئے اور رکوع میں چلے گئے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 362)(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 714)

سوال 25: جس شخص کو دعائے قنوت نہ آتی ہو تو وہ وتر میں کیا پڑھے؟ اور اگر دعائے قنوت کی جگہ سورۃ الاخلاص 3 بار پڑھ لی جائے تو وتر ادا ہوجائیں گے یا نہیں؟

جواب: وتر کی تیسری رکعت میں مطلقاً دعا پڑھنا واجب ہے اور بطور خاص دعائے قنوت پڑھنا سنت ہے لہٰذا پہلی فُرصت میں اسے یاد کریں تاکہ نماز وتر کے اجرِ کامل سے محروم نہ رہیں اور جب تک دعائے قنوت یاد نہیں کر پاتے اس وقت تک اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پڑھ لی جائے۔یہ بھی نہ ہو سکے تو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ تین بار پڑھ لیں اور سورۃ الاخلاص پڑھنے سے بھی واجب ادا ہوجائے گا۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 339)(تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 870)

سوال 26: جماعت کے دوران اگر بچے مردوں کی صفوں میں آکر کھڑے ہوجائیں تو کیا ان کے کھڑے ہونے سے نمازیوں کی نماز میں کوئی خلل واقع ہوگا یا نہیں؟

جواب: بچوں کو پیچھے کھڑا کرنا چاہیے اگر کوئی بچہ یا چند بچے اگلی صف میں شامل ہوجائیں تو اس سے نمازیوں کی نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔ (فتاوٰی مصطفویہ صفحہ 216)

سوال 27: اگر ایک شخص امام کو رکوع کی حالت میں پائے تو اِسے کتنی تکبیریں کہہ کر جماعت میں شامل ہونا چاہیے؟

جواب: اس شخص کو چاہیے کہ پہلے بالکل سیدھا کھڑا ہو کر نیت کرے اور تکبیرِ تحریمہ "اللّٰہ اکبر" کہے پھر دوسری تکبیر یعنی تکبیرِ رکوع کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ شامل ہو جائے ہاتھ باندھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حالت قیام میں ہاتھ تب باندھے جاتے ہیں جب کچھ پڑھنا ہوتا ہے۔ اگر نمازی یہ سمجھتا ہے کہ ثناء پڑھنے سے پہلے امام رکوع سے اٹھ جائے گا تو ثناء پڑھنا چھوڑ دے اگر عُجلت (جلدی) میں سیدھا کھڑے ہوئے بغیر تکبیرِ تحریمہ جُھکتے ہوئے کہی اور اس طرح رکوع میں چلا گیا تو فرض یعنی قیام رہ جانے سے رکعت نہیں ملے گی۔ (ملخصاً تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 69)

سوال 28: جس شخص کو پیشاب کے قطرے آنے کا مرض لاحق ہو اس کے بارے میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس شخص کو پیشاب کے قطرے آنے کا مرض لاحق ہو اور اس پر ایک وقت پورا ایسا گزر جائے کہ وضو کر کے مریض نماز ادا نہ کر سکے تو یہ شخص صاحبِ عُذر ہے اس کا حکم یہ ہے کہ نماز کے وقت کے اندر وضو کرے اور وقت کے آخری حصہ تک جتنی نمازیں اس وضو سے پڑھنا چاہے پڑھے قطرے کے مرض سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (ملخصاً فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 100)

سوال 29: اگر ایک شخص فجر کی نماز کے لیے اس وقت آئے کہ جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو اسے سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہونا چاہیے یا سنتیں چھوڑ دینی چاہئیں؟

جواب: اگر یہ شخص جانتا ہے کہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جائے گا تو سنتیں پڑھ لے اور اگر سنتیں پڑھنے سے جماعت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو سنتیں نہ پڑھے۔ (سنت فجر میں جماعت جانے کا خوف ہو تو صرف فرائض و واجباتِ نماز ادا کرے اور ثناء، تعوذ کو ترک کر دے اور رکوع و سجود میں ایک ایک تسبیح پر اکتفا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 7، صفحہ 191۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 546، 665)

سوال 30: اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تو جماعت ہو جانے کے بعد پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تو طلوع آفتاب کے کم از کم 20 منٹ بعد سے لیکر ضحویٰ کبریٰ (یعنی زوال کے وقت سے پہلے) تک پڑھ سکتے ہیں کہ مستحب ہے اس سے پہلے یعنی جماعت کے فوراً بعد

پڑھنا منع ہے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 1 صفحہ 191۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 664۔ نماز کے احکام صفحہ 343)

سوال 31: اگر فجر کی نماز قضاء ہو جائے تو سنتوں کی بھی قضا کرنی ہو گی یا نہیں؟

جواب: اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو اگر زوال کے وقت سے پہلے فجر کی قضا نماز پڑھیں تو سنتیں بھی پڑھ لیں ورنہ نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضاء ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں ہے۔ (بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 664)

سوال 32: اگر ظہر یا جمعہ کی پہلی 4 سنتیں رہ جائیں تو انہیں کب پڑھنا چاہیے؟

جواب: ظہر یا جمعہ کی پہلی 4 سنتیں رہ جائیں تو فرض کے بعد پڑھ لے، لیکن بہتر یہ ہے کہ فرض کے بعد (جیسے ظہر کے فرض کے بعد 2 سنتیں اور جمعہ کے فرض کے بعد 4 اور 2 سنتیں ہیں) ان کو پڑھ کر پھر جو 4 سنتیں رہ گئی تھیں ان کو پڑھے، یہ بہتر طریقہ ہے۔ (فتح القدیر جلد 1 صفحہ 416۔ بہارِ شریعت جلد 1، صفحہ 664)

سوال 33: استنجا پیشاب کی حاجت ہوتے ہوئے نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا غلبہ ریاح (پیٹ کی گیس) کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلاء جانا ہو تو پہلے بیت الخلاء میں جائے۔ (ترمذی شریف، جلد 1 حدیث 134 صفحہ 140)

سوال 34: اگر نماز پڑھتے وقت کوئی موذی چیز آ جائے تو اسکو مار سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان کو مارنے کے باوجود نماز قائم رہے گی یا ٹوٹ جائے گی؟

جواب: سانپ بچھو (یا کوئی بھی موذی چیز) کو نماز میں مارنا اس وقت مباح ہے کہ سامنے سے گزرے اور ایذا دینے کا خوف ہو اور تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مکروہ ہے اور سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو ورنہ نماز جاتی رہے گی مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہو جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 328۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 613)

سوال 35: آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے مگر جب کُھلی رہنے میں خشوع نہ حاصل ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔ (الدر المختار و رد المحتار جلد 2 صفحہ 499۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 634)

سوال 36: اگر ایک شخص 9 بجے سوجائے اور 10 یا 11 بجے اسکی آنکھ کُھلے تو اس وقت نمازِ تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: پڑھ سکتا ہے: کیونکہ حدیث پاک میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں کسی کا یہ گُمان ہے کہ رات کو اٹھ کر صبح تک نماز پڑھے تبھی تہجد ہو۔ تہجد صرف اس کا نام ہے کہ آدمی ذرا سو کر نماز پڑھے۔
(المعجم الکبیر جلد 3، حدیث 3216 صفحہ 225۔ فتاوٰی رضویہ جلد 7 صفحہ 89)

سوال 37: سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کونسی ہیں اور انکو ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: فجر کی دو، ظہر کی چار سنت فرض سے پہلے والی اور دو فرض کے بعد والی اور مغرب کی دو سنتیں اور عشاء کے فرض کے بعد کی دو سنتیں، یہ سنت مؤکدہ ہیں۔ اور عصر کے فرضوں سے پہلے والی چار سنتیں اور عشاء کے فرضوں سے پہلے کی چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں۔ اور جمعہ کے دن دو فرضوں سے پہلے کی چار رکعت اور بعد کی چار اور دو رکعت یہ سنت مؤکدہ ہیں سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے: ظہر اور جمعہ کی پہلی چار سنتوں اور بعد کی چار سنتوں کے پہلے قعدہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس درود شریف نہ پڑھا جائے (اگر پڑھا تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا) اور تیسری رکعت میں ثناء بھی نہ پڑھی جائے اور باقی چار رکعتوں والی غیر مؤکدہ سنتوں اور نفلوں میں درود شریف پڑھا جائے گا اور تیسری رکعت میں ثناء اور تعوذ بھی پڑھی جائے گی۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 7 صفحہ 443۔ بحوالہ الدر المختار جلد 1 صفحہ 95)

سوال 38: اگر نماز کے دوران جسم پر خارش ہو تو کتنی بار کھجلانے کی اجازت ہے؟

جواب: نماز کے دوران جسم پر خارش ہو تو ضبط کرنے کی کوشش کریں لیکن اگر اس کے سبب نماز میں دل پریشان ہو تو ایک رکن (یعنی قیام، رکوع، سجود، قعود وغیرہ) دو بار کُھجانے کی اجازت ہے ایک رکن میں تین بار کُھجانے سے نماز جاتی رہے گی یعنی اس طرح کہ کُھجا کر ہاتھ ہٹایا پھر کُھجایا پھر ہٹایا اسی طرح تین بار کیا، اور اگر ایک مرتبہ ہاتھ لگا کر کئی بار حرکت دی تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا ہوا اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ملخصاً۔ فتاوٰی رضویہ جلد 7 صفحہ 384۔ فتاوٰی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 350)

سوال 39: جس جائے نماز پر کعبہ شریف یا گنبد خضرٰی کا نقشہ بنا ہو تو اس پر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: اس مصلّٰی پر نماز پڑھنا جائز ہے کہ اس کا حکم اصل جیسا نہیں ہے۔ البتہ گنبدِ خضرٰی یا کعبہ شریف کا

جہاں نقشہ بنا ہوا اس پر پاؤں نہ رکھیں کہ اسکی بھی تعظیم کا حکم ہے۔ (فتاوٰی بریلی شریف صفحہ 144)

سوال 40: نماز کے دوران موبائل کی ٹون بجنا شروع ہوجائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نماز کے دوران اگر موبائل کی ٹون بجنا شروع ہوجائے تو عملِ قلیل (یعنی ایسا عمل جس کو کرنے سے دوسرے لوگ یہی گمان کریں کہ نماز میں ہی ہے عملِ قلیل کہلاتا ہے) کے ذریعے موبائل کی ٹون بند کردیں یعنی جیب میں ایک ہاتھ ڈال کر موبائل کا بٹن دبا دیں جس سے ٹون بجنا بند ہوجائے لیکن اگر پھر بھی ٹون بند نہ ہو رہی ہو تو حکم یہ ہے کہ نماز کو توڑ دے اور موبائل کو بند کر کے پھر نماز شروع کرے (دارالافتاء اہلسنت۔ کراچی) کیونکہ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ انسان خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھے اس لیے کچھ کاموں میں شریعت نے فرمایا کہ پہلے ان کو کرلیا جائے پھر نماز کو ادا کیا جائے جیسے کہ اگر کھانا سامنے آجائے اور کافی بھوک بھی لگی ہو تو حکم ہے پہلے کھانا کھائے پھر نماز ادا کرے، اسی طرح اگر پیشاب یا استنجاء کی حاجت ہے ہو تو پہلے ان سے فارغ ہوجائے پھر نماز ادا کرے اور اگر کسی نے اسی حالت میں (یعنی شدید بھوک، پیشاب وغیرہ) کی حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ (ملخصاً فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 259) اس لیے نماز شروع کرنے سے پہلے موبائل فون کی ٹون بند کردینی چاہیے تاکہ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کی جاسکے۔ آج کل تو ایسی میوزیکل ٹون مسجدوں میں بجتی ہیں۔ الامان الحفیظ: یاد رکھیں موبائل کی میوزیکل ٹون رکھنا جائز نہیں ہے اور مسجدوں میں تو میوزیکل ٹون کا بجنا سخت حرام ہے۔

سوال 41: پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود پچھلی صف میں نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پچھلی صف میں نماز پڑھنا ممنوع ومکروہ ہے۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 587)(وقار الفتاوٰی جلد 2 صفحہ 209)

سوال 42: تمباکو، سگریٹ یا حقہ پی کر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجد جانا حرام ہے جب تک کہ منہ صاف نہ کرے اور اگر اس سے دوسرے نمازی کو ایذا پہنچتی ہو تو حرام ہے اور دوسرا نمازی نہ بھی ہو تب بھی بدبو سے ملائکہ کو ایذا پہنچتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے: ملائکہ کو ہر اس شے سے اذیت

ہوتی ہے جس سے بنی آدم کو ایذا پہنچتی ہے۔ (ملخصاً صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 209۔فتاوٰی رضویہ جلد 7 صفحہ 384)

سوال 43: موزے یا جُرابیں پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: موزے یا جُرابیں پہن کر نماز پڑھنا بہتر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 7 صفحہ 301)

سوال 44: شلوار یا پینٹ کو اوپر یا نیچے سے موڑ کر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: نماز پڑھنے کے لیے شلوار، پاجامہ یا پینٹ وغیرہ کو موڑ کر (یعنی فولڈ کر کے) نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور یہ نماز واجب الاعادہ (یعنی اس نماز کا ددوبارہ پڑھنا واجب) ہے کہ یہ کپڑے کا جمع کرنا اور سمیٹنا ہے جسے کفِ ثوب کہا جاتا ہے اور حدیث پاک میں اس سے منع کیا گیا ہے: حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کا حکم دیا گیا اور یہ کہ (نماز میں) نہ بالوں کو سنواروں اور نہ کپڑوں کو موڑوں۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ جلد 1 حدیث 999، صفحہ 1287) اس لیے شلوار یا پینٹ کو اندر کی طرف یا باہر کی طرف نہ موڑا جائے۔

سوال 45: کیا نماز کے دوران ٹخنے نظر آنا ضروری ہے؟

جواب: ٹخنوں سے اوپر پائنچوں کا رکھنا سنت اور اسکا خلاف (یعنی نیچے رکھنا) اگر تکبر کی وجہ سے ہو تو حرام اور اس صورت میں نماز بھی مکروہ تحریمی، ورنہ صرف مکروہ تنزیہی، یعنی نماز خلافِ اولیٰ ہوگی (اور نماز کیلئے پائنچوں کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے کو ضروری قرار دینا غلط فہمی و جہالت ہے۔ عام حالت میں بھی اس سنت کو اپنانا چاہیے کہ نماز کے وقت پریشانی کا سامنا نہ ہو، اگر شلوار یا پینٹ لمبی ہے اور بغیر موڑے ٹخنوں سے اوپر نہیں ہوتی تو ایسے ہی نیچے رہنے دیں اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیں کہ اس صورت میں نماز صرف خلافِ اولیٰ ہوگی لیکن اگر کوئی پینٹ یا شلوار کو فولڈ کرے گا تو نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوگی۔

(ملخصاً فتاوٰی رضویہ جلد 7 صفحہ 388) (فتاوٰی فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 178) (فتاوٰی اہلسنت حصہ 3 صفحہ 14)

سوال 46: سفر کے دوران چلتی ٹرین میں نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: چلتی ٹرین میں نفل پڑھنا جائز ہے مگر فرض واجب اور سنت فجر پڑھنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ نماز کیلئے شروع سے آخر تک اتحادِ مکان (یعنی ایک جگہ رہنا) اور جہتِ قبلہ شرط ہے اور چلتی ہوئی ٹرین میں شروع نماز سے آخر تک قبلہ رُخ رہنا اگرچہ بعض صورتوں میں ممکن ہے لیکن اختتامِ نماز تک اتحادِ مکان

(ایک جگہ رہنا) ممکن نہیں اس لیے چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھنا صحیح نہیں، ہاں اگر نماز کے اوقات میں نماز پڑھنے کی مقدار ٹرین کا ٹھہرنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں چلتی ٹرین میں نماز پڑھ لی جائے اور بعد میں اس نماز کا اعادہ کر لیا جائے (یعنی یہ نماز دوبارہ پڑھ لی جائے)۔

(ملخصاً فتاوٰی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 236۔فتاوٰی رضویہ جلد 5 صفحہ 113۔بہار شریعت جلد 1 صفحہ 673)

سوال 47: پرفیوم یا باڈی سپرے کپڑوں پر لگا کر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: اب علمائے کرام نے پرفیوم باڈی سپرے وغیرہ کو لگا کر نماز پڑھنا جائز قرار دے دیا ہے لیکن اگر کوئی شخص خود بچنا چاہے تو اچھی بات ہے۔ اس مسئلہ کو تفصیل سے پڑھنے کیلئے (شرح صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 221 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور) کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال 48: طلوع آفتاب کے کتنی دیر بعد نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: طلوع آفتاب کے کم از کم 20 منٹ کا انتظار واجب ہے اسکے بعد نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 5 صفحہ 325)

سوال 49: داڑھی منڈوانے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: داڑھی منڈوانے یا ایک مُشت سے کم کروانے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ (فتاوٰی فقیہ ملت صفحہ 112) (فتاوٰی رضویہ جلد 6 صفحہ 544) داڑھی منڈوانے، کتروانے، یا حدِ شرع سے کم داڑھی کرنے یا رکھنے والا شخص فاسقِ معلن (یعنی اعلانیہ گناہ کرنیوالا) ہے اور فاسق کو امام بنانا گناہ ہے کیونکہ اس میں اسکی تعظیم ہے جبکہ شریعتِ مطہرہ نے اس شخص کی اہانت (یعنی اسکی عزت و تکریم نہ کرنا) لازم قرار دی ہے۔ لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ (وقار الفتاوٰی جلد 2 صفحہ 175)

سوال 50: صلوٰۃ التسبیح جماعت کیساتھ پڑھنا کیسا؟

جواب: تمام نوافل خصوصاً صلوٰۃ التسبیح با جماعت اور اعلان کے ساتھ ادا کرنا جائز اور باعثِ ثواب ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بہت سے اکابرِ دین سے جماعتِ نوافل بالتداعی ثابت ہے اور عوام فعلِ خیر سے منع نہ کیے جائیں علمائے اُمت و حکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔

دُرمختار میں ہے عوام کو تکبیرات اور نوافل سے کبھی منع نہ کیا جائے کیونکہ پہلے ہی نیکیوں میں انکی رغبت کم ہوتی ہے۔مزید تفصیل کیلئے (فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 465) (تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 373) (تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 115) (انوارالفتاویٰ جلد 1 صفحہ 233) کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال 51: صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کی کیا فضیلت ہے اور اسے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: **فضیلت:** ۔اس نماز کی ادائیگی میں بے انتہا ثواب ہے بعض محققین فرماتے ہیں اسکی فضیلت سن کر کوئی شخص اسے ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا، کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش عطاء نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں، تمہارے ساتھ احسان نہ کروں، دس خصلتیں ہیں کہ جب تم اِنہیں کرو گے تو اللہ عزوجل تمہارے گناہ بخش دے گا، اگلے پچھلے، پرانے، نئے جو بھول کر کیے اور جو قصداً کیے، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر، اسکے بعد صلاۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی۔ پھر فرمایا: کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھا کرو اگر روزانہ نہیں پڑھ سکتے تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار اِسے ضرور پڑھو۔

ادائیگی کا طریقہ: اور اسکی ادائیگی کی ترکیب ہمارے طور پر وہ ہے جو سنن ترمذی شریف میں بروایت حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ مذکور ہے فرماتے ہیں: اللہ اکبر کہہ کر ثناء (مکمل) پڑھے۔ پھر یہ تسبیح پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ، پندرہ (15) بار، پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور الحمد شریف اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور اس میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور بعد تسمیع وتحمید دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار پڑھے (یعنی صرف ثناء کے بعد پندرہ بار پڑھنی ہے اور باقی جگہ جیسے قراءت کے بعد، رکوع میں، قومہ میں، دونوں سجدوں میں اور جلسے میں دس دس بار تسبیح پڑھنی ہے) یونہی چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں 75 بار تسبیح اور چاروں رکعتوں میں کُل تین سو (300) تسبیحات ہوئیں اور رکوع وسجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔

جن کو یہ چار سورتیں (سورۃ التکاثر، سورۃ العصر، سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص) آتی ہوں تو وہ چاروں رکعت میں ان صورتوں کو ترتیب سے پڑھے، اگر سجدہ سہو واجب ہو اور سجدہ کرے تو ان دونوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں اور اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم تسبیحات پڑھی ہیں تو دوسری جگہ پڑھ لے کہ وہ مقدار پوری ہو جائے گی اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد جو دوسرا موقع تسبیح پڑھنے کا آئے وہیں پڑھ لے، مثلاً قومہ کی سجدہ میں کہے اور رکوع میں بھولا تو اسے بھی سجدہ ہی میں کہے نہ کہ قومہ میں، کہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے اور پہلے سجدہ میں بھولا تو دوسرے میں کہے جلسے میں نہ کہے، اور تسبیحات اُنگلیوں پر نہ گِنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ اُنگلیاں دبا کر شمار کرے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 341) (فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 442) (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 683)

سوال 52: اگر کسی شخص کے ذمہ کافی قضاء نمازیں ہوں اور وہ نوافل وغیرہ ادا کرتا ہو مگر قضاء نمازیں نہ پڑھتا ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: قضاء نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نوافل پڑھتا ہے انہیں چھوڑ کر ان کے بدلے اپنی قضا نمازیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ (جو روزانہ کی نمازوں میں ہیں) ان کو نہ چھوڑے۔ اس لیے قضا نمازیں نوافل کی جگہ پڑھنا ضروری ہیں اور قضا نمازیں جلد سے جلد پڑھنا واجب ہے مگر بال، بچوں کی پرورش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے لہٰذا کاروبار بھی کرتا رہے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں اپنی قضا نمازیں بھی پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔ (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 706) لیکن اگر کوئی شخص قضا نمازیں نہیں پڑھتا اور نوافل ادا کرتا رہتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک فرائض انسان کے ذمہ ہو تو نوافل بھی قبول نہیں ہوتے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: جب امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ عزوجل کے کچھ کام دن میں کرنے کے ہیں کہ انہیں رات میں کرو گے تو وہ قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کرنے کے ہیں کہ انہیں دن میں کرو گے تو وہ مقبول نہ ہوں گے اور خبردار رہو کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد 1 حدیث 83 صفحہ 71) (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 179)

سوال 53: بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں 4 رکعت (مخصوص طریقہ کیساتھ) پڑھی جائے تو تمام قضاء نمازیں معاف ہوجاتی ہیں کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں لوگوں کا اس نماز کو ادا کرنا اور یہ خیال کرنا کہ تمام قضاء نمازیں ادا ہوگئیں یہ محض باطل ہے، اور لوگوں نے اسکا اپنی طرف سے افتراع کیا ہے لہٰذا قضاء نمازیں اس 4 رکعت والی نماز کو پڑھنے سے ادا نہیں ہوں گی وہ تو پڑھنے سے ہی ادا ہونگی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 417) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 708) ہاں بارہ رکعت کے بارے میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اسلامی زندگی میں فرماتے ہیں: کہ اگر رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں ظہر و عصر کے درمیان 12 رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت سے پڑھے جائیں تو اس کا یہ فائدہ ہے کہ ان شاءاللہ قضاء نمازوں کا گناہ معاف ہوجائے گا لیکن جتنی نمازیں قضاء کی ہیں وہ تو ادا ہی کرنی ہوں گی۔ **طریقہ نماز:** ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورہ اخلاص اور ایک بار سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھے (اسی طرح ساری رکعتوں میں پڑھے) (اسلامی زندگی صفحہ 135)

سوال 54: اگر کسی شخص کے ذمہ کافی قضاء نمازیں ہوں اور وہ ان کو ادا کرنا چاہتا ہے تو کوئی ایسا آسان طریقہ بتائیں کہ جس سے قضاء نمازیں پڑھنے میں آسانی ہو اور قضاء نمازوں میں نیت کس طرح کرنی چاہیے؟

جواب: پانچوں نمازوں کی قضاء ہر روز کی بیس رکعتیں ہیں، دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار فرض اور تین وتر عشاء کے، اور قضاء میں یوں نیت کرنی چاہیے کہ نیت کی میں نے پہلی فجر جو مجھ سے قضاء ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضاء ہوئی، اسی طرح ہر نماز میں نیت کرے اور جس پر بکثرت قضاء نمازیں ہیں تو وہ آسانی کیلئے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سُبْحَا نَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَ عْلٰی کی جگہ صرف ایک بار کہے (ہر روز اگر پانچ نمازوں میں ہی نوافل اور سنت غیر مؤکدہ کی جگہ قضاء نمازیں ادا کرلی جائیں تو بہت آسانی کیساتھ قضاء نمازیں ادا ہوسکتی ہیں۔

اسکا طریقہ یہ ہے کہ فجر کی قضاء ظہر کے آخری دو نوافل کی جگہ پر ادا کرلی جائے، ظہر کی قضاء عصر کی چار

سنت غیر مؤکدہ کی جگہ ادا کرلی جائے اور عصر کی قضاء عشاء کی پہلی چار سنت غیر مؤکدہ کی جگہ ادا کرلی جائے اور مغرب کی قضاء مغرب کے آخری دو نوافل کی جگہ ادا کرلی جائے (یعنی مغرب کے تین فرض ادا کرلیے جائیں) عشاء کی قضاء عشاء میں ہی کرلی جائے وہ ایسے کہ عشاء کے فرائض کے بعد جو چار نوافل (دو وتر سے پہلے دو وتر کے بعد) ہیں ان کی جگہ چار فرض عشاء کے ادا کرلیے جائیں اور قضاء کے وتر علیحدہ سے ادا کرلیے جائیں اس طریقے سے ادا کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ صرف تین وتر علیحدہ سے پڑھنے پڑیں گے۔ باقی تمام قضاء نمازوں کی رکعتیں سنت غیر مؤکدہ اور نوافل کی جگہ پر ہی ادا ہوجائیں گی) مگر یہ ہمیشہ اور ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے، اسی طرح سجدہ میں بھی کرے ایک تخفیف تو یہ ہوئی اور دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع کرے، مگر وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد شریف اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں، تیسری تخفیف یہ کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد یعنی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ، کہہ کر سلام پھیر دے چوتھی تخفیف یہ کہ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ "اللہ اکبر" کہہ کر فقط ایک بار یا تین بار رَبِّ اغْفِرْلِی کہے ان نمازوں کی ادائیگی کیلئے کوئی وقت متعین نہیں ہے جلد سے جلد ادا کرنے کا حکم ہے۔ البتہ اوقات مکروہ میں قضاء نمازوں کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ عصر کے بعد اور غروب آفتاب سے 20 منٹ قبل قضاء نماز پڑھنا جائز ہے ہاں جب غروب آفتاب میں بیس منٹ رہ جائیں تو اب قضاء نماز پڑھنا جائز نہیں البتہ اس دن کی عصر کی نماز اگر کسی وجہ سے نہ پڑھی ہو تو اب پڑھنا جائز ہے اور بعد نماز فجر طلوع آفتاب سے قبل قضاء نماز پڑھنا جائز ہے اور پھر طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد بھی قضاء نماز پڑھنا جائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 8 صفحہ 157) (فتاویٰ بریلی شریف صفحہ 154) (نماز کے احکام صفحہ 338)

سوال 55: اگر ایک شخص پر قضاء نمازیں باقی ہوں اور اسکا انتقال ہوجائے تو اسکی نمازوں کا فدیہ کس طرح ادا کیا جائے؟ اور بعض لوگ نمازوں کے فدیہ میں ایک قرآن پاک دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمام نمازوں کا فدیہ اسی سے ادا ہوجائے گا کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: جس انسان پر کافی قضاء نمازیں باقی ہوں اور اسکا انتقال ہو جائے تو اسکی نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ سب سے پہلے مَیّت کی عمر معلوم کر کے اس میں سے نو سال عورت کے اور بارہ سال مرد کے نابالغی کی عمر کے نکال دیجئے باقی جتنے سال بچیں ان کا حساب لگائیے کہ کتنی مدت تک وہ (یعنی مرحوم) بے نمازی رہا یا بے روزہ رہا یا اتنی نمازیں یا روزے اسکے ذمہ قضا کے باقی ہیں، زیادہ سے زیادہ حساب لگا لیجئے بلکہ چاہیں تو نابالغی کی عمر کے بعد بقیہ تمام کا حساب لگا لیجئے۔ اب فی نماز ایک ایک صدقہ فطر خیرات کیجئے ایک صدقہ فطر کی مقدار تقریباً دو کلو پچاس گرام گندم یا اس کا آٹا یا اسکی رقم ہے اور ایک دن کی چھ نمازیں ہیں پانچ فرض اور ایک وتر واجب، مثلاً دو کلو پچاس گرام گندم کی رقم 50 روپے ہو تو ایک دن کی نمازوں کے 300 روپے ہوئے اور 30 دن کے 9000 روپے اور بارہ ماہ کے تقریباً 108000 روپے ہوئے، اب کسی میت پر 50 سال کی قضاء نمازیں باقی ہیں تو فدیہ ادا کرنے کیلئے 5400000 روپے خیرات کرنے ہوں گے، ظاہر ہے کہ ہر شخص اتنی رقم خیرات کرنے کی استطاعت (طاقت) نہیں رکھتا اس کے لیے علمائے کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے شرعی حیلہ ارشاد فرمایا ہے: مثلاً وہ 30 دن کی نمازوں کی فدیہ کی نیت سے 9000 روپے کسی شرعی فقیر (یعنی وہ شخص جو صاحبِ نصاب نہ ہو) کی مِلک کر دے اس طرح یہ 30 دن کی نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا، اب وہ فقیر یہ رقم دینے والے ہی کو ہبہ کر دے یعنی تحفے میں دیدے پھر یہ قبضہ کرنے کے بعد پھر فقیر کو 30 دن کی نمازوں کے فدیے کی نیت سے قبضہ میں دے کر اس کا مالک بنا دے اس طرح لوٹ پھیر کرتے رہیں، یوں ساری نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 358) 30 دن کی رقم کے ذریعے ہی حیلہ کرنا شرط نہیں وہ تو سمجھانے کیلئے مثال دی ہے اگر بالفرض 50 سال کے فدیوں کی رقم موجود ہو تو ایک ہی بار لوٹ پھیر کرنے سے کام ہو جائے گا، نیز فطرہ کی رقم کا حساب بھی گندم یا آٹے کے موجودہ بھاؤ سے لگانا ہو گا اسی طرح فی روزہ بھی ایک صدقہ فطر ہے۔ نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کے بعد روزوں کا بھی اسی طریقے سے فدیہ ادا کر سکتے ہیں، غریب و امیر سبھی فدیے کا حیلہ کر سکتے ہیں اگر ورثاء اپنے مرحومین کیلئے یہ عمل کریں تو یہ مَیّت کی زبردست امداد ہو گی، اس طرح مرنے والا بھی ان شاء اللہ عزوجل فرض کے بوجھ سے آزاد ہو گا اور ورثاء بھی اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے، اور بعض لوگ جو مسجد وغیرہ میں ایک قرآن پاک دے کر اپنے

من کو منا لیتے ہیں کہ ہم نے مرحوم کی نمازوں کا فدیہ ادا کر دیا یہ ان کی غلط فہمی ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 8 صفحہ 167) (نماز کے احکام صفحہ 345)

سوال 56: عورت کا امامت کروانا کیسا؟

جواب: عورت کا فرض، سنت یا نفل میں امامت کروانا احناف کی نزدیک مکروہِ تحریمی ہے۔

(الدر المختار جلد 2 صفحہ 355) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 569) (فتاویٰ مصطفویہ صفحہ 213)

سوال 57: پینٹ شرٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: پینٹ شرٹ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے (مگر بہتر ہے کہ شلوار قمیض میں پڑھے) کیونکہ بعض علماء نے پینٹ شرٹ میں نماز پڑھنے کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے (فتاویٰ بریلی صفحہ 208) (فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 179)

سوال 58: ٹی شرٹ میں نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: علماء کرام فرماتے ہیں کہ ٹی شرٹ یا ہاف آستین والا کُرتہ، کام کاج کرنے والے لباس میں شامل ہیں اس لیے جو لوگ ٹی شرٹ یا ہاف آستین والا کُرتہ پہن کر دوسرے لوگوں کے سامنے جانا گوارا نہیں کرتے، ان کی نماز مکروہ تنزیہی ہے اور جو لوگ ایسا لباس (ٹی شرٹ و ہاف آستین والا کُرتہ وغیرہ) پہن کر سب کے سامنے جانے میں کوئی برائی محسوس نہیں کرتے، ان کی نماز مکروہ نہیں (یعنی ان کی نماز ہو جائیگی)۔

(وقار الفتاویٰ جلد 2 صفحہ 246)

سوال 59: بعض لوگ جینز کی پینٹ پہن کر نماز پڑھتے ہیں جو کہ بدن سے بالکل چپک جاتی ہے کیا اس میں نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: دبیز (موٹا) کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہو کہ دیکھنے سے عضو کی ہیأت (موٹائی) معلوم ہوتی ہو۔ ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔ (جو لوگ پینٹ شرٹ پہن کر نماز پڑھتے ہیں ان سے عرض ہے کہ بہتر ہے کہ شلوار قمیض میں ہی نماز پڑھا کریں کیونکہ جب انسان پینٹ شرٹ میں نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے کا اپنی نگاہ کو بد نگاہی سے بچانا بہت مشکل ہو جاتا ہے اس لیے اس قسم کا لباس نا پہنا

جائے کہ بدن کی موٹائی معلوم ہواور لوگ بدنگاہی کا شکار ہوں)۔ (بہارِشریعت جلد 1 صفحہ 480)

سوال 60: انسان شرعی مسافر کب بنتا ہے؟ اور سفر کے دوران نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو ساڑھے 57 میل (تقریباً 92 کلومیٹر) کے فاصلے تک جانے کے ارادے سے اپنے مقامِ اقامت مثلاً شہر یا گاؤں سے باہر آجائے اور اسکی 15 دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہوتو وہ شرعاً مسافر ہے اور مسافر نمازوں کو قصر کر کے پڑھے گا (یعنی جس نماز میں چار فرض ہیں وہ اس میں چار کی جگہ دو فرض پڑھے، ان شاءاللہ عزوجل) اسے چار فرضوں ہی کا ثواب ملے گا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ سفر کی دو رکعتیں مقرر فرمائیں اور یہ پوری ہے کم نہیں یعنی اگر چہ بظاہر دو رکعتیں کم ہوگئیں مگر ثواب میں دو ہی چار کے برابر ہیں۔ سفر میں سنتیں پوری پڑھی جائیں گی، ہاں اگر خوف اور گھبراہٹ یا گاڑی کے چلے جانا کا اندیشہ ہوتو پھر سنتیں معاف ہیں لیکن اگر امن ہوتو پھر سنتیں پڑھی جائیں گی (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 376)

سوال 61: عید کی نماز ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: پہلے اس طرح نیت کیجئے میں نیت کرتا ہوں، دو رکعت نماز عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی ساتھ چھ زائد تکبیروں کے، واسطے اللہ عزوجل کے پیچھے اس امام کے، پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور اللّٰہ اکبر کہہ کر حسبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیجئے اور ثناء پڑھیئے، پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھایئے اور اللّٰہ اکبر کہہ کر لٹکا دیجئے پھر ہاتھ کانوں تک اُٹھایئے اور اللّٰہ اکبر کہہ کر لٹکا دیجئے پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھایئے اور اللّٰہ اکبر کہہ کر باندھ لیجئے یعنی پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیئے اسکے بعد دوسری اور تیسری تکبیر میں لٹکایئے اور چوتھی میں ہاتھ باندھ لیجئے۔ اسکو یوں یاد رکھئے کہ جہاں قیام میں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھنے ہیں اور جہاں نہیں پڑھنا وہاں ہاتھ لٹکانے ہیں پھر امام تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھ کر الحمد شریف اور سورۃ جہر (یعنی بلند آواز) کیساتھ پڑھے پھر رکوع کرے، دوسری رکعت میں پہلے الحمد شریف سورۃ جہر کے ساتھ پڑھے (امام کی قراءت کے دوران مقتدی خاموش کھڑا رہے) پھر تین بار کان تک ہاتھ اٹھا کر اللّٰہ اکبر کہیئے اور ہاتھ نہ باندھیئے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اُٹھائے اللّٰہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جایئے اور قاعدے کے مطابق نماز مکمل کر لیجئے۔ نوٹ:۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان تین بار

سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھڑے رہنا ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 390)(بہارِشریعت جلد 1 صفحہ 781)(نماز کے احکام صفحہ 439)

سوال 62: نمازِ عید میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا تو وہ (یعنی مقتدی) اپنی تکبیریں کس وقت کہے گا؟

جواب: نمازِ عید میں امام کے تکبیریں کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا تو اگر پہلی رکعت میں امام کے تکبیریں کہنے کے بعد شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے اگر چہ امام نے قراءت شروع کر دی ہو اور تین ہی کہے، اگر چہ امام نے تین سے زیادہ کہی ہوں اور اگر اس نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں تکبیر کہہ لے اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے ورنہ اللّٰہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھالیا تو باقی تکبیریں ساقط ہوگئیں اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی الگ رکعت پڑھے اس وقت کہے اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا ہے، اس میں ہاتھ نہ اُٹھائے اور اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا ہو تو پہلی رکعت کی تکبیریں اب نہ کہے جب اپنی فوت شدہ رکعت پڑھنے کیلئے کھڑا ہو اس وقت کہے اور دوسری رکعت کی تکبیریں اگر امام کے ساتھ پا جائے، بہتر ورنہ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو پہلی رکعت کے بارے میں مذکور ہوئی۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 391)(بہارِشریعت جلد 1 صفحہ 782)

سوال 63: عورتوں پر نمازِ جمعہ یا نمازِ عید واجب ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں، مسافروں اور مریضوں پر نماز جمعہ اور نماز عید واجب نہیں ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 383)(فتاوٰی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 424)

سوال 64: فرض نماز میں تین آیات کے بعد امام کو لقمہ دینا چاہیے یا نہیں؟

جواب: امام جہاں غلطی کرے مقتدی کو جائز ہے کہ اسے (یعنی امام کو) لقمہ دے اگر چہ امام ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 6 صفحہ 371)

سوال 65: سوال اگر مسجد میں پہلے جماعت ہوچکی ہولیکن کچھ لوگ جماعت سے رہ گئے ہوں تو کیا وہ جماعتِ ثانیہ کرواسکتے ہیں؟ اور جماعتِ ثانیہ (دوسری جماعت) کے لیے اقامت کہنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: جولوگ جماعت سے رہ گئے ہوں وہ جماعتِ ثانیہ (دوسری جماعت) کرواسکتے ہیں اور اقامت بھی کہہ سکتے ہیں اس میں حرج نہیں۔ ہاں منع اس وقت ہے جب اذان بھی دوبارہ دی جائے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 113) (تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 80) (فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 94)

سوال 66: کیا فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: فجر اور عصر کی نماز کے بعد نوافل اور سنتیں منع ہے قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں اگر عصر کے بعد ادا کریں اور عصر میں وقت کراہت آجائے تو پھر قضاء نماز بھی پڑھنا جائز نہیں۔

(حبیب الفتاویٰ صفحہ 102) (فتاویٰ صدر الا فاضل صفحہ 414)

سوال 67: اگر ایک شخص کو امام کے ساتھ آخری رکعت میں ملے تو وہ اپنی بقیہ رکعتوں کو قراءت کے حوالے سے کس ترتیب سے ادا کریگا؟

جواب: امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوکر ثناء پڑھے اگر پہلے نہیں پڑھی تھی پھر اعوذ باللہ (یعنی تعوذ) سے شروع کرے اور الحمد شریف اور سورت پڑھ کر رکوع وسجود کر کے بیٹھ جائے اور التحیات پڑھے۔ اگر چار رکعت والی نماز پڑھ رہا ہو تو پھر کھڑے ہوکر الحمد وسورت پڑھے اور رکوع وسجود کر کے بغیر بیٹھے کھڑا ہو جائے اور چوتھی رکعت میں فقط الحمد پڑھ کر رکوع وسجدہ کر کے التحیات پڑھے اور نماز مکمل قائم کرے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 235)

سوال 68: سجدہ کے دوران نماز کے پاؤں کی کتنی اُنگلیوں کا قبلہ رو ہونا ضروری ہے؟

جواب: سجدہ میں پاؤں کی دس اُنگلیوں میں سے ایک اُنگلی کو اس طرح قبلہ کی طرف موڑ دینا کہ اس کا پیٹ زمین سے لگ جائے فرض ہے اور ہر پاؤں کی تین تین اُنگلیوں کو اس طرح لگانا واجب ہے جبکہ دس اُنگلیوں کا زمین پر اس طرح لگانا سنت ہے۔ (ملخصاً وقار الفتاویٰ جلد 2 صفحہ 109) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 530)

سوال 69: سِرّی نماز (جس میں امام آہستہ آواز میں قراءت کرتا ہے) یا جہری نماز جس میں امام بلند آواز میں قراءت کرتا ہے) میں مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: مقتدی کو کسی نماز میں قراءت کرنا جائز نہیں نہ فاتحہ نہ آیت، نہ آہستہ کی نماز میں اور نہ ہی جہر کی نماز میں امام کی قراءت مقتدی کے لیے بھی کافی ہے۔ صرف پہلی رکعت میں ثناء پڑھ سکتا ہے جبکہ امام نے قراءت شروع نہ کی ہو) (فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ 351) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 512) کیونکہ قرآن وحدیث میں امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت آئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا قُرِیٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَاَنْصِتُوْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو اس اُمید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

(پارہ 9 سورہ اعراف آیت 204)

اور احادیث مبارکہ میں ہے۔ (1) حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا امام کے پیچھے قراءت کرنا جائز ہے؟ فرمایا امام کے پیچھے قراءت کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ (صحیح مسلم جلد کتاب المساجد 2 حدیث 1199 صفحہ 151) (2) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امام کی قراءت تمہارے لیے کافی ہوتی ہے، خواہ وہ آہستہ (سراً) آواز سے کرے یا بلند (جہراً) آواز سے کرے۔ (سنن دار قطنی جلد 1 حدیث 1238 صفحہ 388) (3) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت اسکی (یعنی مقتدی) کی قراءت ہے۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد 5 حدیث 14649، صفحہ 100) (شرح صحیح مسلم جلد 1 صفحہ 1145) (4) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے کاش اس کے منہ میں پتھر ہو۔ (مصنف عبدالرزاق جلد 2 حدیث 2809 صفحہ 90) (5) امام محمد رضی اللہ عنہ نے مؤطا میں روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: خاموش رہ کر نماز میں شغل ہے اور امام کی قراءت تجھے کافی ہے۔ (مؤطا امام محمد حدیث 119، صفحہ 62) (6) امام ابوجعفر رضی اللہ عنہ شرح معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو (وزید بن حارث وجابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہم) سے اس کے بارے میں سوال ہوا تو ان سب حضرات نے فرمایا: امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت نہ کرو۔

(شرح معانی الآثار جلد 1 حدیث 1278 صفحہ 284) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 543)

سوال 70: اگر مقتدی 3 تسبیحات پوری نہ کر پایا تھا کہ امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اُٹھالیا تو اس صورت میں مقتدی کے لیے کیا حکم ہوگا؟

جواب: مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اُٹھالیا تو مقتدی پر امام کی متابعت (پیروی) واجب ہے۔ اگر مقتدی نے امام سے پہلے سر اُٹھالیا تو مقتدی پر واپس لوٹنا واجب ہے نہ لوٹے گا تو کراہت تحریم کا مرتکب ہوگا یعنی گنہگار ہوگا۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 526)

سوال 71: نماز میں کتنی قراءت کرنا فرض وواجب ہے؟

جواب: نماز میں ایک آیت کی تلاوت کرنا فرض ہے اور الحمد شریف اور اس کے بعد اُس کے متصل ایک بڑی آیت یا تین آیتیں چھوٹی پڑھنا واجب ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 6 صفحہ 349)

سوال 72: کیا زوال کا وقت روزانہ 12 بجے شروع ہوتا ہے؟

جواب: یہ لوگوں میں غلط مشہور ہے کہ روزانہ 12 بجے زوال کا وقت شروع ہوتا ہے زوال کے وقت میں ہر روز تبدیلی ہوتی رہتی ہے اس کیلئے بہتر ہے کہ اسلامی کیلنڈر کو حاصل کرلیا جائے اس میں دیکھ لیا جائے کہ زوال کا وقت کب شروع اور کب ختم ہوتا ہے۔

سوال 73: کیا مغرب کا وقت تھوڑا سا ہوتا ہے؟

جواب: مغرب کی نماز کا وقت غروب آفتاب تا ابتدائے وقتِ عشاء تک ہوتا ہے یہ وقت مقامات اور تاریخ کے اعتبار سے گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے مغرب کا وقت کم از کم ایک گھنٹہ 18 منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ 35 منٹ ہوتا ہے فقہائے کرام فرماتے ہیں مغرب کی نماز جتنا جلدی ہو سکے ادا کرلینی چاہیے کہ مستحب ہے، اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے اگر بلاوجہ شرعی (سفر و مرض) اتنی تاخیر کردی کہ بڑے ستاروں کے علاوہ چھوٹے ستارے بھی چمک آئیں تو اتنی تاخیر مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 258) (فتاوٰی رضویہ جلد 5 صفحہ 153) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 451)

☆☆☆......نماز جنازہ کا بیان......☆☆☆

نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہوگئے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور انہوں نے نمازِ جنازہ نہ پڑھی تو وہ سب کے سب گنہگار ہوں گے، مسلمانوں کی نمازِ جنازہ

پڑھنے کی احادیثِ مبارکہ میں تاکید اور فضیلت بیان کی گئی ہے:

(1) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے جنازہ کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قراط (اجر) ہے اور اگر دفن تک جنازہ پر حاضر رہا تو اس کے لیے دو قراط (اجر) ہیں اور ایک قراط اُحد (پہاڑ) کے برابر ہے'' (صحیح مسلم جلد 2 کتاب الجنائز حدیث 2091 صفحہ 763)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہوتے ہیں: (i) سلام کا جواب دینا (ii) دعوت کو قبول کرنا (iii) جنازہ میں شرکت کرنا (iv) مریض کی (یعنی بیمار ہوجائے تو اسکی) عیادت کرنا اور (v) جب وہ چھینک مارنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو یَرْحَمُکَ اللّٰہ کے ساتھ اسے جواب دینا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1424 صفحہ 452)

(3) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میت کو غسل دیا، اسے کفن پہنایا، اسے خوشبو لگائی، اسے کندھے پر اٹھایا، اس کی نماز جنازہ پڑھی اور جو چیز اس نے میت میں دیکھی اسکو ظاہر نہ کیا تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1450 صفحہ 459)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس آدمی کی نمازِ جنازہ سو آدمی پڑھیں تو اسے بخش دیا جائے گا'' (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1476 صفحہ 466)

(5) حضرت مالک بن ہبیرہ شامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس میت پر مسلمانوں نے تین صفیں بنائیں اس کے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے۔''

(سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1478 صفحہ 466)

(6) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قبروں کی زیارت کیا کرو جو آخرت کی یاد دلاتی ہے اور مُردوں کو غسل دیا کرو کیونکہ یہ میت کے جسم کو درست کرنا بہترین نصیحت ہے اور نمازِ جنازہ پڑھا کرو شاید کہ اس وجہ سے تم غمگین ہوجاؤ کیونکہ غمگین شخص اللہ عزوجل کی رحمت کے سائے میں ہوتا ہے۔ اور ہر طرح کی بھلائی پاتا ہے۔'' (المستدرک جلد 1 حدیث 1395 صفحہ 753)

(7) حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ ﷻ کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا اللہ ﷻ جس نے محض تیری رضا کیلئے جنازہ کا ساتھ دیا تو اسکی جزا کیا ہے؟ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: جس دن وہ مرے گا تو فرشتے اس کے جنازے کے ہمراہ چلیں گے اور میں اسکی مغفرت کروں گا۔'' (شرح الصدور صفحہ 215)

☆☆......نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ......☆☆

نمازِ جنازہ شروع کرنے سے پہلے مَیّت (جنازہ) کو امام کے آگے قبلہ کی طرف رکھ دیا جائے اور امام مَیّت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور مقتدی حضرات امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوں، بہتر یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں کم سے کم تین صفیں کریں اور اگر آدمی زیادہ ہوں تو پانچ یا سات یا حسبِ ضرورت مزید طاق صفیں بنائیں صفوں کو بالکل سیدھی کریں اور امام کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے جنازہ پڑھنے والے مقتدیوں پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لے اگر صفیں درست نہ ہوں تو درست کروائے اس کے بعد نمازِ جنازہ کا طریقہ بیان کرے اور پھر نمازِ جنازہ پڑھائے: نمازِ جنازہ میں دو رکن اور تین سنتیں مؤکدہ ہیں دو رکن یہ ہیں۔ (1) چار بار اللہ اکبر کہنا (2) قیام اور تین سنت مؤکدہ یہ ہیں (1) ثناء (2) درود شریف (3) میت کیلئے دعا کرنا۔ (بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 828) (الدر المختار و رد المحتار جلد 3 صفحہ 124)

مقتدی اس طرح نیت کرے: میں نیت کرتا ہوں اس نمازِ جنازہ کی ثناء واسطے اللہ ﷻ کے درود واسطے نبی کریم ﷺ کے، اور دعا واسطے اس حاضر میت کے، پیچھے اس امام کے، اب امام و مقتدی پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے فوراً حسبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثناء پڑھیں اور اس میں وَتَعَالٰی جَدُّکَ کے بعد وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر، کہیں پھر درود ابراہیمی (یعنی نماز والا درود) پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے، اللہ اکبر، کہیں اور دُعا پڑھیں امام تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے کہے اور باقی تمام اذکار امام و مقتدی سب آہستہ پڑھیں) دُعا کے بعد پھر اللہ اکبر، کہیں اور دونوں ہاتھ لٹکا دیں اور پھر دونوں طرف سلام

پھیر دیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 408) (نماز کے احکام صفحہ 381) (قانونِ شریعت صفحہ 16)

بالغ مرد و عورت کے جنازہ کی دعا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثٰنَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَان o

الٰہی ﷻ بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر فوت شدہ کو اور ہمارے ہر حاضر اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو الٰہی ﷻ تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اسکو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اسکو ایمان پر موت دے۔

نابالغ لڑکے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا ط

الٰہی ﷻ اس لڑکے کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنا دے اور اسکو ہماری سفارش کرنے والا بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

نابالغ لڑکی کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً ط

الٰہی ﷻ اس لڑکی کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنا دے اور اسکو ہمارے لیے اجر (کا باعث) اور وقت پر کام آنے والی بنا دے اور اسکو ہمارے لیے سفارش کرنے والی بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 408)

☆☆☆......نمازِ جنازہ کے مسائل......☆☆☆

سوال 1: نمازِ جنازہ پڑھنا کس پر واجب ہے اور اسکی کیا شرائط ہیں؟

جواب: نمازِ جنازہ واجب ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں یعنی (1) قادر ہونا

(2) بالغ ہونا (3) عاقل ہونا (4) مسلمان ہونا، ایک بات اس میں زیادہ ہے یعنی اسکی موت کی خبر ہونا، اور نمازِ جنازہ میں دوطرح کی شرطیں ہیں، ایک نمازی کے، دوسری مَیّت کے متعلق ہیں، نمازی کے لیے یہ شرائط ہیں (1) طہارت (یعنی نمازی کا بدن، کپڑا اور جگہ نجاستِ حُکمیہ اور حقیقیہ سے پاک ہونا) (2) سترِعورت (یعنی ناف سے گھٹنوں تک کا جسم چُھپا ہوا ہونا (3) استقبالِ قبلہ (یعنی منہ اور سینہ قبلہ کی طرف ہونا) (4) نیت (یعنی نمازِ جنازہ پڑھنے کی نیت ہو) مَیّت کے لیے یہ شرائط ہیں (1) مسلمان ہونا (2) بدن اور کفن کا پاک ہونا (3) جنازہ کا وہاں موجود ہونا (4) جنازہ زمین پر ہونا یا ہاتھ پر مگر قریب ہو، دور نہ ہو (5) جنازہ کا پاک ہونا (6) جو حصہ چُھپانا فرض ہے وہ چُھپا ہونا (7) مَیّت کا امام کے آگے بالکل سامنے ہونا۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 408) (بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 825) (مومن کی وفات صفحہ 178)

سوال 2: اگر کسی کی نمازِ جنازہ میں کچھ تکبیریں جماعت سے رہ جائیں تو وہ اپنی تکبیریں کس طرح ادا کرے؟

جواب: مسبوق (یعنی جس شخص کی بعض تکبیریں فوت ہوگئیں وہ) اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ دعا وغیرہ پڑھے گا تو پوری کرنے سے قبل لوگ جنازے کو کندھے تک اُٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دُعا وغیرہ چھوڑ دے، اور جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد آیا وہ (جب تک امام نے سلام نہیں پھیرا) شامل ہوجائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار **اللہ اکبر** کہے، پھر پھیر سلام دے۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 408) (الدرالمختار جلد 3 صفحہ 136) (بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 838)

سوال 3: نمازِ جنازہ میں کتنی صفیں ہونی چاہئیں؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں تین صفیں ہوں کہ حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مَیّت پر مسلمانوں نے تین صفیں بنائیں اس کے لیے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1478 صفحہ 466) اگر جنازہ میں کل سات آدمی ہوں تو وہ بھی تین صفیں بنا سکتے ہیں اسکا طریقہ یہ ہے کہ ایک امام بن جائے اور تین آدمی پہلی صف میں کھڑے ہو جائیں اور دوسری صف میں دو اور تیسری صف میں ایک آدمی کھڑا ہو جائے۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 408) (فتاوٰی رضویہ جلد 9 صفحہ 196) (بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 835)

سوال 4: جنازہ کی صفوں میں کون سی صف سب سے افضل ہے؟

جواب: جنازہ کی صفوں میں سب سے پچھلی صف تمام صفوں سے افضل ہے۔ (بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 836)

سوال 5: جنازہ کو کندھا دینے کی کیا فضیلت ہے اور اس کا سنت طریقہ کونسا ہے؟

جواب: جنازہ کو کندھا دینے کی بڑی فضیلت ہے حدیث پاک میں ہے: جو جنازے کو چالیس قدم لیکر چلے تو اسکے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ (طبرانی اوسط جلد 4 حدیث 5920 صفحہ 260)

نیز حدیث پاک میں ہے: جو جنازے کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ عزوجل اس کی حتمی (یعنی مستقل) مغفرت فرما دے گا (الجوہرۃ النیرۃ جلد 1 صفحہ 139) جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے، پہلے سیدھے سرہانے کو کندھا دے پھر سیدھی پائنتی (یعنی سیدھے پاؤں کی طرف) پھر الٹے سرہانے پھر اُلٹی پائنتی: اور ہر بار دس دس قدم چلے اور یہ کُل چالیس قدم ہوئے (بعض لوگ جنازے کے جُلُوس میں اعلان کرتے رہتے ہیں: دو دو قدم چلو: ان کو چاہیے کہ اس طرح اعلان نہ کیا کریں بلکہ اس طرح اعلان کیا کریں کہ ہر پائے کو کندھے پر لیے دس دس قدم چلیے۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 405) (بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 822)

سوال 6: جُوتا پہن کر یا اس پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا؟

جواب: نمازِ جنازہ جُوتا اُتار کر پاک زمین پر پاؤں رکھ کر پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر جُوتا پہن کر نمازِ جنازہ پڑھیں تو جُوتے اور زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے بقدرِ مانع نجاست ہوگی تو نماز نہ ہوگی اور جُوتے پر کھڑے ہو کر پڑھی تو جُوتے کا پاک ہونا ضروری ہے: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احتیاط یہی ہے کہ جُوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 9 صفحہ 188) (بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 826) (حبیب الفتاوٰی صفحہ 547)

سوال 7: کیا شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے؟

جواب: شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اُتار سکتا ہے اور منہ بھی دیکھ سکتا ہے صرف غسل دینے کی اور بلا حائل بدن کو چھونے کی ممانعت ہے۔

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 813)(فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 255)

سوال 8: جنازے دیکھ کر کھڑے ہوجانا کیسا؟

جواب: اوّلاً میّت (جنازے) کے لیے کھڑے ہوجانے کا حکم تھا لیکن یہ حکم بعد میں منسوخ ہوگیا جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ پہلے جنازے کے لیے کھڑے ہوا کرتے تھے لیکن بعد میں بیٹھے رہنے پر عمل رہا۔ (سنن ابو داؤد جلد 2 حدیث 398 صفحہ 539) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میرے پاس سے جنازہ گزرا تو میں کھڑا ہوگیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں یہ فتویٰ کس نے دیا ہے؟ اس نے عرض کیا، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے: تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ صرف ایک بار حضور ﷺ جنازے کے لئے کھڑے ہوئے تھے، جب حکم منسوخ ہوگیا تو منع فرمادیا۔ اس لیے احناف اور شوافع اور حنابلہ کا مذہب یہی ہے کہ جنازے کے لیے کھڑا ہونا ضروری نہیں، ہاں جو شخص جنازے کے ساتھ جانا چاہے وہ اُٹھے اور جنازے کے ساتھ چلا جائے۔

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 824)(نزہتہ القاری شرح صحیح بخاری جلد 4 صفحہ 11)(موت کی وفات صفحہ 155)

سوال 9: جس شخص نے خُود کُشی کی ہو اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا؟

جواب: خُود کُشی کرنا اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 406)(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 827)(فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 448)

سوال 10: بچہ پیدا ہونے کے بعد کچھ دیر تک زندہ رہا بعد میں مرگیا تو کیا اسکو غسل و کفن دیں گے اور اسکی نمازِ جنازہ پڑھیں گے یا نہیں؟

جواب: مسلمان کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مرگیا تو اسکو غسل و کفن دیں گے اور اسکی نمازِ جنازہ بھی پڑھیں گے اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیں گے اس کیلئے سنت کے مطابق غسل و کفن نہیں ہے اور نماز بھی اسکی نہیں پڑھی جائے گی یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے بیشتر (پہلے ہی) مرگیا تو نماز نہ پڑھی جائے، اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر حصہ ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک اکثر حصہ ہے اور بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ اُسکی خلقت تمام ہو یا نا تمام (یعنی مردہ ہو

یا کچا) بہر حال اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اسکا حشر ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 401)(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 841)

سوال 11: کیا چند جنازوں کی اکٹھی نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں، اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: چند جنازے ایک ساتھ بھی پڑھے جاسکتے ہیں اس میں اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے سامنے ہو یا قطار بند (یعنی ایک کے پاؤں کی سیدھ میں دوسرے کا سرہانا اور دوسرے کے پاؤں کی سیدھ میں تیسرے کا سرہانا، **علی ھذا القیاس** (یعنی اس پر قیاس کیجئے) اور امام کے قریب اس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو پھر اس کے بعد جو افضل ہو۔ **علی ھذا القیاس** ۔

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 839)

سوال 12: غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا؟

جواب: غائبانہ نمازِ جنازہ (یعنی جہاں نمازِ جنازہ پڑھی جائے وہاں میت موجود نہ ہو بلکہ دوسرے مقام پر ہو) مثلاً لاہور میں کسی کا انتقال ہوا اور کراچی کے لوگ وہاں شہر میں اسکی نمازِ جنازہ پڑھیں۔ غائبانہ نمازِ جنازہ احناف کے نزدیک ناجائز ہے۔ کچھ لوگ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث پاک جس میں حضور ﷺ نے نجاشی بادشاہ کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ اس کو دلیل بنا کر غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس حدیث پاک سے بظاہر تو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے جماعتِ صحابہ کیساتھ غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی، لیکن درحقیقت یہ غائبانہ نمازِ جنازہ نہ تھی بلکہ حاضر پر تھی، نماز پڑھنے والے تمام حضرات جانتے تھے کہ یہ غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کے لیے زمین کو لپیٹ دیا اور اپنے محبوب کی نگاہوں سے تمام حجابات ہٹا دیئے تھے اور جنازہ حضور ﷺ اپنی نظروں کے سامنے دیکھ رہے تھے، تو اب یہ حضور ﷺ کے لیے یہ نماز غائب پر نہ تھی بلکہ حاضر پر تھی، کیونکہ اس نمازِ جنازہ کی امامت حضور ﷺ نے فرمائی تھی اور جو نمازِ جنازہ با جماعت پڑھی جاتی ہے، اس میں جنازہ کا امام کے سامنے حاضر ہونا شرط ہے، مقتدیوں کے سامنے حاضر ہونا ضروری نہیں، کیونکہ جب جنازہ امام کے سامنے حاضر ہے تو مقتدیوں کے سامنے بھی حاضر ہونا مانا جائے گا۔ اگر امام کی نماز حاضر پر ہوئی تو مقتدیوں کی بھی حاضر پر ہوئی، چاہے مقتدیوں کو جنازہ نظر آئے یا نہ آئے صرف امام کے سامنے جنازہ

حاضر ہونا سب کے لیے کافی ہے اوراس نمازِ جنازہ میں صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کا یہ اعتقاد تھا کہ جنازہ حضور ﷺ کے سامنے ہے جیسا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: تمہارا بھائی نجاشی مرگیا، اٹھو، اس پر نماز پڑھو، پھر حضور ﷺ کھڑے ہوئے، صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں، پھر حضور ﷺ نے چار تکبیریں کہیں، صحابہ کو یہی ظن (خیال) تھا کہ نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہے۔ (صحیح ابن حبان جلد 5 صفحہ 40) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کے لیے ظاہر کردیا تھا، حضور ﷺ نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 349) (شرح الزرقانی علی مواہب جلد 8 صفحہ 187)

حضور ﷺ کی اپنی حیاتِ طیبہ میں دو یا تین واقعات ایسے ہیں جس میں آپ ﷺ نے بظاہر غائبانہ نمازِ جنازہ ادافرمائی، اس کے علاوہ بارہا صحابہ کرام کی شہادتوں یا وفات کی خبریں آتی تھیں۔ لیکن آپ ﷺ انکی غائبانہ نمازِ جنازہ نہ پڑھتے تھے۔ اس مسئلہ میں مزید تفصیل کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

(شرح صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 805) (مراۃ المناجیح جلد 2 صفحہ 461) (فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 317) (مومن کی وفات صفحہ 376)

سوال 13: مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا؟

جواب: مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی، ناجائز اور گناہ ہے بلکہ جنازہ کسی مسجد کے اندر داخل کرنا بھی مکروہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی اس کے لیے کچھ بھی نہیں (یعنی اسکو اجر نہیں ملے گا)

(سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1505 صفحہ 476)

مزید معلومات کیلئے: (فتاویٰ عالمگیری جلد1 صفحہ 409) (شرح صحیح مسلم جلد2 صفحہ 823) (وقار الفتاویٰ جلد2 صفحہ 343)

ہاں فقہائے کرام نے صرف عذر کی وجہ سے مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے اور عذر بھی ساتھ میں لکھ دیا ہے کہ بارش ایسی ہورہی ہو جس کی وجہ سے کھلی جگہ میں نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو پھر مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔

سوال 14: نمازِ جنازہ کے ساتھ نعت خوانی وذکر کرتے ہوئے جانا کیسا؟

جواب: نمازِ جنازہ کے ساتھ کلمہ طیبہ، نعت خوانی، درود وسلام اور ذکر اذکار کرتے ہوئے جانا، جائز و مستحسن

اور نزولِ رحمتِ الٰہی عزوجل کا باعث ہے۔ **اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشادفرماتا ہے: وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَر** ○ اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ (پارہ 21 سورہ العنکبوت آیت 45) **ایک اور مقام پر فرمایا:**

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ ○ یعنی جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔ (پارہ 3، سورہ آل عمران آیت 191) **ایک اور مقام پر کثرت سے ذکر کرنے کا بھی حکم فرمایا گیا ہے: وَاذْکُرُو اللّٰہَ کَثِیْرًا** ○ اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔ (پارہ 10 سورہ انفال آیت 45)

ایک مقام پر اور فرمایا: وَاذْکُرُو اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (پارہ 28، سورۃ جمعہ آیت 10) اور حدیث پاک میں ہے۔ (1) نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ہمیشہ تمہاری زبان ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1301، صفحہ 565) (2) سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جو جماعت اللہ عزوجل کا ذکر کرتی ہے انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں، رحمتِ الٰہی ان پر سایہ فگن ہوتی ہے، ان پر اطمینان قلب اُترتا ہے اور اللہ عزوجل اپنی مجلس (فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 1304 صفحہ 566) قرآن وحدیث کی ان نصوصِ صریحہ میں مطلق ذکر کے متعلق بیان کیا گیا ہے اور کثرت ذکر کا حکم دیا گیا ہے اس لیے نمازِ جنازہ کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے جانا جائز ہے۔ مزید اس مسئلہ کی وضاحت کیلئے: (فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 139 تا 158) اور (تفہیم المسائل جلد 3 صفحہ 96 تا 106 کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال 15: نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا کیسا؟

جواب: مسلمان کے مرنے کے بعد اس کے لیے دعا کرنا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور ان احادیث میں کسی وقت کی قید نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ''جب تم میت پر نمازِ جنازہ پڑھ چکو تو خلوصِ دل سے اس کے لیے دعا کرو۔'' (سنن ابو داؤد جلد 2 حدیث 1422 صفحہ 547) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا، نا صرف جائز بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے لیکن بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نمازِ جنازہ خود دعا ہے تو پھر اس کے بعد دعا کی کوئی ضرورت نہیں ہے ان سے یہ سوال ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ نمازِ جنازہ دعا ہے تو اس کے بعد عمر بھر دعا کرنا جائز نہیں یا کچھ خاص وقت میں دعا کرنا جائز نہیں؟ اگر پہلی بات کہتے ہیں تو احادیث کا انکار بلکہ

قرآن کا بھی انکار ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں مرنے والوں کے لیے دعا کا حکم ہے اور اگر کچھ خاص وقت میں دعا کو منع کرتے ہیں تو یہ بتائیں کہ ان کے پاس ممانعت کی کیا دلیل ہے؟ جو اعتراض نمازِ جنازہ کے بعد کی دعا میں کرتے ہیں وہی اعتراض ہر نماز کے بعد کی دعا میں بھی ہے کیونکہ ہر نماز میں سلام سے پہلے آخری کلمات دعا ہی کے ہیں پھر فرض نمازوں کے سلام کے بعد بھی دعا کو ناجائز ہونا چاہیے کیونکہ ابھی دعا کر چکا ہے اب دعا کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا منع کرنے والوں کی یہ دلیل بالکل لغو (فضول) ہے بعض فقہاء نے کراہت کا قول نقل کیا ہے، مگر ان کا مقصد یہ ہے کہ صفیں اس طرح باقی رکھتے ہوئے جس طرح نماز پڑھی تھی دعا مانگنا مکروہ ہے صفیں توڑ دینے کے بعد کراہت کا قول کسی نے بھی نقل نہیں کیا، اس لیے نمازِ جنازہ کے بعد دعا کرنا جائز و باعثِ ثواب ہے۔ مزید تفصیل کیلئے: (مراۃ المناجیح جلد 2 صفحہ 473) (فتاوىٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 224) (وقار الفتاوىٰ جلد 2 صفحہ 355) (تفہیم المسائل جلد 3 صفحہ 118) کا مطالعہ فرمائیں۔

☆☆......مَیّت کو غسل دینے کا بیان......☆☆

مَیّت کو غسل دینا فرضِ کفایہ ہے یعنی اگر بعض لوگوں نے مَیّت کو غسل دیدیا تو سب کے ذمہ سے غسل دینے کا فرض ساقط ہوگیا۔ مَیّت کو غسل دینا فرضِ کفایہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے حساب اجر وثواب حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مَیّت کو غسل دیا، اسے کفن پہنایا، اسے خوشبو لگائی، اسے کندھے پر اُٹھایا، اس پر نماز جنازہ پڑھی اور جو چیز اس نے میت میں دیکھی اسکو ظاہر نہ کیا تو وہ اپنے گناہوں سے یوں پاک ہوگیا جس طرح اس دن پاک ہوتا ہے جس دن اسے اسکی ماں جنتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1450 صفحہ 459) ایک اور حدیث پاک میں ہے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مَیّت کو کفن پہنائے تو اللہ عزوجل اس کو جنت کا ریشمی لباس پہنائے گا۔ (المستدرک جلد 1 حدیث 1307 صفحہ 712)

☆☆☆......میّت کو غسل دینے کا طریقه......☆☆☆

جس تختے پر مَیّت کو نہلانا ہو، اسے تین، پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی کوئی خوشبو لگا کر اس کو تختے کے اردگرد پھرائیں پھر تختے پر مَیّت کو اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں لٹاتے ہیں پھر ناف سے گھٹنوں سمیت کپڑے سے چُھپالیں، آج کل غسل کے دوران سفید کپڑا اڑھاتے ہیں اور بعد میں پانی لگنے سے بے

پردگی ہوتی ہے۔ اس لیے غسل دیتے وقت یا گہرے رنگ کا اتنا موٹا کپڑا ہونا چاہیے کہ جس پر پانی پڑنے سے ستر نہ چمکے اور اگر کپڑے کی دو تہیں کرلی جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اب نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے دونوں طرف استنجاء کروائے (یعنی پانی سے دھوئے) پھر غسّال اپنے ہاتھوں پر لپیٹے ہوئے کپڑے کو نکال دے اور ہاتھوں کو اچھی طرح صاف کرلے پھر میّت کو وضو کرائے: یعنی تین بار منہ پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ تین تین بار دھلائے پھر سر کا مسح کروائے پھر تین بار دونوں پاؤں دھلائے۔ میّت کے وضو میں پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونا، کُلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ البتہ کپڑا یا روئی بھگو کر دانتوں، مسوڑھوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر یا داڑھی کے بال ہوں تو ان کو دھوئیں، اب میّت کو بائیں (یعنی اُلٹی) کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتوں کا جوش دیا ہوا نیم گرم پانی (کیونکہ بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے میّت کو غسل دینے اور مَیّت کے جسم پر کافور ملنے میں یہ فائدہ ہے کہ بدن کا میل اچھی طرح صاف ہوجاتا ہے اور اس کے استعمال سے قبر میں کیڑے، مکوڑے اور موذی جانور قریب نہیں آتے) اگر یہ نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم سر سے پاؤں تک بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر سیدھی کروٹ لٹا کر بھی اسی طرح کریں پھر میّت کو ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ پیٹ کے نچلے حصے پر ہاتھ پھیریں اور اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں (دوبارہ وضو اور غسل کی حاجت نہیں) پھر آخر میں سر سے پاؤں تک تین بار کافور کا پانی بہائیں پھر کسی پاک کپڑے سے بدن آہستہ سے پونچھ (صاف کرکے) ایک بار سارے بدن پر پانی بہانا فرض اور تین بار سنت ہے۔ (فتاوىٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 399) (فتاوىٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 100 تا 104) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 810) (نماز کے احکام صفحہ 466)

☆☆......مَیّت کو کفن پہنانے کا طریقه......☆☆

کفن کو ایک تین، پانچ یا سات بار دھونی دے دیں پھر اس طرح بچھائیں کہ پہلے لفافہ یعنی بڑی چادر اس پر تہبند اور اس کے اوپر کفن رکھیں اب مَیّت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اب داڑھی پر (اگر نہ ہو تو ٹھوڑی پر) اور تمام جسم پر خوشبو ملیں، اور وہ اعضاء جن پر سجدہ کیا جاتا ہے یعنی پیشانی، ناک، ہاتھوں، گھٹنوں اور قدموں پر کافور لگائیں۔ پھر تہبند اُلٹی جانب سے پھر سیدھی جانب سے لپیٹیں۔ اب آخر میں لفافہ بھی اسی طرح پہلے اُلٹی جانب سے پھر سیدھی جانب سے لپیٹیں تاکہ سیدھا اوپر رہے پھر سر اور پاؤں

کی طرف سے باندھ دیں۔عورت کو کفن پہنانے کا یہ طریقہ ہے کہ کفنی پہنا کر اسکے بالوں کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینے پر ڈال دیں اور اوڑھنی کو آدھی پیٹھ کے نیچے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر نقاب کی طرح ڈال دیں کہ سینے پر رہے اور اسکا طُول (لمبائی) آدھی پُشت سے نیچے تک اور عرض (چوڑائی) ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہو (یعنی لوگ اوڑھنی اس طرح اُڑھاتے ہیں جس طرح عورتیں زندگی میں سر پر اوڑھتی ہیں یہ خلافِ سنت ہے) پھر بدستور تہبند ولفافہ یعنی چادر لپیٹیں، پھر آخر میں سینہ بند پستان کے اوپر والے حصے سے ران تک لا کر ڈوری سے باندھیں (آجکل عورتوں کے کفن میں بھی لفافہ ہی آخر میں رکھا جاتا ہے تو اگر کفن کے بعد سینہ بند رکھا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں مگر افضل ہے کہ سینہ بند سب سے آخر میں ہو)۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 404)(فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 100 تا 104)

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 820)(نماز کے احکام صفحہ 467)

☆☆......مَیّت کو دفن کرنے کا طریقہ......☆☆

جنازہ کو قبر سے قبلہ کی طرف رکھنا مستحب ہے تاکہ مَیّت قبلہ کی طرف سے قبر میں اُتاری جائے، اور قبر کی پائنتی (یعنی پاؤں کی جانب والی جگہ) رکھ کر سر کی طرف سے نہ لائیں پھر حسبِ ضرورت دو یا تین (بہتر یہ ہے کہ قوی اور نیک) آدمی قبر میں اتریں اور عورت کی مَیّت محارم اُتاریں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتے دار یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گاروں سے اُتروائیں۔عورت کی مَیّت کو اتارنے سے لے کر تختے لگانے تک کسی کپڑے سے چھپائیں رکھیں۔اور قبر میں اُتارتے وقت یہ دعا پڑھیں بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّتِ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ) پھر میت کو سیدھی کروٹ پر لٹائیں اور اسکا منہ قبلہ کی طرف کر دیں اور کفن کی بندش بھی کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں نہ کھولی تو بھی حرج نہیں، پھر قبر کو کچی اینٹوں سے (کیونکہ آگ میں پکی ہوئی اینٹیں قبر کے اندرونی حصے میں لگانا منع ہے) بند کر دیں اگر زمین نرم ہو تو لکڑی کے تختے لگانا بھی جائز ہے۔اب قبر پر مٹی ڈالی جائے۔مستحب یہ کہ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں، پہلی بار مٹی ڈالتے وقت مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ (یعنی ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا) دوسری بار وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ (یعنی اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے) تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی (یعنی اور پھر اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے) کہیں، اب باقی مٹی پھاوڑے وغیرہ سے ڈال

دیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی ہے اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے قبر اونٹ کے کوہان کی طرح ڈھال والی بنائیں چوکھونٹی (یعنی چار کونوں والی جیسا کہ آجکل تدفین کے کچھ روز بعد اکثر اینٹوں وغیرہ سے بناتے ہیں) نہ بنائیں، اور قبر ایک بالشت اُونچی ہو یا اس سے معمولی زیادہ ہو، تدفین کے بعد پانی چھڑکنا سنت ہے اس کے علاوہ بعد میں پودے وغیرہ کو پانی دینے کی غرض سے چھڑکیں تو جائز ہے، اور آجکل جو بلا وجہ قبروں پر پانی چھڑکا جاتا ہے یہ اسراف ہے، دفن کرنے کے بعد میت کے سرہانے الٓمّٓ تا مُفْلِحُوْن اور قدموں کی طرف اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے سورہ بقرہ کے آخر تک پڑھنا مستحب ہے، اس کے بعد مُردے کو تلقین کریں اور قبر کے سرہانے قبلہ رُو کھڑے ہو کر اذان دیں، قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تَر رہیں گے تسبیح کریں گے اور اس سے مَیّت کا دل بہلے گا۔حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی ایسی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے جس سے بچنا دشوار (مشکل) ہو، ان میں سے ایک شخص چغلی کھایا کرتا تھا، دوسرا پیشاب (کے قطروں) سے بچنے میں احتیاط نہیں کرتا تھا، پھر آپ ﷺ نے ایک سبز شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے، ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑ دیا اور دوسرا دوسری قبر پر، فرمایا: جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی، ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ جلد 1 حدیث 585 صفحہ 979)

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 410۔ فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 371۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 844۔ نماز کے احکام صفحہ 468)

☆☆......مَیّت کو غسل کفن دینے اور دفن کرنے کے متعلق مسائل......☆☆

سوال 1:مَیّت کو غسل دینے کے بعد بالوں میں کنگھی کرنا کیسا؟

جواب:مَیّت کی داڑھی یا سر کے بالوں میں کنگھی کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائز و گناہ و مکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹے ہوئے ہوں یا ناخن اور بال کاٹ لیے ہیں تو انہیں کفن میں ہی رکھ دیں۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 400)(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 816)

سوال 2: مَیّت کو نہلانے کے بعد ناک اور کان میں روئی رکھنا کیسا؟

جواب: مَیّت کو نہلانے کے بعد اگر ناک، کان، منہ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو حرج نہیں مگر بہتر ہے کہ نہ رکھیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 400) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 816)

سوال 3: کیا مَیّت کو نہلانے کے بعد غسّال کے لیے غسل کرنا ضروری ہے؟

جواب: مَیّت کو نہلانے کے بعد غسّال کے لئے غسل کر لینا مستحب ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 324)

سوال 4: بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو غسل میت دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ وہ اس کی عدت میں ہے لیکن شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، کیونکہ انتقال کے فوراً بعد نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 95) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 812)

سوال 5: مَیّت کی پیشانی اور سینہ پر کلمہ وغیرہ لکھنا کیسا؟

جواب: مَیّت کی پیشانی اور سینہ پر کلمہ یا بسم اللہ شریف لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی تو اس کے انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ لکھ دی گئی پھر کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا؟ کہا: جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو عذاب کے فرشتے آئے اور فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی تو کہا تُو عذاب سے بچ گیا۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھی اور سینہ پر کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھیں مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پہلے کلمہ کی اُنگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 108) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 848)

سوال 6: قبر میں شجرہ یا عہدنامہ رکھنا کیسا؟

جواب: قبر میں شجرہ یا عہدنامہ رکھنا جائز ہے اور اس کے علاوہ دیگر تبرکات بھی رکھ سکتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے لیے اپنا تہبند عنایت کیا اور فرمایا اسکو اسکے جسم کے ساتھ لگانا یعنی سب سے پہلے اسکو پہنانا تاکہ یہ جسم کے ساتھ چمٹا رہے اور اس کے برکات سے انہیں فائدہ پہنچے۔ (صحیح مسلم جلد 1 حدیث 206 صفحہ 756) اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت فرمایا: ایک بار رسول اللہ ﷺ قضاءِ حاجت کیلئے تشریف لے گئے تو میں ایک مشکیزہ لے کر آپکی خدمت میں گیا،

رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم مبارک کے ساتھ لگے ہوئے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا مجھے عنایت فرمادیا، اس مبارک چادر کو میں نے آج کے دن کیلئے محفوظ رکھا ہوا تھا ایک بار میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال اور ناخن تراشے اور ان مبارک بالوں اور ناخنوں کو بھی میں نے اسی دن کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو اس قمیض کو میرے جسم کے ساتھ لگا کے کفن میں شامل کرنا اور بالوں اور ناخنوں کو میرے منہ اور آنکھوں اور اعضاءِ سجود پر رکھ دینا۔ (شرح صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 790) شجرہ یا عہدنامہ قبر میں رکھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ مَیّت کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں اور مَیّت کے کفن پر عہدنامہ لکھنا جائز ہے بلکہ اس سے مغفرت کی امید ہے۔

(ملخصاً بہار شریعت جلد 1 صفحہ 848۔ فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 108)

سوال 7: مَیّت کو دفن کرنے کے بعد کتنی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے؟

جواب: مَیّت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ (نحر) کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے مَیّت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کے جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور مَیّت کیلئے دعا اور استغفار کریں اور یہ دعا کریں کہ سوالِ نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ جب مَیّت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو وہاں کھڑے ہو کر فرماتے، اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو اور اس کیلئے ثابت قدمی مانگو کیونکہ اب اس سے سوالات ہوں گے۔ (سنن ابوداؤد جلد 2 حدیث 1444، صفحہ 556) (ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 411۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 846۔ فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 377)

سوال 8: مَیّت کو کس رنگ کا اور کس کوالٹی کا کفن دینا چاہیے؟

جواب: مَیّت کو سفید رنگ کا اچھا کفن دینا چاہیے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں ہے (i) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید لباس پہنا کرو اور اس میں اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو کیونکہ دوسرے رنگوں کی بہ نسبت یہ زیادہ عمدہ اور پاکیزہ ہوتا ہے۔ (المستدرک جلد 1 حدیث 1309 صفحہ 713) (ii) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مَیّت کے ولی کو چاہیے کہ اسے اچھا کفن دے (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 982، صفحہ 513) اور کپڑے کی کوالٹی

کے لحاظ سے ایسا کفن دینا چاہیے جس کوالٹی کے عیدین و جمعہ کے لیے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس کوالٹی کا کفن ہونا چاہیے کہ حدیث پاک میں ہے: مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے (یعنی فخر کرتے اور خوش ہوتے) ہیں۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 403۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 818)

سوال 9: قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد ہاتھ سے مٹی جھاڑ دینا کیسا؟

جواب: قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد ہاتھ میں جو مٹی لگتی ہے اسے جھاڑ دیں یا دھوڈالیں دونوں میں اختیار ہے

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 845)

سوال 10: قبر کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر اور چوڑائی مَیّت کے آدھے قد کے برابر اور گہرائی بہتر یہ ہے کہ قد کے برابر ہو، کیونکہ اس میں دو فائدے ہیں، پہلا یہ کہ اگر مَیّت کا جسم سڑتا ہے تو اس کی بدبو نہیں پھیلے گی دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قبر زیادہ گہری ہونے سے مَیّت بچّھو نام کے گوشت خور جانور سے محفوظ رہتی ہے اور گہرائی میں متوسط (درمیانہ) درجہ یہ ہے کہ سینہ تک ہو۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 410۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 843۔ فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 451)

سوال 11: بعض لوگ قبرستان میں مٹھائی وغیرہ لے کر جاتے ہیں اور قبر کے پاس جاکر ڈال دیتے ہیں تاکہ چیونٹیاں اس مٹھائی کو کھائیں اور مردے کو کچھ نہ کہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: جس طرح علمائے کرام نے روٹی ساتھ لے جانے سے منع کیا ہے اسی طرح مٹھائی سے بھی منع کیا ہے اور یہ نیت کہ چیونٹیاں اس مٹھائی کو کھائیں اور مردے کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اسکے کہ چیونٹیوں کو مٹھائی ڈالی جائے، مساکین صالحین (یعنی نیک و پارسا، غریبوں) میں تقسیم کر دی جائے یہ بہتر ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ 3 صفحہ 348)

سوال 12: قبر پر اگربتی یا چراغ جلانا کیسا؟

جواب: قبر پر اگربتی یا چراغ وغیرہ جلانا ممنوع ہے، ہاں قبر سے ہٹ کر ایک طرف ضرورتاً اگربتی اور چراغ جلا سکتے ہیں۔ (مگر اگربتی کو قبر کے اوپر نہ لگائیں بلکہ قبر کے اردگرد لگائیں) مثلاً رات میں دفن کرتے

وقت یا قبر پر زائرین (زیارت کرنے والے) آتے ہیں۔ ان کی سہولت کے لیے اس طرح وہاں مجمع ہو تو خوشبو سلگانے کے لیے اگربتی جلا سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 525)(وقارالفتاویٰ جلد 2 صفحہ 368)

سوال 13: قبروں پر پانی چھڑکنا کیسا؟

جواب: مَیّت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے اور اسکا فائدہ یہ ہے کہ قبر دیر تک قائم رہتی ہے مٹی جم جاتی ہے اور قبر پختہ ہو جاتی ہے اور قبر کا نشان جلدی نہیں مٹتا۔ اور اس کے علاوہ اگر حاجت ہو تو پانی چھڑکنے کی اجازت ہے مثلاً قبر پر گھاس کا لگے ہونا، یا دیگر پودے لگے ہونا اور اگر حاجت نہ ہو تو پانی چھڑکنا اسراف (پانی کا ضائع کرنا ہے) اور پانی ضائع کرنا جائز نہیں۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 373)

سوال 14: قبر کو پختہ کرنا کیسا؟

جواب: عام لوگوں کی قبر کو پختہ نہ کرنا بہتر ہے لیکن اگر کریں تو اندر سے نہ کریں اور علماء کرام و سادات کرام اور دینی عظمت رکھنے والے لوگوں کی قبروں کو اُوپر سے پختہ کرنا جائز ہے اور ان پر قُبّہ و عمارت بنانی چاہیے اس سے انکی قبر دوسری قبروں سے ممتاز ہوگی اور لوگوں کے دلوں میں انکی قدر پیدا ہوگی کہ یہ کسی بندۂ خاص کی قبر ہے صرف اندر سے قبر کو پختہ کرنا منع ہے اور جو قبروں کو پختہ نہ کرنے کی ممانعت آئی ہے وہ اس بارے میں ہے کہ اندر سے قبر کو پختہ کرنا (جہاں میت موجود ہے) منع ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 425۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 846۔ وقارالفتاویٰ جلد 2 صفحہ 363)

سوال 15: قبر پر بطورِ علامت کتبہ لگانا اور نام لکھنا کیسا؟

جواب: قبر پر بطورِ ضرورت و علامت کتبہ لگانا اور نام لکھنا جائز ہے اور اس بارے میں جو ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے۔ (ملخصاً مراۃ المناجیح جلد 2 صفحہ 488۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 846۔ شرح صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 814)

سوال 16: قبر کے اندر چٹائی بچھانا کیسا؟

جواب: قبر کے اندر چٹائی بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 843)(الدرالمختار جلد 3 صفحہ 164)

سوال 17: قبرستان میں عورتوں کا جانا کیسا؟

جواب: عورتوں کا قبرستان اور مزارات پر جانا منع ہے۔ ان کے لیے بہتر ہے کہ گھر سے ہی ایصالِ ثواب

کریں۔ مزید تفصیل کیلئے (فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 541 تا 564۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 848)

سوال 18: قبر کو بوسہ دینا اور اسے سجدہ کرنا کیسا؟

جواب: قبر کو بوسہ دینے کو بعض علماء نے جائز قرار دیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے اور قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے اس لیے نہ قبر کو ہاتھ لگایا جائے اور نہ ہی بوسہ دیا جائے اور بالخصوص مزارات اولیاء پر حاضری دینے کا طریقہ یہ ہے کہ کم ازکم مزار سے چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھی جائے، یہی ادب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 526) (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 850) (احکام شریعت صفحہ 251)

سوال 19: مزارات پر حاضری دینے کا بہتر طریقہ کونسا ہے؟

جواب: مزارات پر حاضری دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو شخص مزار پر جائے وہ صاحبِ مزار کے قدموں کی طرف سے حاضر ہو کیونکہ پیچھے سے آنے کی صورت میں انہیں مڑ کر دیکھنے کی زحمت ہوتی ہے پھر قبلہ کو پیٹھ اور صاحب مزار کے چہرے کی طرف رُخ کر کے کم ازکم چار ہاتھ (2 گز) دور کھڑا ہو اور اس طرح سلام عرض کرے، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ وَرَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر ایک بار سورۃ فاتحہ اور 11 بار سورۃ اخلاص (اوّل وآخر ایک بار درود پاک) پڑھ کر ہاتھ اُٹھا کر ایصال ثواب کرے اور دعا مانگے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 528) (فاتحہ کا طریقہ صفحہ 25) (فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 294)

سوال 20: قبرستان میں داخل ہوتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہیے؟

جواب: قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ فِي الْاَثَرِ (ا) یعنی اے اہل قبور، تمہیں سلام ہو اللہ تعالیٰ تمہاری اور ہماری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے پہنچے اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے آنے والے ہیں۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1042، صفحہ 540)

☆☆...... ایصالِ ثواب کا بیان ......☆☆

ایصالِ ثواب کا مطلب ہے نیک اعمال کا ثواب اپنے مسلمان بھائی کو پہنچانا، خواہ وہ زندہ ہو یا انتقال کر چکا ہو تو اسے ایصال ثواب کرنا جائز ہے، اور ایصالِ ثواب کی تقاریب (تیجہ، چہلم، برسی اور گیارہویں

شریف اور بزرگان دین کے عرس مبارک منانا جائز ہے کہ یہ بھی ایصالِ ثواب ہی کے ذرائع ہیں، جبکہ بعض افراد کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر بندے کے اپنے اپنے اعمال ہیں کوئی کسی کو اپنے عمل سے فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ایسے لوگ تیجہ، چہلم، برسی، گیارہویں شریف وغیرہ کو جہالت کی وجہ سے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب چیزیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ **اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔**

(1) وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ o

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

(پارہ 28: سورۃ حشر: آیت: 10)

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ فوت شدہ کیلئے بعد میں آنے والے ان کے لئے دعائے مغفرت کریں گے تو اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرما دے گا اور وفات یافتہ لوگوں کو اپنے اعمال کے علاوہ زندوں کی دعا سے نفع حاصل ہوتا ہے اور ایصال ثواب کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ کچھ پڑھ کر مردوں کو ثواب پہنچایا جائے تاکہ انہیں اس سے نفع حاصل ہو اور انکی بخشش ومغفرت کا سامان ہو ایک اور آیت مبارکہ میں ہے

(2) رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ o

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں، باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ (پارہ 13: سورہ ابراہیم: آیت 41,40)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ وفات یافتہ لوگوں کیلئے دعائے مغفرت کرنا جائز ہے اور یہ دعائے مغفرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے اور ہر مسلمان نماز میں اس دعا کو پڑھتا ہے۔ اور احادیثِ مبارکہ میں ہے۔ (1) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایسا مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کی ٹانگیں، پشت اور آنکھیں سیاہ ہوں اسے پیش کیا گیا تاکہ آپ ﷺ اس کی قربانی کریں، نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا، اے عائشہ چھری لاؤ پھر فرمایا، اسے پتھر پر تیز کرلو، آپ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا پھر آپ ﷺ نے چُھری پکڑی اور مینڈھے کو پکڑ کر اسے لٹایا اور پھر اسے ذبح کر دیا اور پڑھا بسم اللہ پھر دعا کی اے اللہ، محمد ﷺ آل محمد ﷺ اور

محمد ﷺ کی اُمت کی جانب سے اسے قبول کر،سیدہ عائشہ فرماتی ہیں پھر آپ ﷺ نے اسکی قربانی کر دی۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی جلد2 حدیث 4976 صفحہ 814)(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے ہاں مگر تین چیزوں کا فائدہ جاری رہتا ہے۔(i) صدقہ جاریہ کا(ii) اس علم (دین) کا جس کے سبب سے دوسرے لوگوں کو نفع پہنچے (iii) اور نیک اولاد جو انسان کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔(سنن نسائی: کتاب الوصایا: جلد 2: حدیث 3653: صفحہ 516)(3) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میری والدہ فوت ہوئیں تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہوگئی ہیں کیا میں انکی طرف سے کچھ خیرات اور صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، ثواب کے لحاظ سے کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا، پانی پلانا، پھر آپ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا، یہ مدینہ منورہ میں حضرت اُم سعد کی سبیل ہے،(یعنی انکی ماں کے ایصالِ ثواب کیلئے ہے)۔ (سنن نسائی کتاب الوصایا جلد 2 حدیث 3667 صفحہ 519)

اس وقت پانی کی شدید ضرورت تھی تو نبی پاک ﷺ نے پانی کا کنواں کھدوانے کا صحابی کو ارشاد فرمایا ،اور جس جگہ پانی کی شدید ضرورت ہو وہاں تالاب، نہر یا کنواں کھدوانا اور آج کے جدید دور میں جو پانی حاصل کرنے کے ذرائع ہیں انکے ذریعے انسانوں کو پانی فراہم کرنا یقیناً افضل صدقہ ہے۔(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور مال بھی چھوڑ گئے ہیں مگر انہوں نے وصیت نہیں کی تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو ان کیلئے صدقہ (گناہوں کا) کفارہ اور موجبِ نجات (یعنی نجات کا باعث) ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں ہو سکتا ہے۔ (سنن نسائی کتاب الوصایا جلد 2 حدیث 3654 صفحہ 516) (5) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب اہل خانہ میں کوئی اپنے فوت شدہ عزیز کیلئے صدقہ وخیرات کر کے ایصالِ ثواب کرتا ہے تو اس کے اس ثواب کا تحفہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک خوبصورت تھال میں رکھ کر اس قبر والے کے سرہانے جا کر پیش کرتے ہیں کہ تیرے فلاں عزیز نے یہ ثواب کا تحفہ بھیجا ہے تو اسے قبول کر وہ شخص اسے قبول کر لیتا ہے اور اس پر خوش ہوتا ہے اور دوسرے قبر والوں کو خوشخبری سناتا ہے اور اس کے پڑوسیوں میں سے جن کو اس قسم کا تحفہ نہیں ملا

ہوتا تو وہ غمگین ہوتے ہیں۔(المعجم الاوسط: جلد 7: حدیث 6500: صفحہ 280)(6) سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص قبرستان سے گزرا اور اس نے سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھی پھر یہ دعا مانگی، یا اللہ عزوجل میں نے جو کچھ قرآن پڑھا اس کا ثواب مومن مرد و عورت دونوں کو پہنچا، تو وہ قبر والے قیامت کے روز اس ایصالِ ثواب کرنے والے کے سفارشی ہونگے۔(شرح الصدور صفحہ 461)(7) سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری امت گناہ سمیت قبر میں داخل ہوگی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہوگی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔(طبرانی اوسط: جلد 1: حدیث 1879: صفحہ 509)(8) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو گویا اس نے اپنی طرف سے بھی حج کر لیا اور اسے دس حج کرنے کا ثواب ملے گا(دارقطنی جلد 2 حدیث 2587 صفحہ 775)(9) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب تم میں سے کوئی کچھ خیرات کرے تو چاہیے کہ اسے اپنے والدین کی طرف سے کرے اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے (یعنی خیرات کرنے والے کے) ثواب میں کوئی کمی بھی نہیں آئے گی۔

(شعب الایمان: جلد 6: حدیث 7911: صفحہ 205)

احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہو گیا کہ ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے اور یاد رکھیے یہ بھی جائز ہے کہ مسلمانوں کا گائے یا بکرے وغیرہ کو بزرگوں کی طرف سے منسوب کرنا مثلاً یہ کہنا کہ یہ حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کا بکرا ہے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ یہ بکرا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ایصالِ ثواب کیلئے ہے اور ویسے بھی قربانی کے جانور کو بھی تو لوگ ایک دوسرے کی جانب منسوب کرتے ہی ہیں، مثلاً کوئی اپنی قربانی کی گائے یا بکرا لئے چلا آ رہا ہو، اگر آپ اس سے پوچھیں کہ یہ کس کی ہے؟ تو وہ یہ ہی جواب دے گا کہ میری گائے میرا بکرا ہے، جب یہ کہنے والے پر اعتراض نہیں تو غوث پاک کا بکرا کہنے والے پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا، حقیقت میں ہر چیز کا مالک اللہ عزوجل ہے اور قربانی کی گائے ہو یا غوث پاک کا بکرا، ہر ذبیحہ کے ذبح کے وقت اللہ عزوجل ہی کا نام لیا جاتا ہے، اللہ عزوجل وسوسوں سے نجات عطاء فرمائے۔

سوال 1: تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا کیسا؟

جواب: تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا جائز ہے۔ جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی قبر پر اذان

دی جائے اور تلقین بھی لازمی کی جائے کہ ایسا کرنے سے مرنے والے کی زبردست امداد ہوگی۔قبر پر اذان دینے اور تلقین کے ثبوت بھی یہاں پر عرض کردیتا ہوں تاکہ کوئی شخص وسوسوں کا شکار نہ ہو۔امام ترمذی اپنی کتاب نوادر الاصول میں امام اجل حضرت سفیان ثوری ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو شیطان اس پر ظاہر ہوجاتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے، یعنی میں تیرا رب ہوں، اس لئے حکم آیا کہ مَیّت کیلئے جوابات میں ثابت قدم رہنے کی دعا کیا کرو۔(نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول: صفحہ 323) ثابت ہوا کہ منکر نکیر کے سوالات کے وقت شیطان قبر میں خلل انداز ہوتا ہے اور جواب دینے میں مردے کو بہکاتا ہے، یہ وہ نازک مرحلہ ہے، کہ اس وقت مَیّت کے جواب میں ثابت قدم رہنا ضروری بلکہ اشد ضروری ہے مَیّت کو ثابت قدم رکھنے کیلئے احادیث مبارکہ میں حکم آیا ہے کہ اللہ ﷯ سے دعا کرو کہ اے اللہ اسے شیطان سے محفوظ رکھ اور شیطان سے محفوظ رہنے کیلئے اسکو بھگانا بھی ضروری ہے، اگر شیطان بھاگ جائے تو اب مردے کو بہکانا ناممکن ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کو کس طرح بھگائیں؟ یاد رکھیے اس کا حل بھی ہمارے پیارے رحیم وکریم آقا ومولیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔چنانچہ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوُز مارتا (یعنی ہوا خارج کرتا) ہوا بھاگتا ہے (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ جلد 1 حادیث 761 صفحہ 1096) اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہمارا کوئی مسلمان فوت ہوجائے تو اس کی قبر پر اذان دیں کہ یہ جائز ہے مگر بعض لوگ اس پر بہت زیادہ اعتراض کرتے ہیں۔کہ تم اذان تو دیتے ہو جماعت تو کرواتے نہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ اذان دینے کے لئے جماعت یا نماز کا قائم کرنا فرض یا واجب نہیں ہے کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں بھی اذان دی جاتی ہے مگر جماعت قائم نہیں کی جاتی اسی طرح حدیث پاک میں خوف، ڈر یا پریشانی کی حالت میں اذان دینے کے بارے میں بھی آیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت علی ﷛ کو غمگین دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے علی ﷛! میں تمہیں غمگین پاتا ہوں، اپنے گھر والوں میں سے کسی سے کہو کہ وہ تمہارے کان میں اذان کہیں کہ اذان غم اور پریشانی کو دفع کرتی ہے۔(مرقاۃ المفاتیح: جلد 2 : صفحہ 149) اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ان احادیث پر عمل کریں اور اپنے مرحومین کی قبر پر اذان ضرور دیں

اور لوگوں کے وسوسوں کی طرف دھیان مت دیں۔

سوال 2: مردے کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنا کیسا؟

جواب: مُردے کو دفن کرنے بعد تلقین کرنا جائز ہے اور تلقین کرنے کا مقصد میت کو منکر نکیر کے سوالات کے جوابات سکھانا ہے اور بعد دفن مُردے کو تلقین کرنا حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی انتقال کرجائے اور تم اسے مٹی دے چکو تو تم میں سے ایک شخص اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہوکر کہے کہا **اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدٍ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ﷺ وَاَنَّکَ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا وَبِالْقُرْآنِ اِمَامًا۔** (اے فلاں بن فلانہ (یعنی اس میت کا نام اور اس کی ماں کا نام لیا جائے) وہ مردہ اس کو سنے گا اور جواب نہ دے گا، پھر دوسری مرتبہ کہے کہ اے فلاں بن فلانہ، وہ مردہ سیدھا ہوکر بیٹھ جائے گا، پھر تیسری مرتبہ کہے کہ اے فلاں بن فلانہ وہ مردہ کہے گا کہ ہمیں ارشاد کر، اللہ ﷯ تجھ پر رحم فرمائے۔اور ارشاد فرمایا: مردہ جواب دیتا ہے اس کی زندوں کو خبر نہیں ہوتی پھر اس طرح تلقین کرے کہ یاد کر اس عقیدے کو جس پر تو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اللہ ﷯ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور آخری رسول ہیں اور یہ کہ تو اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین حق ہونے پر، اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا)، پھر فرمایا اس پر (یعنی لوگوں کے اس طرح تلقین کرنے پر) منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے کہ چلو، اس کے پاس کیا ٹھہریں جس کو لوگ اس کی حُجّت سکھا چکے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو پھر کس طرح اس کو پکارا جائے؟ فرمایا، پھر حضرت حوا (رضی اللہ عنہا) کی طرف نسبت کرے۔(المعجم الکبیر جلد 8 حدیث 7979 صفحہ 298) حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ میت کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنا شرعاً جائز اور مستحسن ہے اور اس کے منع ہونے پر قرآن وحدیث میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کی میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے قریب کھڑے ہوکر تلقین کریں اور اجر وثواب کے حقدار بنیں۔اللہ ﷯ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق دے۔آمین

☆☆☆......روزے کا بیان......☆☆☆

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(1) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں (یعنی تم سے پہلے لوگوں) پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اسکے (یعنی رمضان کے) روزے اور دنوں میں (رکھے) اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ میں ایک مسکین کا کھانا (بطورِ فدیہ دیں) پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔

(پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 183,184)

(2) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ۝

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُترا لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو۔ (پارہ 2 سورہ بقرہ، آیت 175)

☆☆☆......روزے کے متعلق احادیث مبارکہ......☆☆☆

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ (جہنم کی آگ سے) ڈھال ہے۔ پس کوئی شخص (روزے میں) نہ فحش بات کرے نہ جہالت کی بات کرے اگر کوئی شخص اس سے جھگڑا کرے یا اس کو گالی دے تو اس کو دو مرتبہ کہنا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں اور اس بات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری (محمد ﷺ) کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بُو ضرور اللہ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے بہتر ہے، وہ اپنے کھانے اور پینے کو اور اپنے نفس کے تقاضوں کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا اور نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث 1896 صفحہ 365)

(2) حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے سوا کوئی اور داخل نہیں ہوگا کہا جائے گا، روزہ رکھنے والے کہاں ہیں پھر روزہ دار کھڑے ہوں گے اس دروازہ سے ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا پھر جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا اور پھر اس سے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث 1896 صفحہ 374)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے شبِ قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اور اسکے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اور جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث 1901 صفحہ 383)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے (روزہ رکھ کر بھی) جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے اور پینے کے چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الصوم حدیث 1903 صفحہ 384)

(5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص (روزے میں) بھول کر کھا لے اور پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے (کیونکہ) اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث 1933 صفحہ 426)

(6) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سحری کھایا کرو سحری کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام حدیث 2445، صفحہ 81)

(7) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بھی ایک دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کو اس کے چہرے سے ستر سال کی مسافت تک دور کردے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام حدیث 2607 صفحہ 147)

(8) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے بغیر شرعی اجازت اور بیماری کے رمضان شریف کا ایک روزہ بھی توڑا (یا چھوڑ دیا) تو اسے عمر بھر کے روزے بھی کفایت نہیں کرسکتے۔ (سنن ترمذی جلد 1 ابواب الصوم حدیث 701 صفحہ 395)

(9) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اوپر روزہ لازم کرلو۔ کیونکہ کوئی دوسرا عمل اس کے برابر نہیں ہے۔

(سنن نسائی کتاب الصیام جلد 2 حدیث 2222 صفحہ 57)

(10) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر روزہ دار افطار کرنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جہنم سے آزادی پانے والے ہیں اور یہ اعلان ہر رات ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام جلد 1 حدیث 1632 صفحہ 514)

(11) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الصیام جلد 1، حدیث 1734 صفحہ 541)

(12) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین بھر اُسے سونا دیا جائے جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ اس کا ثواب تو قیامت کے ہی دن ملے گا۔ (مسند ابی یعلی جلد 5 حدیث 6104 صفحہ 353)

(13) حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔

(صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصیام جلد 3 حدیث 1886 صفحہ 190)

(14) حضرت سیدنا ضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماہ رمضان میں گھر والوں کے خرچ میں کشادگی کرو کیونکہ ماہ رمضان میں خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔ (الجامع الصغیر حدیث 2716 صفحہ 162)

(15) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں ہم حاضر ہوئے جب آپ ﷺ منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے کہا: آمین دوسرے پر چڑھے کہا: آمین، تیسرے پر چڑھے کہا: آمین جب منبر سے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی آج ہم نے آپ ﷺ سے ایسی بات سنی کہ کبھی نہ سنتے تھے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے آکر عرض کی وہ شخص دور ہو جس نے رمضان پایا اور مغفرت نہ کرائی میں نے کہا (آمین) جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو کہا وہ شخص دور ہو جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا: آمین۔ جب تیسرے درجہ پر چڑھا کہا وہ شخص دور ہو جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور انکی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے۔ میں نے کہا: آمین (المستدرک، کتاب البر والصلۃ جلد 5، حدیث 7338 صفحہ 212)

(16) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا روزہ اور قرآن بندے کے لیے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے رب عزوجل میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما قرآن کہے گا اے رب عزوجل میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما تو دونوں شفاعتیں قبول ہوں گی۔ (المسند امام احمد بن حنبل جلد 2 حدیث 6637 صفحہ 586)

☆☆☆......روزے کے مسائل......☆☆☆

سوال 1: بغیر سحری کے روزہ رکھنا کیسا؟

جواب: بغیر سحری کے روزہ رکھنا جائز ہے روزہ ہو جاتا ہے کیونکہ روزے کیلئے سحری کرنا شرط نہیں ہے اسی طرح کسی کی آنکھ سحری میں نہ کُھلی اور وقت گزر گیا تو بغیر سحری کے روزہ رکھ سکتا ہے۔ روزہ ہو جائے گا مگر مستحب یہ ہے کہ سحری کھا کر روزہ رکھے کہ حدیث پاک میں اسکی بہت فضیلتیں آئی ہیں۔ (1) نبی کریم

ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ ﷻ اور اُسکے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔(صحیح ابن حبان جلد 5 حدیث 3458 صفحہ 194)(2) نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: سحری پوری کی پوری برکت ہے پس تم اسے نہ چھوڑو چاہے یہی ہو کہ تم پانی کا ایک گھونٹ پی لو، بیشک اللہ ﷻ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں سحری کرنے والوں پر۔(مسند امام احمد بن حنبل جلد 4 حدیث 11396 صفحہ 88)(3) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث 1923 صفحہ 411)

سوال 4: روزے کی حالت میں مسواک یا ٹوتھ پیسٹ کرنا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے بلکہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا سنت اور باعثِ جزا (ثواب) ہے لیکن اگر مسواک چبانے سے ریشے چھوٹیں یا مزہ (حلق میں) محسوس ہو تو ایسی مسواک روزے میں نہیں کرنی چاہیے برش کا حکم بھی مسواک ہی کی طرح ہے البتہ اس بات کی احتیاط کریں کہ ٹوتھ پیسٹ کے ذرات حلق میں نہ جائیں اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر کے وقت مسواک نہیں کرنی چاہیے کہ مکروہ ہے یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 511۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 997۔ تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 191۔ فتاویٰ بریلی صفحہ 203)

سوال 5: کن ایام میں روزہ رکھنا حرام ہے؟

جواب: عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور 11، 12، 13 ذی الحج کے دن روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 10۔ فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 342۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 967)

سوال 6: مُشّت زنی (یعنی اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر غسل واجب کرلینا) کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: مُشّت زنی کے سبب اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کیساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلی تو غسل واجب ہو جائے گا اور روزہ کی حالت میں روزہ یاد ہوتے ہوئے یہ کام کیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور یہ نہایت بُرا فعل ہے حدیث پاک میں ایسے شخص پر لعنت کی گئی ہے لہٰذا اس سے توبہ کرنا لازم ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 23۔ فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 168۔ بہارشریعت جلد 1 صفحہ 989)

سوال 7: روزے کی حالت میں جھوٹ، غیبت، چغلی کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینا، بیہودہ بات کرنا، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں اور روزہ کی حالت میں تو اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے اور روزے کی نورانیت چلی جاتی ہے احادیث مبارکہ میں بھی اسکے متعلق وعیدیں آئی ہیں۔(i) نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: جو بُری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا اور جھوٹ بولنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث 1903 صفحہ 384)

(ii) نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں روزہ سے سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ انہیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔(سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1679 صفحہ 526)(iii) نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: روزہ صرف کھانے پینے سے رُکنے کا نام نہیں ہے بلکہ لغو (فضول) اور بیہودہ باتوں سے بچنا، اصل روزہ ہے اور اگر تمہیں کوئی گالی دے اور بُرا بھلا کہے تو تم آگے سے صرف اتنا کہہ دو کہ میں روزے دار ہوں۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1570 صفحہ 99)

(iv) نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: روزہ سپر ہے جب تک اسے پھاڑا نہ ہو عرض کی گئی کس چیز سے پھاڑا جائے گا، ارشادفرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔ (المعجم الاوسط جلد 3 حدیث 4536 صفحہ 264)

(v) نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو وہ بے حیائی کی باتیں نہ کرے، نہ جہالت کا اظہار کرے اور نہ شور کرے اور کوئی شخص اسکو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے چاہیے کہ اُسے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1680 ص 526) اس لیے ہمیں روزے کی حالت میں بھی اور اس کے علاوہ بھی گناہوں سے بچنا چاہیے۔

سوال 8: اگر روزہ کی حالت میں منہ میں مکھی چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں اگر مکھی منہ میں چلی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر قصداً (جان بوجھ کر) نگلی تو روزہ جاتا رہے گا۔ (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 983)

سوال 9: اگر روزہ کے دوران کھٹی ڈکاریں آئیں تو اس سے روزہ پر کوئی فرق پڑے گا یا نہیں؟

جواب: روزے کے دوران کھٹی ڈکاریں آنے سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10، صفحہ 486)

سوال 10: دھواں اور گرد وغبار کے حلق میں چلے جانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: دھواں یا گرد وغبار کے حلق میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر جان بوجھ کر حلق میں پہنچایا (مثلاً اگر بتی جل رہی تھی اور اس کی طرف منہ کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا تو اب روزہ جاتا رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 492۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 982۔ روزے کے جدید مسائل صفحہ 19)

سوال 11: وضو یا غسل کرنے کے بعد کچھ تری منہ میں رہ جاتی ہے اسے نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: وضو یا غسل میں کلی کرنے کے بعد منہ میں کچھ تری باقی رہ جاتی ہے اسکو نگل لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 982۔ فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 496)

سوال 12: روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے کے متعلق علمائے کرام کی دو رائے ہیں بعض کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور بعض کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا اس لیے اگر شدید حاجت ہو تو روزے کی حالت میں انجکشن لگوالیا جائے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 516۔ فتاویٰ مصطفویہ صفحہ 10۔ روزے کے جدید مسائل صفحہ 22۔ فتاویٰ بریلی شریف صفحہ 359) اور اگر شدید حاجت نہ ہو تو روزے کی حالت میں انجکشن نہ لگوایا جائے کہ بچنا بہتر ہے۔

سوال 13: روزے کی حالت میں خواتین کا میک اپ کرنا، لپ اسٹک لگانا، ہیر کٹنگ کرانا کیسا ہے؟

جواب: روزے کی حالت میں خواتین کا میک اپ، کرنا جائز ہے بشرطیکہ غیر محرم مردوں کے سامنے بے پردگی اور نمود ونمائش مقصود نہ ہو، اور لپ اسٹک لگانا جائز ہے بشرطیکہ اس کے اجزاء ترکیبی میں کوئی ناپاک چیز شامل نہ ہو اور اگر لپ اسٹک واٹر پروف ہے اور اس کے لگے رہنے کی وجہ سے ہونٹوں کی جلد وضو کے دوران پانی سے تر نہیں ہوتی تو وضو مکمل طور پر ادا نہیں ہوگا۔ اور ایسے نا تمام وضو سے نماز صحیح ادا نہیں ہوگی

اور جو چیز کسی شرعی فرض کی صحتِ ادا میں مانع (رکاوٹ) بن جائے وہ جائز نہیں ہے۔ ہیئر کٹنگ اگر معمولی مقدار میں ہو مثلاً لمبائی میں بالوں کو برابر رکھنا ہو تو اس حد تک جائز اور اگر اتنی مقدار ہو جس سے مردوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہو تو ناجائز ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 697، صفحہ 242)

(تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 190)

سوال 14: روزے کی حالت میں کسی ضرورت مند مریض کو خون دینا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں ضرورت مند مریض کو خون دینا یا اپنے کسی ٹیسٹ کیلئے خون دینا جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ حدیثِ پاک میں ہے کہ بدن میں کوئی چیز جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے نہ کہ خارج ہونے سے۔ البتہ اتنا زیادہ خون نہ نکالا جائے کہ روزہ پورا کرنے کی استطاعت باقی نہ رہے۔

(تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 194۔ روزے کے مسائل صفحہ 21)

سوال 15: اگر روزے کی حالت میں دانتوں سے خون نکل آئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں دانتوں سے خون نکلا اور حلق سے نیچے نہ اُترا تو اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (الدر المختار جلد 3 صفحہ 421۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 983)

سوال 16: روزے کی حالت میں انہیلر کا استعمال کرنا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں انہیلر استعمال کرنا جائز نہیں اگر استعمال کیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (تفہیم المسائل جلد 2، صفحہ 190۔ فتاویٰ بریلی شریف صفحہ 360۔ روزے کے جدید مسائل صفحہ 33)

سوال 17: اگر روزے کی حالت میں آنسو کے قطرات منہ میں چلے جائیں تو روزے کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: روزے کی حالت میں آنسو کے ایک یا دو قطرات منہ میں چلے گئے اور حلق سے نیچے اُتر گئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر زیادہ قطرات منہ میں چلے جائیں کہ ان کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 21۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 988)

سوال 18: روزے کی حالت میں خوشبو سونگھنا اور اسے کپڑوں پر لگانا اور بال و ناخن کٹوانا کیسا اور ان میں تیل لگانا کیسا؟

جواب: روزے کی حالت میں خوشبو سونگھنا اور اسے کپڑوں پر لگانا جائز ہے اسی طرح روزے کی حالت میں ناخن اور بال بھی کٹوا سکتے ہیں اور بالوں کو تیل بھی لگا سکتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 511۔فتاویٰ بریلی صفحہ 358۔تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 188)

سوال 19: اگر کوئی شخص اس وقت اٹھے کہ سحری کا وقت بہت کم رہ گیا ہو اور غسل بھی واجب ہو تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اس صورت میں ہاتھ دھو کر کلی کر لیں اور ناک میں پانی چڑھا لیں پھر سحری کر لیں اور سحری کرنے کے بعد سہولت کے مطابق غسل کر لیں اس سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑیگا۔البتہ غسل جنابت میں اتنی تاخیر نہ کی جائے کہ ایک فرض نماز کا وقت نکل جائے۔

(تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 188۔روزے کے جدید مسائل صفحہ 48)

سوال 20: اگر روزہ دار کے جسم میں کہیں زخم ہو اور اس میں سے خون یا پیپ وغیرہ نکل جائے تو اس سے روزے پر اثر پڑے گا یا نہیں؟

جواب: جسم سے خون یا پیپ نکلنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (فتاویٰ بریلی صفحہ 312)

سوال 21: افطاری کی مسنون دعا روزہ کھولنے سے پہلے پڑھنی چاہیے یا روزہ کھولنے کے بعد پڑھنی چاہیے؟

جواب: افطاری کی مسنون دعا روزہ کھولنے کے بعد پڑھنی چاہیے، اس لیے افطاری کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے اور افطاری کے بعد یہ مسنون دعا پڑھ لی جائے: حدیث پاک میں ہے: جب نبی کریم ﷺ افطاری فرمالیتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ :

(سنن ابوداؤد جلد 2، حدیث 586، صفحہ 229)

(فتاویٰ رضویہ جلد 10، صفحہ 633۔فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 516۔تفہیم المسائل جلد 2، صفحہ 188)

سوال 22: اگر روزے کی حالت میں قے آجائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں اگر خود بخود قے آجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے قے منہ بھر ہو یا نہ ہو، ہاں اگر جان بوجھ کر روزہ یاد ہوتے ہوئے قے کی اور قے منہ بھر ہے (یعنی اسے بلا تکلف نہ روکا جا سکے) تو اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ قے میں کھانا، یا پانی یا صفرا (یعنی کڑوا پانی) یا خون آئے) اگر قے میں صرف بلغم نکلا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ قے منہ بھر ہی کیوں نہ ہو، روزہ نہیں ٹوٹے گا۔خلاصہ یہ کہ اگر قے میں یہ تین شرائط پائی جائیں تو روزہ ٹوٹے گا (i) جان بوجھ کر قے کرنا (ii) اور قے کا منہ بھر ہونا (iii) اس میں کھانا اور صفرا کا نکلنا۔اگر ان شرائط میں سے ایک شرط بھی کم ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 21۔وقار الفتاویٰ جلد 2 صفحہ 429۔بہار شریعت جلد 1 صفحہ 988)

سوال 23: روزے کی حالت میں کسی چیز کا چکھنا کیسا؟

جواب: روزہ دار کا بلاعذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے چکھنے کیلئے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اسکی ناراضگی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں چبانے کیلئے عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ عورت ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کیلئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں اور یاد رکھیں کہ چکھنے کہ وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کیلئے اُس میں سے تھوڑا سا کھالینا کہ یوں تو کراہیت کیسی، روزہ ہی جاتا رہے گا بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کر لیں اور اسے تھوک دیں اور اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔

(الدر المختار جلد 3 صفحہ 453۔بہار شریعت جلد 1 صفحہ 996۔فتاویٰ رضویہ جلد 10، صفحہ 501)

سوال 24: روزے کی حالت میں وضو یا غسل کرتے ہوئے غرغرہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: روزے دار کو وضو یا غسل کرتے ہوئے غرغرہ کرنا مکروہ ہے اس لیے نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس میں پانی کے حلق سے نیچے اتر جانے کا امکان ہوتا ہے۔غیر روزہ دار کیلئے غرغرہ کرنا سنت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 1، صفحہ 594)

سوال 25: اگر کسی شخص کے اوپر کافی روزوں کی قضا ہو اور وہ روزے رکھنے کی بجائے اس کا فدیہ ادا کردے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا یا نہیں جبکہ اس کے اندر روزہ رکھنے کی طاقت موجود ہو؟

جواب: جب تک اس شخص کے اندر روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو وہ فدیہ ادا کرنے سے ہرگز بری الذمہ نہیں ہوگا اس پر تمام روزوں کی قضا فرض ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد 1 صفحہ 396۔ فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 341)

سوال 26: رمضان المبارک میں اگر کوئی شخص روزہ جان بوجھ کر توڑ دے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

جواب: جان بوجھ کر روزہ توڑ دینے کی صورت میں کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے (اب اس کا دور نہیں ہے) اگر غلام نہ ہو تو مسلسل 61 روزے رکھے مسلسل بغیر وقفہ کے (یعنی 60 روزے کفارے کے اور ایک روزہ قضا کا) رکھے۔ اگر درمیان میں ایک دن بھی وقفہ پڑ گیا تو پھر دوبارہ دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ پہلے کے روزے حساب میں شامل نہیں ہوں گے، اگر اس شخص میں روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے۔

(فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 333۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 994۔ انوار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 264)

نوٹ: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے رمضان کے روزے کی نیت کی ہو۔ اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں صرف قضاء کافی ہے۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 99)

سوال 27: وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

جواب: مسافر پر، حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کو روزہ مُعاف ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھے) اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ خواتین سے روزہ مُعاف فرمادیا کہ انکو اجازت ہے کہ اس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ اپنے روزوں کی مقدار پوری کرلیں (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 693 صفحہ 391) اگر مریض مرض کے بڑھ جانے یا دیر سے اچھا ہونے یا تندرست کو بیماری ہو جانے کا گمان غالب ہو تو ان کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 1003)

سوال 28: دور حاضر میں بعض صورتوں میں سفر پُرسہولت ہو گیا ہے بطور خاص ائیر کنڈیشنر بس یا ٹرین کی ائیر کنڈیشنر بوگی یا جہاز میں تو کوئی زیادہ مشقت پیش نہیں آتی، کیا ان صورتوں میں بھی روزہ چھوڑنا جائز ہے؟

جواب: بلاشبہ فی زمانہ بعض صورتوں میں سفر بہت پُرسکون ہو گیا ہے مگر اس سکون و آسانی کے باوجود بھی مسافر پر لازم نہیں ہے کہ وہ اس سفر میں روزہ رکھے کیونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت نصِ قطعی سے ثابت ہے اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔

(پارہ 2 سورۃ البقرہ آیت 184)

اور حدیث پاک میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھے) اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا ہے۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 693 صفحہ 391) (کہ ان کو اجازت ہے کہ اس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں) سفر اور حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف و ہلاک و اکراہ و نقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کیلئے عذر ہیں۔ ان وجوہات کی بناء پر اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں، سفر سے مُراد شرعی سفر ہے (یعنی اتنی دور جانے کے ارادے سے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن (تقریباً ساڑھے 92 کلومیٹر) کی مسافت ہو اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو: اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کیلئے ہو۔ (الدر المختار جلد 2 صفحہ 462۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 1002۔ جدید روزے کے مسائل صفحہ 50) بہر حال اگر سفر میں مشقت نہ ہو اور آسانی سے روزہ رکھا جا سکتا ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔

سوال 29: اگر ایک شخص کافی بوڑھا ہے کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ فدیہ دے سکتا ہے؟

جواب: روزے اور فدیے کے حوالے سے اس کی چند صورتیں ہیں (1) شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہوتا جائے گا۔ جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ

آئندہ روزے رکھنے کی طاقت آنے کی اُمید ہے تو اس صورت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ہر روزے کے بدلہ میں (بطورِ فدیہ) ایک صدقۂ فطر (یعنی دو کلو پچاس گرام گندم یا آٹا) کی مقدار یا اسکی رقم مسکین کو دیدیں (2) اگر بوڑھا شخص گرمیوں میں روزہ نہیں رکھ سکتا تو نہ رکھے مگر سردیوں میں رکھنا فرض ہے (3) اگر فدیہ دینے کے بعد بوڑھے شخص میں طاقت آ گئی تو دیا ہوا فدیہ صدقۂ نفل ہو گیا اور روزوں کی قضاء کرنا اس کے لیے ضروری ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 27۔ الدر المختار جلد 3 صفحہ 481۔ ملخصاً بہار شریعت جلد 1 صفحہ 1006)

سوال 30: کیا سحری کا وقت اذانِ فجر پر ختم ہوتا ہے اور فجر کی اذان تک سحری کرتے رہنا کیسا؟

جواب: سحری کا وقت طلوعِ فجر تک ہوتا ہے اس کے بعد اگر کسی نے کھایا یا پیا تو اس کا روزہ نہیں ہوگا، کیونکہ اذانِ فجر اس وقت دی جاتی ہے جب سحری کا وقت ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ	اور کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ فجر کا سفید
الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّو	دھاگہ (رات کے) سیاہ دھاگے سے ممتاز
الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ۝	ہو جائے، پھر روزہ کو رات آنے تک پورا کرو۔

(پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 187)

(آجکل اکثر لوگ اذانوں تک کھاتے پیتے رہتے ہیں یاد رکھیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کے روزے نہیں ہوتے، اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ اسلامی کیلنڈر حاصل کرے اور اس کے مطابق سحری و افطاری کرے، بہتر ہے کہ سحری میں جو وقت اسلامی کیلنڈر پر لکھا ہو اس سے پانچ منٹ پہلے سحری بند کر دے اور افطاری کا جو وقت کیلنڈر پر لکھا ہو اس سے پانچ منٹ بعد افطاری کرے)

☆☆☆......تراویح کا بیان......☆☆☆

(1) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کے مہینہ میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے

(صحیح بخاری کتاب التراویح حدیث 2008 صفحہ 525)

(2) حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطاب ؓ کے ساتھ رمضان کے مہینہ میں ایک رات مسجد کی طرف گیا تو لوگ مختلف ٹولیوں میں نماز پڑھ رہے تھے ایک شخص الگ نماز پڑھ رہا تھا اور کچھ لوگ کسی اور کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر ؓ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں ان سب کو اگر ایک قاری (امام) کی اقتدا میں جمع کر دوں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ پھر حضرت عمر ؓ نے پختہ ارادہ کر لیا اور ان کو حضرت اُبی بن کعب ؓ کی اقتدا میں جمع کر دیا پھر جب میں دوسری رات کو ان کے ساتھ گیا تو سب لوگ اپنے قاری (حضرت اُبی بن کعب ؓ) کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر ؓ نے کہا: نِعْمَ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ (یعنی یہ اچھی بدعت ہے)

(صحیح بخاری کتاب التراویح حدیث 2010 صفحہ 527)

(i) **قارئین کرام!** حدیث پاک سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہے حضرت علامہ عینی ؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں بدعت کی دو قسمیں ہیں اگر وہ کام شرعاً نیک ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے اور اگر وہ کام شرعاً بُرا ہو تو وہ بدعتِ قبیحہ (بُری) ہے۔

(عمدۃ القاری جلد 11 صفحہ 178 نعمۃ الباری شرح بخاری جلد 4 صفحہ 528)

اس لیے ہر بدعت کو گمراہی قرار دینا درست نہیں ہے اور جس حدیث پاک میں یہ فرمایا گیا کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں (لے جانیوالی) ہے۔ (سنن ابو داؤد جلد 3 حدیث 1199 صفحہ 440) اس سے مراد وہ بُری بدعت ہے جو کسی سنت کے خلاف یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو۔

(3) حضرت نصر بن شیبان ؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو مسلمہ بن عبدالرحمٰن سے ملا تو انہوں نے حدیث بیان کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے رمضان شریف کا ذکر کیا اور کہا: یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیے ہیں اور میں نے اس کے قیام (یعنی تراویح) کو تمہارے لیے مسنون قرار دیا ہے جس نے اس کے روزے رکھے اور ایمان و ثواب کے ارادہ سے اس کی راتوں میں قیام کیا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

(سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1317 صفحہ 414)

☆☆☆......تراویح کے مسائل......☆☆☆

(1) تراویح مرد و عورت سب کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں اس پر خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) نے مداومت (ہمیشگی) فرمائی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری سنت اور میرے خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کی سنت کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 573 صفحہ 339) اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی نمازِ تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا ہے لیکن اس پر ہمیشگی نہ فرمائی کہ کہیں اُمت پر تراویح فرض نہ کر دی جائے۔ (2) تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں بھی تراویح بیس رکعتیں ہی پڑھی جاتی تھیں جیسا کہ احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے۔ (i) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (مصنف ابی شیبہ جلد 2 حدیث 7692 صفحہ 164) (ii) حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ رمضان المبارک میں (بشمول وتر) 23 رکعت پڑھتے تھے۔ (موطا امام مالک کتاب الصلوۃ فی رمضان حدیث 5 باب 2 صفحہ 150) (iii) حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ نے اپنی سنن میں فرمایا: اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضور اکرم ﷺ کے دیگر اصحاب سے مروی ہے اور یہی (کبار تابعین) سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اسی طرح اپنے شہر مکہ مکرمہ والوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھتے ہوئے پایا ہے۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 785 صفحہ 431) (iv) حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبریٰ جلد 2 حدیث 4396 صفحہ 496) (v) حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابی شیبہ جلد 2 حدیث 7685 صفحہ 163) (3) تراویح کی جماعت سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی اگر مسجد کے سارے لوگوں نے چھوڑ دی تو سب گناہ کے مرتکب ہوئے

اور اگر چند افراد نے با جماعت پڑھ لی تو تنہا پڑھنے والا جماعت کی فضیلت سے محروم رہا۔

(4) تراویح کا وقت عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد سے صبح صادق تک ہے عشاء کے فرض ادا کرنے سے پہلے اگر پڑھ لی تو ادا نہ ہوگی۔

(5) عشاء کے فرض و وتر کے بعد تراویح پڑھی جا سکتی ہے۔ (جیسا کہ بعض اوقات 29 کی رویت ہلال کی شہادت ملنے میں تاخیر کے سبب ایسا ہوتا ہے)۔ (ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 345۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 688۔ قانونِ شریعت صفحہ 133۔ فیضانِ سنت حصہ 1 صفحہ 1116)

سوال 1۔ اگر وقت گزر گیا اور تراویح نہ پڑھی ہو تو کیا بعد میں اسکی قضا کرنی ہوگی؟

جواب: اگر تراویح فوت ہوگئی تو بعد میں اسکی قضا نہیں ہے اگر قضا تنہا پڑھ لی تو یہ تراویح نہیں ہے بلکہ نفلِ مستحب ہیں جیسے مغرب اور عشاء کی سنتیں۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 347۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 689۔ الدر المختار و رد المحتار جلد 2 صفحہ 598)

سوال 2۔ بیٹھ کر تراویح پڑھنا کیسا؟

جواب: تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلا عُذر مکروہ ہے بلکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک تو تراویح ہوگی ہی نہیں (لیکن اگر شرعی عُذر ہو تو بیٹھ کر تراویح پڑھ سکتے ہیں)

(بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 693۔ الدر المختار جلد 2 صفحہ 603۔ تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 187)

سوال 3: بعض لوگ تراویح کے دوران پیچھے جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور جب امام رکوع میں جاتا ہے تو فوراً اٹھ کر شامل ہو جاتے ہیں کیا ان کا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے اور جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مُشابہت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذَاقَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی ؐ اور منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ۔ (پارہ 5 سورالنساء آیت 142)

(بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 693)

سوال 4: نابالغ کے پیچھے بالغ کی تراویح پڑھنا کیسا؟

جواب: نابالغ کے پیچھے اگر بالغ نے تراویح پڑھی تو نہیں ہوگی۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 303۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 692)

سوال 5: تراویح گھر میں جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا؟

جواب: تراویح با جماعت پڑھنا افضل ہے اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہیں ہوگا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 346۔ بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 691) **بعض** لوگ عشاء کے فرض بھی گھر یا ہال وغیرہ میں ادا کرتے ہیں لیکن اگر مسجد ان کے قریب موجود ہے تو وہ اس صورت میں ترک واجب کے گناہ گار ہوں گے۔ ان پر واجب ہے کہ پہلے عشاء کے فرض جماعت کے ساتھ مسجد ہی میں ادا کریں (پھر بے شک تراویح گھر جا کر با جماعت ادا کرلیں) جو لوگ بلا عذرِ شرعی باوجود قدرت فرض نماز مسجد میں جماعت اولیٰ کے ساتھ ادا نہیں کرتے ان کو ڈرنا چاہیے کہ حدیث پاک میں ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو حالتِ اسلام میں کل (یعنی قیامت میں) اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ہو تو اس پر لازم ہے کہ جس جگہ اذان دی جاتی ہے وہاں ان نمازوں کی حفاظت کرے (یعنی جماعت کے ساتھ ادا کرے) اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم ﷺ کے لیے سنن ہُدیٰ مشروع فرمائی ہیں اور یہ جماعت سے نماز پڑھنا ہے تو تم اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنی نبی پاک ﷺ کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد جلد 2 حدیث 1387، صفحہ 281)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان کی آواز سنے اور اسکی تکمیل (یعنی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے) میں کوئی عُذر مانع نہ ہو۔ عرض کی گئی کہ عُذر کیا ہے؟ فرمایا: خوف یا مرض، تو اسکی (یعنی جس نے گھر میں نماز پڑھی تھی) وہ پڑھی ہوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (سنن ابوداؤد جلد 1 حدیث 548، صفحہ 246) اس لیے ہمیں چاہیے کہ تمام نمازیں مسجد میں با جماعت ہی ادا کیا کریں۔

سوال 6: جس شخص نے رمضان المبارک میں عشاء کے فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں تو کیا وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے مگر جس نے عشاء کے فرض بغیر جماعت کے پڑھے ہوں تو وہ وتر بھی تنہا پڑھے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 7 صفحہ 468) (الدر المختار و رد المحتار جلد 2 صفحہ 603) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 693) (لیکن اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ ہی وتر پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے کیونکہ **بعض علماء** نے اس کی اجازت دی ہے) (تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 135)

سوال 7: اُجرت لے کر تراویح پڑھانا کیسا؟

جواب: آج کل اکثر رواج ہوگیا ہے کہ حافظ کو اُجرت دے کر تراویح پڑھاتے ہیں یہ ناجائز ہے دینے والا اور لینے والا دونوں گناہ گار ہیں۔ اُجرت صرف یہی نہیں کہ مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے۔ بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگر چہ اس سے طے نہ ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ المعروف کالمشروط، ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 692)۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اُجرت دے کر میت کے ایصالِ ثواب کے لیے ختمِ قرآن و ذکر اللہ عزوجل کروانے سے متعلق جب استفتاء پیش ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا: تلاوتِ قرآن و ذکرِ الٰہی عزوجل پر اُجرت لینا اور دینا دونوں حرام ہے لینے دینے والے دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔ اور جب یہ فعلِ حرام کے مرتکب ہیں تو ثواب کس چیز کا اموات (یعنی مرنے والوں) کو بھیجیں گے؟ گناہ پر ثواب کی امید اور زیادہ سخت و اشد (یعنی شدید ترین جرم ہے) اگر لوگ چاہیں کہ ایصالِ ثواب بھی ہو اور طریقہ جائز شرعیہ بھی حاصل ہو (یعنی شرعاً جائز بھی رہے) تو اس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لیے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اتنی دیر کی ہر شخص کی معین (مقرر) کرلیں کہ اس اُجرت پر نوکر رکھا (کہ) جو کام چاہوں گا لوں گا وہ کہے میں نے قبول کیا اب وہ اتنی دیر کے واسطے اجیر (یعنی ملازم) ہوگیا۔ اب جو کام چاہے لے سکتا ہے اس کے بعد اُس سے کہے فلاں میت کے لیے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا درود پاک پڑھ دو یہ صورت جواز (یعنی جائز) کی ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 10 صفحہ 193) اس مبارک فتوٰی کی روشنی میں تراویح کے لیے حافظ صاحب کی بھی ترکیب ہوسکتی

ہے۔مثلاً مسجد کی کمیٹی والے اُجرت طے کر کے حافظ صاحب کو ماہ رمضان المبارک میں نمازِ عشاء کے لیے امامت پر رکھ لیں۔اور حافظ صاحب ساتھ ہی تراویح بھی پڑھادیا کریں کیونکہ رمضان المبارک میں تراویح بھی نمازِ عشاء کے ساتھ ہی شامل ہوتی ہے یا یوں کریں کہ ماہِ رمضان المبارک میں روزانہ تین گھنٹے کے لیے (مثلاً رات 8 تا 11) حافظ صاحب کو نوکری کی آفر کرتے ہوئے کہیں کہ جو کام دیں گے وہ آپکو کرنا ہوگا۔تنخواہ کی رقم بھی بتادیں اگر حافظ صاحب منظور فرمالیں تو وہ ملازم ہو گئے۔اب روزانہ حافظ صاحب کی ان تینوں گھنٹوں کے اندر ڈیوٹی لگادیں کہ وہ تراویح پڑھادیا کریں۔یاد رکھیے چاہے امامت ہو یا خطابت،موذنی ہو یا کسی قسم کی مزدوری جس کام کے لیے بھی اجارہ کرتے وقت یہ معلوم ہو کہ یہاں اُجرت یا تنخواہ کا لین دین یقینی ہے تو پہلے سے رقم طے کرنا واجب ہے۔ورنہ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار رہوں گے۔ہاں جہاں پہلے ہی سے اُجرت کی مقررہ رقم معلوم ہو۔مثلاً بس کا کرایہ،یا بازار میں بوری لادنے، لے جانے کی فی بوری مزدوری کی رقم وغیرہ تو اب بار بار طے کرنے کی حاجت نہیں یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ جب حافظ صاحب کو (یا جس کو بھی جس کام کے لیے) نوکر رکھا اس وقت یہ کہہ دینا جائز نہیں کہ ہم جو مناسب ہوگا دے دیں گے،یا آپ کو راضی کر دیں گے۔بلکہ صراحۃً یعنی واضح طور پر رقم کی مقدار بتانی ہوگی مثلاً ہم آپ کو 12 ہزار روپے پیش کریں گے اور یہ بھی ضروری ہے کہ حافظ صاحب بھی منظور فرمالیں۔اب 12 ہزار ہی دینے ہوں گے۔چاہے چندہ ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ہاں حافظ کو مطالبہ کے بغیر اگر اپنی مرضی سے طے شدہ سے زائد دے دیں تب بھی جائز ہے جو حافظ صاحبان یا نعت خوان بغیر پیسوں کے تراویح،قرآن خوانی یا نعت خوانی میں حصہ نہیں لے سکتے وہ شرم کی وجہ سے ناجائز کام کا ارتکاب نہ کر دیں۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کر کے پاک روزی حاصل کریں اور اگر سخت مجبوری نہ ہو تو حیلے کے ذریعے بھی رقم حاصل کرنے سے گریز کریں کہ جس کا عمل ہو بے غرض تو اسکی جزا کچھ اور ہے ایک امتحان سخت امتحان یہ ہے کہ جو ملنے والی رقم قبول نہیں کرتا اسکی کافی واہ واہ ہوتی ہے اور وہ بے چارہ اپنے آپ کو نہ جانے کس طرح ریاکاری سے بچاتا ہوگا۔کاش! ایسا جذبہ نصیب ہو جائے کہ بیان کردہ حیلے کے ذریعے حافظ صاحب رقم حاصل کریں اور چُپ چاپ خیرات کر دیں مگر اپنے قریبی کسی ایک بھی اسلامی بھائی بلکہ گھر کے کسی فرد کو بھی نہ بتائے

ورنہ ریاکاری سے بچنا دشوار ہو جائے گا۔لطف تو اسی میں ہے کہ بندہ جانے اور اس کا رب عزوجل جانے۔

(ملخصاً فیضان سنت جلد 1 صفحہ 1103)

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو　　　کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

سوال 8: اگر کسی وجہ سے تراویح کی نماز فاسد ہو جائے تو جو قرآن اس میں پڑھا گیا کیا اسے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: اگر کسی وجہ سے نمازِ تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن مجید ان رکعتوں میں پڑھا گیا اسے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے تا کہ ختم قرآن میں نقصان نہ رہے۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 348۔بہار شریعت جلد 1 صفحہ 694)

سوال 9: امام کے بھولنے پر فوراً لُقمہ دینا کیسا؟

جواب: امام کو فوراً ہی لُقمہ دے دینا مکروہ ہے بلکہ تھوڑا وقفہ کرنا چاہیے کہ شاید امام کو خود ہی یاد آجائے لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ اگر لُقمہ نہ دیا گیا تو امام کی زبان سے ایسے کلمات جاری ہو جائیں گے جو مُفسدِ نماز ہیں تو پھر فوراً امام کو لُقمہ دے دینا چاہیے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 286۔الدرالمختار جلد 2 صفحہ 382)

سوال 10: امام کو محض پریشان کرنے کے لیے بار بار لُقمہ دینا کیسا؟

جواب: آج کل دیکھا گیا ہے کہ ایک تراویح پڑھانے والے امام کے پیچھے کئی کئی حافظ کھڑے لُقمے دے رہے ہوتے ہیں انہیں اپنی نیت کے بارے میں محتاط رہنا چاہیے اگر ان کی نیت امام صاحب کو پریشان کرنے کی ہے تو ان کا ایسا کرنا حرام ہے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 287)

سوال 11: داڑھی مونڈوانے والے شخص کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھنا کیسا؟

جواب: داڑھی منڈوانے یا ایک مشت سے کم کروانے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد 6 صفحہ 544۔فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 112) داڑھی مونڈوانے کتروانے یا حدِ شرع سے کم داڑھی رکھنے والا شخص فاسق معلن (اعلانیہ گناہ کرنیوالا) ہے اور فاسق کو امام بنانا گناہ ہے۔کیونکہ اس میں اسکی تعظیم ہے جبکہ شریعت مطہرہ نے اس شخص کی اہانت لازم قرار دی ہے لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔ (وقارالفتاویٰ جلد 2 صفحہ 175)

سوال 12: جو حافظ ایک مُشت سے کم داڑھی رکھتا ہو اسکے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا؟

جواب: ایک مُشت داڑھی رکھنا واجب ہے ایک مشت سے بھی کم کٹوا کر ایک مشت سے کم کرنے والا گناہ گار ہے اور اسے کٹوا کر ایک مشت سے کم رکھنے کی عادت بنا لینے والا شخص فاسق معلن ہے لہٰذا حافظ اگر داڑھی کٹوا کر ایک مُشت سے کم رکھنے کا عادی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ تراویح سنت مؤکدہ ہے لیکن ایسے شخص کے پیچھے پڑھنے کے بعد دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 98۔ فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 313۔ فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 112)

سوال 13: اکثر حُفّاظ رمضان میں تراویح پڑھانے کے لیے داڑھیاں رکھ لیتے ہیں اور توبہ بھی کر لیتے ہیں مگر رمضان کے گزرتے ہی داڑھیاں مونڈوا دیتے ہیں۔ ایسے حُفّاظ کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھنا کیسا؟

جواب: جو حُفّاظ داڑھی مونڈوانے یا کتروانے سے توبہ کر کے تراویح پڑھاتے ہیں اور بعدِ رمضان پھر مونڈوا لیتے ہیں اور دو ماہ پہلے (یا رمضان میں) پھر تھوڑی سی داڑھی رکھ لیتے ہیں۔ اور عین موقع پر توبہ کر کے تراویح پڑھاتے ہیں یہاں تک کہ ہر سال ایسے ہی کرتے ہیں تو ان کی یہ توبہ قابلِ قبول نہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا بھی جائز نہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 205)

☆☆☆......تسبیح تراویح......☆☆☆

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ ○سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ ○سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَ لَا یَمُوْتُ ○سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَاوَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ ○اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ○یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ ○بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ○

☆☆☆......زکوۃ کا بیان......☆☆☆

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(1) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ○

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو (پارہ 1 سورہ بقرہ آیت 43)

(2) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَآ اَذًی ط وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ○

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے اور نہ ہی اذیت دیتے ہیں۔ ان کے لیے ان کا ثواب ان کے رب کے حضور (پاس) ہے۔ اور نہ ان پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت دینا ہو اور اللہ بے پرواہ حلم والا ہے۔ (پارہ 3، سورہ بقرہ آیت 263، 262)

(3) وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ○

اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے بُرا ہے۔ عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

(پارہ 4 سورہ آل عمران آیت 180)

(4) وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ط هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ○

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو جس آتش جہنم میں وہ (سونا، چاندی، مال) تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو مزہ جو جمع کرتے تھے۔ (پارہ 10 سورہ توبہ آیت 34,35)

(5) وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○

اور فلاح پاتے وہ ہیں جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

(پارہ 18 سورہ مومنون، آیت 4)

(6) وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ یُخۡلِفُهٗ ج وَهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ٥

اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ (پارہ 22 سورہ سبا آیت 39)

☆☆☆...... زکوٰۃ کے متعلق احادیث مبارکہ ......☆☆☆

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنا دیا جائے گا اور اس کی آنکھوں کے اُوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے اس سانپ کو اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر وہ اس شخص کو اپنے جبڑوں سے پکڑے گا پھر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے سورۃ آل عمران کی آیت 180 کی تلاوت کی ترجمہ: اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے بُرا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ حدیث 1403، صفحہ 606)

(2) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتا ہے اگر زمین پر چوپائے موجود نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4008 صفحہ 586)

(3) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو تُو نے اس کے نقصانات کو ختم کر دیا (یعنی وہ مال اب ہلاک یا چوری نہ ہوگا)۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 1439 صفحہ 12)

(4) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 باب الصدقات حدیث 4 صفحہ 298)

(5) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کی حفاظت کرو، صدقہ دے کر اپنی بیماریوں کا علاج کرو اور دعا و گریہ وزاری کر کے مصیبتوں کا مقابلہ کرو۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 کتاب الصدقات حدیث 9 صفحہ 299)

(6) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ یا زکوٰۃ جس مال میں مخلوط ہو جائے تو وہ اس مال کو ضائع کر دیتی ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 کتاب الصدقات حدیث 31 صفحہ 306)

(7) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو قوم زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 کتاب الصدقات حدیث 32 صفحہ 306)

(8) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کہ وہ پاک کرنے والی ہے تجھے پاک کر دے گی۔

(المسند امام احمد بن حنبل جلد 4 حدیث 12397 صفحہ 274)

(9) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم اپنا خزانہ (صدقہ خیرات کر کے) میرے سپرد کر دے پھر نہ یہ جلے گا، نہ غرق ہوگا، نہ چوری ہوگا اور میں قیامت کے روز تیری حاجت سے بھی زیادہ کر کے تجھے عطا فرماؤں گا۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 کتاب الصدقات صفحہ 348)

(10) حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک صدقہ کرنے والوں کا صدقہ انہیں قبر کی گرمی سے بچاتا ہے اور بِلا شُبہ مسلمان قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا۔ (شعب الایمان جلد 3 حدیث 13347، صفحہ 212)

(11) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مال کی پوری پوری زکوٰۃ خوش دلی سے ادا کی تو آسمان دنیا میں اس کا نام کَرِیۡم، دوسرے آسمان میں جَوَّاد، تیسرے میں مُطِیۡع، چوتھے میں سَخِی، پانچویں میں مَقۡبُوۡل، چھٹے میں مَحۡفُوۡظ، ساتویں میں مَغۡفُوۡر، یعنی جس کے گناہ بخش دیئے گئے اور عرش پر اس کا نام حَبِیۡبُ اللّٰہ (یعنی اللہ عزوجل کا دوست) رکھا جاتا ہے اور جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو آسمان دنیا میں اس کا بَخِیۡل (یعنی کنجوس) دوسرے آسمان میں شَحِیۡح (یعنی انتہائی مریض)

تیسرے میں مُمْسِک (یعنی صدقہ روکنے والا) چوتھے میں مَفْتُون (یعنی فتنے میں مبتلا) پانچویں میں عَاصِیْ (یعنی نافرمان) چھٹے میں مَنُوْع، جس کے لیے نہ مال میں برکت ہو نہ ہی نیکی سے کچھ حصہ ہو، اور ساتویں آسمان میں اس کا نام مَطْرُوْد (یعنی ٹھکرایا ہوا) رکھا جاتا ہے اور اس کی نماز بھی مردود ہے کہ مقبول نہ ہوگی۔ بلکہ اس کے منہ پر ماردی جائے گی۔ (قرۃ العیون صفحہ 73)

(12) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر دن آسمان سے بہتر (72) لعنتیں نازل ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہود پر دوسری نصاریٰ پر اور بقیہ ستر (70) لعنتیں زکوٰۃ ادا نہ کرنیوالوں پر نازل ہوتی ہیں۔

(قرۃ العیون صفحہ 74)

☆☆☆......زکوۃ کے مسائل......☆☆☆

سوال 1: زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

جواب: زکوٰۃ ہر اس عاقل بالغ اور مسلمان پر فرض ہے جس میں یہ شرائط پائی جائیں (1) نصاب کا مالک ہو (2) یہ نصاب نامی ہو (3) نصاب اسکے قبضے میں ہو (4) نصاب اسکی حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریات زندگی) سے زائد ہو۔ (5) نصاب دین سے فارغ ہو (یعنی اس پر ایسا قرض نہ ہو جس کا مطالبہ بندوں کی جانب سے ہو کہ اگر وہ قرض ادا کرے تو اسکا نصاب باقی نہ رہے) (6) اس نصاب پر ایک سال گزر جائے۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 875)

سوال 2: سونا، چاندی اور مال تجارت کا کتنا نصاب ہوگا تو زکوٰۃ بنے گی؟

جواب: سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے اور مالِ تجارت کی کوئی بھی چیز ہو جسکی قیمت سونے چاندی کے نصاب (یعنی ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت) کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 902)

سوال 3: اگر کسی شخص کے پاس ان میں سے کوئی چیز نصاب کے مطابق ہو تو اسے کتنی زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب: نصاب کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ کے طور پر دینا ہوگا۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد 1 صفحہ 378)

سوال 4: وہ کونسے اموال ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: یہ اموال اگر زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائیں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے (1) سونا (2) چاندی (3) مالِ تجارت (4) کرنسی، پرائز بانڈ، ڈیپازٹس (Deposits)، بینک اکاؤنٹ میں موجود رقم (5) سائمہ جانور (یعنی وہ جانور جو چرائی پر چھوڑے ہوں) (جانوروں کی الگ تفصیل ہے اس کے لیے بہتر ہے علمائے اہلسنت سے رابطہ فرمالیا جائے)

سوال 5: ان اموال کا نصاب کتنا ہے؟

جواب: سونا ساڑھے سات (7) تولے اور چاندی ساڑھے باون (52) تولے ہو تو ان پر سال گزرنے کے بعد 2.5% زکوٰۃ ہوگی اور اگر کچھ سونا اور کچھ چاندی ہو تو پھر چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر چاندی اور سونے دونوں کو ملا کر ان کی مالیت ساڑھے باون (52) تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو ان پر زکوٰۃ ہوگی۔ اسی طرح کچھ سونا ہو اور کچھ مال تجارت ہو یا کرنسی، پرائز بانڈ، وغیرہ ہو تو بھی چاندی کے نصاب کے مطابق زکوٰۃ فرض ہوگی۔ بالفرض 2 تولہ سونا ہے اور 2 تولہ چاندی ہے اور کچھ رقم یا مالِ تجارت وغیرہ ہے تو ان سب کو ملا کر دیکھا جائے گا کہ انکی مالیت ساڑھے 52 تولہ چاندی کی قیمت کے مطابق بنتی ہے یا نہیں اگر بنتی ہے تو زکوٰۃ فرض ہوگی (سال پورا ہونے کی صورت میں) اگر ساڑھے 52 تولہ چاندی کی قیمت کے مطابق ان سب کی قیمت نہیں بنتی تو زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

سوال 6: زکوٰۃ کا سال کب مکمل ہوتا ہے اور سال کے مکمل ہونے میں قمری مہینوں کا اعتبار کیا جائے گا یا شمسی مہینوں کا؟

جواب: جس دن اور وقت پر آدمی صاحب نصاب ہوا (یعنی اس کے پاس ساڑھے سات (7) تولے سونا یا ساڑھے باون (52) تولہ چاندی یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت (کرنسی وغیرہ) آجائے تو اس کے سال گزرنے کے بعد جب وہ دن اور وقت آئے گا تو سال مکمل ہو جائے گا (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 202)

مثال کے طور پر زید ماہ ربیع النور شریف کی 12 تاریخ یعنی عید میلاد النبی ﷺ کو دن کے بارہ بجے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اسکی قیمت کے برابر رقم حاصل ہوئی یا مال تجارت حاصل ہوا تو سال گزرنے کے بعد 12 ربیع الاوّل کو دن کے 12 بجے اگر وہ نصاب کا بدستور مالک ہوا تو اس مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی اس پر فرض ہوگی۔ اب اگر کوئی شخص بلاعذر شرعی ادائیگی میں تاخیر کرے گا تو گناہ

گا رہوگا۔اور سال گزرنے میں قمری (یعنی چاند کے) مہینوں کا اعتبار ہوگا۔شمسی مہینوں کا اعتبار حرام ہے

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 157)

سوال 7: مالِ تجارت کی زکوٰۃ کس طرح نکالی جائیگی اور صرف مال تجارت پر زکوٰۃ ہوگی یا اسکے نفع پر بھی زکوٰۃ ہوگی؟

جواب: مالِ تجارت کی کوئی بھی چیز ہو جس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب (یعنی ساڑھے سات تولے سونے یا ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت) کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی مالِ تجارت کی زکوٰۃ دینے کے لیے اسکی قیمت لگوالی جائے پھر اس کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) بطورِ زکوٰۃ دے دی جائے (فتاویٰ امجدیہ جلد 1 صفحہ 378) اور زکوٰۃ مال تجارت پر فرض ہوگی نہ صرف نفع پر بلکہ سال مکمل ہونے پر نفع کی موجودہ مقدار اور مال تجارت دونوں پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 158)

سوال 8: اگر کسی کے پاس حرام مال ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب: جس کا کُل مال حرام ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس مال کا مالک ہی نہیں۔(الدر المختار کتاب الزکوٰۃ جلد 3 صفحہ 259) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ﷫ اس بارے میں فرماتے ہیں۔چالیسواں حصہ (یعنی 2.5% زکوٰۃ) دینے سے وہ مال کیا پاک ہوسکتا ہے جسکے باقی انتالیس حصے بھی ناپاک ہیں۔(ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ توبہ کرے اور مالِ حرام سے نجات حاصل کرے)۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ 656)

سوال 9: مالِ حرام سے کس طرح نجات حاصل ہوسکتی ہے؟

جواب: حرام مال کی دو صورتیں ہیں۔(1) ایک وہ حرام مال جو چوری، رشوت، غصب اور انہی جیسے دیگر ذرائع سے ملا ہو اسکو حاصل کرنے والا اس کا اصلاً یعنی بالکل مالک ہی نہیں بنتا اور اس مال کے لیے شرعاً فرض ہے کہ جس کا ہے اس کو لوٹا دیا جائے وہ نہ رہا ہو تو اسکے وارثوں کو دیدیا جائے اور ان کا بھی پتہ نہ چلے تو بلانیت ثواب (یعنی بغیر ثواب کی نیت کے) فقیر پر خیرات کردے۔(2) دوسرا وہ حرام مال جس پر قبضہ کرلینے سے مِلکِ خبیث حاصل ہوجاتی ہے۔اور یہ وہ مال ہے جو کسی عقدِ فاسد کے ذریعے حاصل ہوا

ہو جیسے سُود یا داڑھی مونڈنے یا خشخشی کرنے کی اُجرت وغیرہ اسکا بھی وہی حکم ہے مگر فرق یہ ہے کہ اسکو مالک یا اس کے وُرثاء ہی کو لوٹانا فرض نہیں اولاً فقیر کو بھی بلانیت ثواب خیرات میں دے سکتا ہے۔ البتہ افضل یہی ہے کہ مالک یا وُرثاء کو لوٹا دے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 551)

سوال 10: کیا دُوکان اور مکان پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: دُوکان یا مکان اگر مالِ تجارت (یعنی بیچنے کے لیے نہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے) اگر دُوکان اور مکان بیچنے کے لیے ہیں تو پھر زکوٰۃ ہے۔

(الدر المختار: کتاب الزکوٰۃ جلد 3 صفحہ 217)

سوال 11: اگر کاروبار کے لیے دوکان خریدی گئی تو اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟ اور جو مکان، دوکان وغیرہ کرایہ پر دیئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟

جواب: کاروبار کے لیے دوکان خریدی تو یہ شامل نصاب نہیں ہوگی، اس لیے کہ دوکانوں اور جاگیروں پر زکوٰۃ نہیں اسی طرح ذاتی مکان کے لیے خریدا ہوا پلاٹ بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے۔وہ مکان یا پلاٹ یا دوکانیں، فلیٹس، جو کرائے پر چڑھے ہوئے ہیں ان کی سالانہ آمدنی وضع مصارف کے بعد مالکِ جائیداد کی مجموعی سالانہ آمدنی میں جمع ہوگی اور تمام ذرائع آمدن سے سال کے اختتام پر جو رقم پس انداز ہوگی۔ ان سب پر زکوٰۃ ہوگی۔ایسے مکانات، پلاٹس، دوکانیں یا فلیٹس جو کاروباری اور تجارتی مقاصد کے لیے ہیں یعنی نفع کمانے کی غرض سے ان سب کی مالیت پر زکوٰۃ ہے اور اس میں قیمتِ خرید کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا۔بطور انویسٹمنٹ (Investment) پلاٹس اور جائیدادیں خریدنے والوں کے لیے یہ سب سے قابلِ توجہ مسئلہ ہے: کرائے پر دیتے ہوئے مکان، دوکان، فلیٹس وغیرہ کے ڈیپازٹ کی جو رقم جائیداد کے مالک کے پاس بطور زرِ ضمانت ہے۔اس کی زکوٰۃ رقم کا اصل مالک (کرایہ دار) ادا کرے گا۔ اسی طرح تاجر حضرات اور ایجنسی ہولڈرز کی جو رقم بطورِ ضمانت (Security Depositis) کسی ادارے یا فرم کے پاس جمع ہیں اور قابل واپسی ہیں اس رقم کی زکوٰۃ بھی اصل مالک یعنی (Depositor) کو ادا کرنی ہوگی۔اگر صاحب نصاب کے قرض کی رقم پھنسی ہوئی ہے اور مقروض نادہندہ ہے لیکن اس کی واپسی کی آس (یعنی امید) قائم ہے تو اسکی زکوٰۃ دے دینی چاہیے۔اگر نہ دی تو ملنے پر گزشتہ ساری مدت کی زکوٰۃ واجب الاداہوگی۔البتہ قرض کی ڈوبی

ہوئی رقم کی زکوۃ اگر نہ دی تو وہ جواب دِہ نہیں ہوگا۔ (تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 170)

سوال 12: کیا کرائے پر چلنے والی گاڑیوں اور بسوں پر زکوۃ ہوگی؟

جواب: کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی ہاں ان کی آمدنی پر زکوۃ فرض ہوگی۔ (فتاوٰی فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 306 ۔ وقار الفتاوٰی جلد 2 صفحہ 394)

سوال 13: زکوۃ کی نیت سے کسی کو مکان کا کرایہ معاف کر دینا کیسا؟ کیا اس طرح کرنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب: اگر کسی کو رہنے کے لیے مکان دیا اور کرایہ معاف کر دیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ ادائیگی زکوۃ کے لیے مالِ زکوۃ کا مالک بنانا شرط ہے۔ جبکہ یہاں محض رہائش کے نفع کا مالک بنایا گیا ہے مال کا نہیں ہاں اگر کرایہ دار زکوۃ کا مستحق ہے تو اسے زکوۃ کی رقم بہ نیتِ زکوۃ دے کر اسے مالک بنا دے پھر کرائے میں وصول کرے اس طرح زکوۃ ادا ہو جائیگی۔ (البحر الرائق جلد 2 صفحہ 353)

سوال 14: بینک میں جو زکوۃ کی کٹوتی کی جاتی ہے کیا اسطرح لوگوں کی زکوۃ کی ادائیگی ہو جاتی ہے؟

جواب: بینک سے زکوۃ کی کٹوتی کی صورت میں ادائیگیِ زکوۃ کی شرائط پوری نہیں ہو پاتیں مثلاً مالک بنانا، کہ زیادہ روپیہ ایسی جگہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا لہٰذا زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور آئے دن حکومت کے زیرِ تحویل زکوۃ میں خُرد بُرد کی مکمل داستانیں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ لہٰذا شرعی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ہر شخص اپنی زکوۃ شریعت کے اصولوں کے مطابق خود ادا کرے۔

(ملخصاً وقار الفتاوٰی جلد 2 صفحہ 414 ۔ تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 216)

سوال 15: اگر ایک شخص نے حج یا عمرہ پر جانے کے لیے رقم جمع کی ہو تو اس رقم پر زکوۃ کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: حج یا عمرہ کے لیے جمع شدہ رقم پر بھی وُجُوبِ زکوۃ کی شرائط پوری ہونے کی صورت میں زکوۃ دینا ہوگی ہاں البتہ اگر حکومت نے رقم اس مَد میں جمع کر رکھی ہے تو پھر اس پر زکوۃ نہیں ہوگی۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 10 صفحہ 140 ۔ تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 172)

سوال 16: کیا بہن کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: اگر بہن شرعاً زکوۃ کی مستحق ہے یعنی مالکِ نصاب نہیں ہے تو زکوۃ دے سکتے ہیں۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 10 صفحہ 110 ۔ تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 181)

سوال 17: زکوۃ یک مُشت دینا ضروری ہے یا تھوڑی تھوڑی کر کے بھی دے سکتے ہیں؟

جواب: اگر زکوۃ سال مکمل ہونے سے پیشگی (پہلے) ادا کرنی ہو تو چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے دیں یا ایک ساتھ دونوں طرح درست ہے اور اگر سال گزرنے پر فرض ہو چکی ہو تو فوراً ادا کرنا واجب ہے اگر تاخیر کریں گے تو گناہ گار ہوں گے لہٰذا اب یک مُشت زکوۃ دینا ضروری ہے۔

(ملخصاً فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 416 ۔ فتاوٰی رضویہ جلد 10 صفحہ 75 ۔ فیضان زکوۃ صفحہ 75)

سوال 18: گھریلو سامان فریج، TV، کمپیوٹر، واشنگ مشین، اوون، اے سی وغیرہ اور مکان کی سجاوٹ کی اشیاء پر زکوۃ ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: جس کے پاس ٹی وی، کمپیوٹر، فریج، واشنگ مشین وغیرہ وغیرہ ہوں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ یہ سب گھریلو سامان ہیں خواہ وہ انہیں استعمال کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ کیونکہ یہ مالِ نامی نہیں ہے۔ (وقار الفتاوٰی جلد 2 صفحہ 389) اور مکان کی سجاوٹ کی اشیاء مثلاً تانبے، چینی کے برتن وغیرہ پر زکوۃ نہیں اگر چہ لاکھوں روپے کی ہوں۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 10 کتاب الزکوۃ صفحہ 161)

سوال 19: اگر کسی شخص کے پاس کافی گاڑیاں ہوں اور وہ انکو کرائے پر چلاتا ہو تو ان پر زکوۃ ہوگی؟

جواب: کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی ہاں ان کی آمدنی پر زکوۃ فرض ہوگی اور اگر گاڑیوں کی خرید وفروخت کرتا ہے تو اس پر بھی زکوۃ ہوگی (فتاوٰی فقیہ ملت کتاب الزکوۃ جلد 1 صفحہ 306)

سوال 20: کیا بیعانہ میں دی گئی رقم بھی زکوۃ کے نصاب میں شامل ہوگی؟

جواب: ہمارے ہاں بیعانہ زرِ ضمانت کے طور پر عموماً خرید وفروخت سے پہلے اس لیے دیا جاتا ہے کہ اس چیز کو ہم ہی خریدیں گے یہ بیعانہ امانت یا محض اجازتِ استعمال کی صورت میں قرض ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ بیعانہ بھی شاملِ نصاب ہوگا۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 10 صفحہ 149)

سوال 21: کیا زکوۃ کی رقم ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک ملک سے دوسرے ملک بھیج سکتے ہیں؟

جواب: اگر زکوۃ پیشگی ادا کرنی ہو تو دوسرے شہر یا دوسرے ملک بھیجنا مطلقاً جائز ہے اور اگر سال پورا ہو چکا ہے تو دوسرے شہر بھیجنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر وہاں کوئی رشتہ دار ہو یا کوئی شخص زیادہ محتاج ہو یا کوئی

نیک متقی شخص ہو یا وہاں بھیجنے میں مسلمانوں کا زیادہ فائدہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(الدرالمختار وردالمحتار جلد 3 صفحہ 255)

سوال 22: اگر ایک غیر مستحق شخص نے زکوٰۃ لے لی اور بعد میں اسے ندامت ہوئی تو اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ اور جس شخص نے اسے زکوٰۃ دی تھی اسکی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: اگر غیر مستحق نے زکوٰۃ لے لی اور بعد میں ندامت ہوئی تو اگر دینے والے نے غور و فکر کرنے کے بعد زکوٰۃ دی تھی اور اُسے اسکے مستحق نہ ہونے کا معلوم نہیں تھا تو اسکی زکوٰۃ بہر حال ادا ہوگئی لیکن اسکو لینا حرام تھا کیونکہ یہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں تھا۔ غیر مستحق مال پر حاصل ہونے والی ملکیت ملکِ خبیث کہلاتی ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اتنا مال صدقہ کر دیا جائے۔

سوال 23: سونا چاندی استعمال کے لیے ہوں تو ان پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟

جواب: سونا اور چاندی ازروئے شریعت خلقی طور پر (In Born) مال ہیں لہٰذا یہ کسی بھی ہیت (صورت) میں ہوں ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ مثلاً مالیاتی سکے، برتن، سونے یا چاندی کی ڈلی استعمال کے زیورات وغیرہ۔ حدیث پاک میں ہے: دو عورتیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے (آپ ﷺ) نے فرمایا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے، عرض کرنے لگیں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر زکوٰۃ ادا کیا کرو (اور نسائی شریف میں تھوڑا اضافہ ہے) کہ پھر ان عورتوں نے کنگن اُتارے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور عرض کی کہ یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

(سنن ترمذی جلد 1 حدیث 616 صفحہ 359۔ سنن نسائی جلد 2 حدیث 2478 صفحہ 130)

نوٹ: حدیث پاک سے واضح طور پر ثابت ہے کہ استعمال کے زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب ہے بعض عورتیں جہالت کی بنیاد پر کہتی ہیں کہ ہم تو ان کو استعمال کرتی ہیں اور ہم کماتی تھوڑی ہیں کہ زکوٰۃ دیں تو انکو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ شریعت کا حکم ہے کہ چاہے وہ زیورات استعمال ہوں یا نہ ہوں اور عورت کماتی ہو یا نہ کماتی ہو، ان پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے، چاہے زیورات کو بیچ کر ہی کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔

سوال 24: کیا مالدار شخص کو صدقہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صدقہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ (i) صدقہ واجبہ (ii) صدقہ نافلہ۔ صدقہ واجبہ مالدار کو لینا حرام اور اسکو دینا بھی حرام ہے۔ اور اس کو دینے سے زکوٰۃ بھی ادا نہ ہوگی۔ رہا صدقہ نافلہ تو اس کے لیے مالدار کو مانگ کر لینا حرام اور بغیر مانگے ملے تو لینا مناسب نہیں۔ جبکہ دینے والا مالدار جان کر دے اور اگر محتاج سمجھ کر دے تو لینا حرام اور اگر لینے کے لیے اپنے آپکو محتاج ظاہر کیا تو دوسرا حرام، ہاں وہ صدقاتِ نافلہ کہ تمام مخلوق کے لیے ہوتے ہیں اگر ان کو لینے میں کوئی ذلت نہ ہو تو وہ غنی کو لینا بھی جائز ہے جیسے سبیل کا پانی، نیاز کی شیرینی وغیرہ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 261)

سوال 25: کیا زکوٰۃ کی رقم کسی مدرسہ کے طالبِ علم کو دے سکتے ہیں؟

جواب: ایسے طلبہ جو صاحبِ نصاب نہ ہوں انہیں زکوٰۃ دی جا سکتی ہے بلکہ انہیں دینا افضل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10، صفحہ 253)

سوال 26: کافر یا کسی بدمذہب شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کافر کو یا بدمذہب کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اور ان کو دینے سے زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 290)

سوال 27: کن لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے؟

جواب: اپنی اصل اور فروع کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اصل سے مراد وہ جس سے یہ پیدا ہوا جیسے (ماں باپ، دادا، دادی، نانا نانی وغیرہ) اور فروع سے مراد وہ جو اس سے پیدا ہوئے جیسے (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہ) اور ساداتِ کرام اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے کہ ساداتِ کرام اور دیگر بنو ہاشم پر زکوٰۃ حرامِ قطعی ہے جس پر چاروں مذاہب (یعنی حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) کے ائمہ کرام کا اجماع ہے۔ کہ بالاتفاق ائمہ اربعہ بنو ہاشم اور بنو المطلب پر صدقہ فریضہ حرام ہے۔ اور میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور غنی شخص کے نابالغ بچوں کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے کیونکہ وہ اپنے باپ کی وجہ سے غنی شمار ہوتے ہیں (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 109۔ الدرالمختار جلد 3 صفحہ 350,344,339)

سوال 28: رشتے داروں میں کن کن کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: رشتے داروں میں انکو زکوۃ دے سکتے ہیں جبکہ وہ زکوۃ کے مستحق ہوں (1) بہن (2) بھائی (3) چچا (4) پھوپھی (5) خالہ (6) ماموں (7) داماد (8) بہو (9) سوتیلا باپ (10) سوتیلی ماں (11) شوہر کی طرف سے سوتیلی اولاد (12) بیوی کی طرف سے سوتیلی اولاد، وغیرہ۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 110)

سوال 29: زکوۃ اعلانیہ طور پر دینا بہتر ہے یا پوشیدہ طور پر دینا بہتر ہے؟

جواب: زکوۃ اعلان کے ساتھ دینا بہتر ہے جبکہ ریا کاری کا اندیشہ نہ ہو، تا کہ دوسروں کو ترغیب بھی ملے اور وہ اسکے بارے میں بدگمانی کا شکار بھی نہ ہوں کہ یہ زکوۃ نہیں دیتا۔ پوشیدہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اگر زکوۃ لینے والا ایسا خوددار ہو کہ اعلانیہ لینے میں ذلت محسوس کریگا تو اسے پوشیدہ طور پر دے دینا بہتر ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں اگر ان الفاظ (تحفہ، ہدیہ، ہبہ) کے ساتھ زکوۃ دے دی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 158۔ الدر المختار جلد 3 صفحہ 222)

سوال 30: اگر بیوی پر زکوۃ فرض ہو اور شوہر کے سمجھانے کے باوجود وہ ادا نہ کرے تو اس صورت میں شوہر گناہ گار، یا اس پر کسی قسم کا وبال ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر شوہر کے سمجھانے کے باوجود زوجہ زکوۃ ادا نہ کرے تو اس کا وبال شوہر پر نہیں آئیگا قرآن پاک میں ہے:

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى o کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔ (پارہ 27 سورہ نجم آیت 38)

ہاں شوہر پر مناسب انداز میں سمجھاتے رہنا لازم ہے کہ قرآن پاک میں ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ o اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (پارہ 28 سورہ تحریم آیت 6)

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 132)

سوال 31: اگر کوئی شخص سارا سال خیرات کرے تو کیا بعد میں اس خیرات کو زکوۃ میں شمار کر سکتا ہے؟

جواب: سال بھر خیرات کرنے کے بعد اسے زکوۃ میں شمار نہیں کر سکتا کیونکہ زکوۃ دیتے وقت یا زکوۃ کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیتِ زکوۃ شرط ہے۔ نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوۃ ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 886) ہاں اگر خیرات کردہ مال فقیر کے پاس موجود ہو ہلاک نہ ہوا ہو تو زکوۃ کی نیت کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 161)

سوال 32: کیا رمضان المبارک میں ہی زکوۃ دینا ضروری ہے؟

جواب: رمضان المبارک میں زکوۃ دینا ضروری نہیں، اگر کسی شخص کا رمضان کے آنے سے پہلے سال مکمل ہو جائے تو فوراً ادا کرنا واجب ہے اور تاخیر کی صورت میں یہ شخص گناہ گار ہوگا اور اگر سال مکمل ہونے سے پہلے کوئی شخص ادا کرنا چاہے تو رمضان المبارک میں ادا کرنا بہتر ہے جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر (70) فرضوں کے برابر ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 183)

سوال 33: کیا بھیک مانگنے والے لوگوں کو زکوۃ، صدقات، خیرات وغیرہ دے سکتے ہیں؟

جواب: بھیک مانگنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک غنی مالدار، انہیں بھیک مانگنا حرام اور انہیں دینا بھی حرام۔ ایسے لوگوں کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ یہ لوگ مستحقِ زکوۃ نہیں ہیں دوسرے وہ جو حقیقت میں فقیر ہیں یعنی نصاب کے مالک نہیں ہیں مگر مضبوط و تندرست ہیں کمانے کی قوت رکھتے ہیں اور بھیک مانگنا کسی ایسی ضرورت کے لیے نہیں جو انکی طاقت سے باہر ہو۔ مزدوری وغیرہ کا کوئی کام نہیں کرنا چاہتے مفت کھانا کھانے کی عادت پڑی ہے جس کے سبب بھیک مانگتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے اور جو انہیں مانگنے سے مال ملے وہ ان کے لیے مال خبیث ہے۔ حدیث پاک میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: غنی اور تندرست آدمی کو زکوۃ، صدقات لینا جائز نہیں۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 631 صفحہ 365) ایسے لوگوں کو بھیک دینا منع ہے۔ کہ گناہ پر مدد کرنا ہے لوگ اگر نہیں دیں گے تو وہ محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہوں گے۔ **اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:**

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝ گناہ اور زیادتی کے کاموں پر(ایک دوسرے کی)مدد نہ کرو۔

(پارہ6 سورہ مائدہ آیت 2)

مگر ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جائے گی جبکہ اور کوئی شرعی رُکاوٹ نہ ہو اس لیے کہ وہ مالکِ نصاب نہیں ہیں۔ اور بھیک مانگنے والوں کی تیسری قسم وہ ہے جو نہ مال رکھتے ہیں اور نہ کمانے کی طاقت رکھتے ہیں یا جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے کی طاقت نہیں رکھتے ایسے لوگوں کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے بھیک مانگنا جائز ہے اور مانگنے سے جو کچھ ملے وہ ان کے لیے حلال وطیب ہے اور یہ لوگ زکوٰۃ کے بہترین مصرف ہیں اگر ہو سکے تو انکو تلاش کر کے زکوٰۃ صدقات دینے چاہئیں کیونکہ انہیں دینا بہت بڑا ثواب ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہیں جھڑکنا حرام ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد10 صفحہ 253۔ فتاویٰ فیض الرسول جلد1 صفحہ 505)

سوال 34: ہیروں اور موتیوں پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہیروں اور موتیوں پر زکوٰۃ واجب نہیں اگر چہ ہزاروں کے ہوں ہاں اگر تجارت کی نیت سے لیے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ (بہارشریعت جلد1 صفحہ 883۔ الدرالمختار جلد3 صفحہ 230)

سوال 35: اگر کسی شخص نے اپنی بچیوں کی شادی کے لیے الگ پیسہ رکھا ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟

جواب: شرائط زکوٰۃ پائی جانے کی صورت میں اس پیسہ پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد10 صفحہ 144)

☆☆☆......عُشر اور فطرانے کے مسائل......☆☆☆

سوال 1: عشر کسے کہتے ہیں؟

جواب: زمین سے نفع حاصل کرنے کی غرض سے اُگائی جانے والی چیز کی پیداوار پر جو زکوٰۃ ادا کی جاتی اسے عشر کہتے ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد1 صفحہ 438۔ بہارشریعت جلد1 صفحہ 916)

سوال 2: زمین کی کتنی پیداوار پر عشر واجب ہے؟

جواب: جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود ہو خواہ وہ غلہ، اناج اور پھل فروٹ ہوں یا سبزیاں وغیرہ مثلاً اناج اور غلہ میں گندم، جو، چاول، گنا، کپاس، جوار، دھان

(چاول) باجرہ، مونگ پھلی، مکئی اور سورج مکھی، رائی، سرسوں اور لوسن وغیرہ، پھلوں میں خربوزہ، آم، امرود، مالٹا، لوکاٹ، سیب، انار، ناشپاتی، جاپانی پھل، سنگترا، ناریل، تربوز، جامن، لیچی، لیموں، خوبانی، آڑو، کھجور، آلو بخارہ، گرما، اناس، انگور وغیرہ، سبزیوں میں ٹینڈا، کریلا، بھنڈی توری، آلو، ٹماٹر، گھیا توری، سبز مرچ، شملہ مرچ، پودینہ، کھیرا، ککڑی، توری، پھول گوبھی، بند گوبھی، شلغم، گاجر، چقندر، مٹر، پیاز، لہسن، پالک، دھنیا اور مختلف قسم کے ساگ، میتھی، بینگن وغیرہ، ان سب کی پیداوار میں سے عشر (یعنی دسواں 1/10 حصہ) یا نصف عشر (یعنی بیسواں 1/20 حصہ واجب ہے)۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد1 صفحہ 438)

سوال 3: پیداوار میں کب عشر اور کب نصف عشر دینا واجب ہے؟

جواب: جو کھیت بارش یا نہر، نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے (یعنی چمڑے کا بڑا ڈول) یا ڈول یا ٹیوب ویل وغیرہ سے ہوتی ہو تو اس میں نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ واجب ہے اور اگر پانی خرید کر آبپاشی کی ہو یعنی وہ پانی کسی کی مِلک ہے اس سے خرید کر آبپاشی کی تو تب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں بارش کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول، چرس، ٹیوب ویل وغیرہ سے تو اگر بارش کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول وغیرہ سے تو عشر واجب ہے ورنہ نصف عشر واجب ہے۔ (بہارشریعت جلد1 صفحہ 917)

(فتاویٰ فقیہ ملت جلد1 صفحہ 313)(شرح صحیح مسلم جلد2 صفحہ 893)(فتاویٰ رضویہ جلد1 صفحہ 203)

حدیث پاک میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس زمین کو بارش نے سیراب کیا اور چشموں نے سیراب کیا یا اس زمین نے خود اپنی رگوں سے پانی لے لیا تو اس میں عشر ہے اور جس زمین کو کنویں کے ڈولوں سے سیراب کیا گیا تو اس میں نصف عشر ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ حدیث 1483 صفحہ 717)

سوال 4: عشر واجب ہونے کیلئے غلہ، پھل، اور سبزیوں کی کم از کم کتنی مقدار ہونا ضروری ہے؟

جواب: عشر واجب ہونے کیلئے ان کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ زمین سے غلہ، پھل اور سبزیوں کی جتنی پیداوار بھی حاصل ہو اس پر عشر یا نصف عشر دینا واجب ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد1 صفحہ 440)(فتاویٰ فیض الرسول جلد1 صفحہ 503)

سوال 5: کیا قرض دار کو عشر معاف ہے؟

جواب: قرض دار سے عشر معاف نہیں ہے اس لیے اگر قرض لے کر زمین خریدی ہو یا کاشت کار پہلے سے مقروض ہو یا قرض لے کر کاشت کاری کی ہو ان سب صورتوں میں قرض دار پر بھی عشر واجب ہے۔ (الدرالمختار وردالمحتار جلد 3 صفحہ 314) علامہ عالم بن علاء الانصاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زکوۃ کے برخلاف عشر مقروض پر بھی واجب ہوتا ہے۔ (فتاوٰی تاتارخانیہ جلد 2 صفحہ 330) (فیضان زکوۃ صفحہ 130)

سوال 6: اگر مالک پاگل یا نابالغ ہو تو اس کو بھی عشر دینا ہوگا؟

جواب: عشر واجب ہونے کیلئے عاقل، بالغ ہونا شرط نہیں ہے عشر چونکہ زمین کی پیداوار پر ادا کیا جاتا ہے لہٰذا جو بھی اس پیداوار کا مالک ہوگا وہ عشر ادا کریگا چاہے وہ مجنون (یعنی پاگل) اور نابالغ ہی کیوں نہ ہو۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 438) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 916)

سوال 7: کیا شرعی فقیر پر بھی عشر واجب ہوگا؟

جواب: جی ہاں! شرعی فقیر پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ عشر واجب ہونے کا سبب زمین نامی (یعنی قابل کاشت) سے حقیقتاً پیداوار کا ہونا ہے، اس میں مالک کے غنی یا فقیر ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔

(فیضان زکوۃ صفحہ 130 بحوالہ: من العنایۃ والکفایۃ جلد 2 صفحہ 188)

سوال 8: کیا عشر واجب ہونے کیلئے سال گزرنا شرط ہے؟

جواب: عشر واجب ہونے کے لیے پورا سال گزرنا شرط نہیں بلکہ سال میں چند بار ایک ہی کھیت میں زراعت (پیداوار) ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار جلد 3 صفحہ 313) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 917)

سوال 9: عشر کب ادا کرنا چاہیے؟

جواب: عشر اس وقت ادا کرنا چاہیے جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور فساد کا اندیشہ جاتا رہے اگرچہ ابھی توڑنے کے لائق (یعنی قابل) نہ ہوئے ہوں۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 919)

سوال 10: کیا عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جب تک عشر ادا نہ کر دیا جائے یا پیداوار سے عشر الگ نہ کر لیا جائے اس وقت تک پیداوار میں

سے کچھ بھی استعمال کرنا جائز نہیں اور اگر استعمال کر لیا تو اس میں جو عشر کی مقدار بنتی ہے اتنا تاوان ادا کرنا پڑے گا البتہ تھوڑا سا استعمال کر لیا تو معاف ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 440) (الدرالمختار جلد 3 صفحہ 321) (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 919)

سوال 11: کیا عشر میں صرف پیداوار دینی ہوگی یا اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے؟

جواب: موجودہ فصل میں سے جس قدر غلہ یا پھل ہوں ان کا پورا عشر علیحدہ کرے یا اس کی پوری قیمت (بطور عشر) دے دونوں طرح سے جائز ہے۔ (فتاوٰی مصطفویہ صفحہ 298)

سوال 12: اگر کسی شخص نے کئی سال عشر ادا نہ کیا ہو تو اب اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: عشر کی عدم ادائیگی پر توبہ کرے اور سابقہ سالوں کا حساب لگا کر بقدر استطاعت (یعنی جتنی طاقت ہو) ادا کرتا رہے۔ (فتاوٰی مصطفویہ صفحہ 298)

سوال 13: عشر کس کو دے سکتے ہیں اور کس کو نہیں دے سکتے؟

جواب: جن لوگوں کو زکوۃ دے سکتے ہیں ان کو عشر بھی دے سکتے ہیں اور جن کو زکوۃ نہیں دے سکتے ان کو عشر بھی نہیں دے سکتے۔

سوال 14: کیا مسجد کے امام کو عشر دے سکتے ہیں؟

جواب: مسجد کا امام اگر شرعی فقیر ہے تو اسے عشر دے سکتے ہیں اور اگر امام صاحب عالم بھی ہوں تو انہی کو دینا افضل ہے (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 441) مگر عالمِ دین کو دیتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ اس کا احترام پیش نظر ہو اور دینے والا ادب کیساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو کوئی چیز نذر کرتے ہیں اور معاذ اللہ عالم کو دیتے وقت اگر حقارت دل میں آئی تو یہ ہلاکت بلکہ بہت بڑی ہلاکت ہے۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 924)

سوال 15: کیا مسجد کے امام کو بطورِ اُجرت عشر دے سکتے ہیں؟

جواب: مسجد کے امام کو (حیلہ شرعی کے بغیر) بطورِ اُجرت عشر دینا جائز نہیں کیونکہ مسجد مصارفِ زکوۃ میں نہیں ہے اور عشر کے احکام وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں۔

سوال 16: صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: صدقۂ فطر ہر مسلمان مالکِ نصاب (یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی قیمت) ہو۔ اور حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو، اس پر صدقۂ فطر واجب ہے صدقۂ فطر کے وُجُوب کیلئے نصاب پر سال گزرنا، یا سال بھر صاحبِ نصاب رہنا، عاقل بالغ ہونا، مال نامی ہونا شرط نہیں کیونکہ صدقۂ فطر شخص پر واجب ہوتا ہے، مال پر نہیں۔ ہر صاحبِ نصاب پر اس کی نابالغ اولاد کا صدقۂ فطر ادا کرنا بھی واجب ہے جبکہ وہ خود مالک نصاب نہ ہوں ورنہ صدقۂ فطر ان ہی کے مال سے ادا کیا جائے البتہ مجنون اولاد اگر چہ بالغ ہوں ان کا صدقۂ فطر والد پر واجب ہے جبکہ اولاد مالکِ نصاب نہ ہو۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 445۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 935۔ تفہیم المسائل جلد 6 صفحہ 206) اور صدقۂ فطر نمازِ عید سے قبل ادا کرنا افضل ہے اگر کسی شخص کے پاس عید الفطر کے دن یعنی یکم شوال المکرّم کو وقتی ضرورت سے زائد کم از کم زکوٰۃ کے برابر رقم نہیں ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہوگا اور نہ ہی اُس پر بعد میں اُس کی قضاء واجب ہوگی۔ **ہاں!** اگر عید الفطر یعنی یکم شوال المکرّم کو صاحبِ نصاب ہوتے ہوئے فطرہ ادا نہ کیا ہوتا تو جب تک اُسے ادا نہ کرلیا جائے، ساقط نہیں ہوتا، بعد میں جب بھی ادا کرے گا ادا ہی ہوگا قضا نہ ہوگا۔

سوال 17: کیا عید کے دن گھر آئے ہوئے مہمانوں کا فطرہ میزبان کو ادا کرنا پڑے گا؟

جواب: عید پر آنے والے مہمانوں کا صدقۂ فطر میزبان ادا نہیں کریگا اگر مہمان صاحبِ نصاب ہیں تو وہ اپنا فطرہ خود ادا کریں گے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10، صفحہ 296)

سوال 18: جس شخص نے رمضان کے روزے نہ رکھیں ہوں تو کیا اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہوگا؟

جواب: صدقۂ فطر واجب ہونے کیلئے رمضان کے روزے رکھنا شرط نہیں ہے۔ لہٰذا کسی عذر مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر کسی نے روزے نہ رکھے تو اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 936)

سوال 19: صدقۂ فطر کی کتنی مقدار ہے؟

جواب: صدقۂ فطر کی مقدار دو کلو پچاس (50) گرام گندم، آٹا یا اس کی قیمت ہے اگر صدقۂ فطر میں کھجور،

کشمش یا جو یا اس کا آٹا یا ستو یا ان کی قیمت دینا چاہیں تو پھر چار کلو 100 گرام ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہے۔ (اور امیر لوگوں کو اسی مقدار سے نکالنا بہتر ہے تاکہ غریب لوگوں کا فائدہ ہو)۔

(ملخصاً بہار شریعت جلد 1 صفحہ 938,939۔ فتاویٰ رضویہ جلد 10، صفحہ 295)

سوال 20: صدقۂ فطر کسے دے سکتے ہیں؟

جواب: صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن لوگوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان کو صدقۂ فطر بھی دے سکتے ہیں اور جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے ان کو صدقۂ فطر بھی نہیں دے سکتے۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 940)

☆☆☆......قربانی کا بیان......☆☆☆

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(1) فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ o	تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ (پارہ 30 سورہ الکوثر آیت 2)
(2) لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ o	تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔ (پارہ 4 سورہ آل عمران آیت 92)
(3) لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَادِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ o	ہرگز نہ (تو) اللہ کو (ان قربانیوں) کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ہی اِن کا خون، مگر اسے تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔ (پارہ 17 سورہ الحج آیت 37)

☆☆☆......قربانی کے فضائل کے متعلق احادیث مبارکہ......☆☆☆

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کا کوئی عمل خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔ اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا۔ اور بے شک اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں

مقام قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔پس خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1532،صفحہ 744)

(2) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی۔یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: تمہارے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟ ارشاد فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ بھیڑوں کی اُون کے بارے میں کیا حکم ہے ارشاد فرمایا: بھیڑوں کی اُون کے بدلے میں بھی ایک نیکی ہے۔

(سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3117 صفحہ 331)

(3) حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی تو وہ (اس کے کرنے والے کے لیے) جہنم سے حجاب (رکاوٹ) ہو جائے گی۔ (المعجم الکبیر جلد 3 حدیث 2736 صفحہ 84)

☆☆☆......قربانی کے مسائل......☆☆☆

سوال 1: قربانی کس پر واجب ہے؟

جواب: قربانی ہر بالغ مقیم، مسلمان مرد و عورت مالکِ نصاب پر واجب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 8 صفحہ 383) مالکِ نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی مالیت کی رقم یا اتنی مالیت کی تجارت کا مال یا اتنی مالیت کا حاجتِ اصلیہ کے علاوہ سامان ہو اور اس پر اللہ عزوجل یا بندوں کا اتنا قرضہ نہ ہو جسے ادا کر کے ذکر کردہ نصاب باقی نہ رہے۔فقہائے کرام (رحمہم اللہ) فرماتے ہیں حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔اور ان کے بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی و دشواری محسوس ہوتی ہے جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علمِ دین کے متعلق کتابیں اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔ (الہدایہ جلد 1 صفحہ 96) اگر حاجتِ اصلیہ کی تعریف پیشِ نظر رکھی جائے تو بخوبی معلوم ہو جائے کہ ہمارے گھروں میں بے شمار چیزیں ایسی ہیں کہ جو حاجتِ اصلیہ میں داخل نہیں چنانچہ اگر ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر پہنچ

گئی تو قربانی واجب ہو جائے گی۔

سوال 2: قربانی کس دن کرنا افضل ہے پہلے دن، دوسرے دن یا تیسرے دن؟

جواب: قربانی پہلے دن یعنی دسویں تاریخ کو کرنا سب سے افضل ہے اور زیادہ ثواب بھی پہلے دن ہے اور پھر اس سے کم ثواب دوسرے دن، اور تیسرے دن اس سے بھی کم ثواب ہے۔

(بہار شریعت جلد 3 صفحہ 336)

سوال 3: کون کونسے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے؟

جواب: قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں (1) اونٹ (2) گائے (3) بکری، ہر قسم میں اس کی جتنی قسمیں ہیں سب داخل ہیں۔نر اور مادہ، خصّی اور غیر خصّی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہو سکتی ہے بھینس گائے میں شمار ہوتی ہے لہٰذا اس کی بھی قربانی ہو سکتی ہے بھیڑ اور دُنبہ بکری میں داخل ہیں۔ان کی بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 8 صفحہ 391) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 339)

سوال 4: قربانی کے جانور کی کتنی عمر ہونی چاہیے؟

جواب: قربانی کے جانور کی عمر اتنی ہونی چاہیے۔اونٹ پانچ سال کا، گائے دو سال کی، بکرا ایک سال کا، اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے ہاں دنبہ یا بھیڑ کا 6 ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اسکی قربانی جائز ہے۔

(الدر المختار جلد 9 صفحہ 533) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 340)

سوال 5: اگر جانور میں تھوڑا سا عیب ہو تو اسکی قربانی ہو جائے گی یا نہیں؟ اور کیا جانور کا خصّی ہونا عیب میں شمار ہوتا ہے؟

جواب: قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں؟ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے اور اگر سینگ مینگ تک (یعنی جڑ سمیت) ٹوٹ گئے تو قربانی ناجائز ہے لیکن اگر اس سے کم ٹوٹے تو پھر قربانی جائز ہے۔ (یعنی صرف سینگ اوپر سے ٹوٹے ہیں مگر جڑ سلامت ہے تو قربانی ہو جائے گی) جس جانور میں جنون ہے اور اس حد کا ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں ہے تو اسکی

قربانی نا جائز ہے اور اگر جنون اس حد کا نہیں ہے تو پھر جائز ہے۔ جانور اتنا لاغر (کمزور) ہو کہ اس کی ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے، اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو اسکی بھی قربانی نا جائز ہے۔ لنگڑا جانور جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے چل کر نہ جا سکے اور اتنا بیمار جسکی بیماری ظاہر ہو اور جس کے کان یا دُم یا چکّی کٹے ہوں یعنی وہ عضو (جسم کا حصہ) تہائی سے (1/3) سے زیادہ کٹا ہو ان سب کی قربانی نا جائز ہے۔ اور جانور کا خصّی ہونا عیب میں شمار نہیں ہوتا، خصّی جانور کی قربانی کرنا جائز ہے اور نبی پاک ﷺ نے خود خصّی جانور کی قربانی فرمائی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے قربانی کے روز دو مینڈھے سینگوں والے، چتکبرے خصّی ذبح فرمائے۔ (سنن ابوداؤد جلد 2، حدیث 1032، صفحہ 393)

(فتاوٰی عالمگیری جلد 8 صفحہ 392)(الدرالمختار جلد 9 صفحہ 535)(بہار شریعت جلد 3 صفحہ 340)

سوال 6: ہرن حلال جانور ہے کیا اُسکی قربانی ہوسکتی ہے؟

جواب: ہرن حلال جانور ضرور ہے مگر اس کی قربانی نہیں ہوسکتی۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 340)

سوال 7: سات افراد نے مل کر قربانی کی گائے لی اور ان میں سے اگر ایک شخص کا انتقال ہو جائے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: سات افراد نے قربانی کے لیے گائے خریدی تھی اور بعد میں ان میں سے ایک شخص کا انتقال ہو جائے تو اس صورت میں اس کے وُرثاء سے اجازت لے لی جائے وُرثاء وشُرکاء سے یہ کہہ دیں کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور انکی طرف سے قربانی کردو اور انہوں نے کر دی تو اس صورت میں سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر وُرثاء کی اجازت کے بغیر کی تو اس صورت میں کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی۔

(الدرالمختار جلد 9 صفحہ 540)(بہار شریعت جلد 3 صفحہ 343)

سوال 8: کیا قربانی کی گائے یا اونٹ میں عقیقے کا حصہ شامل کر سکتے ہیں؟

جواب: قربانی کی گائے یا اونٹ میں عقیقے کا حصہ شامل کر سکتے ہیں۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 8 صفحہ 402)(بہار شریعت جلد 3 صفحہ 343)(الدرالمختار جلد 9 صفحہ 540)

سوال 9: قربانی کرتے وقت جانور اُچھلا کُودا جسکی وجہ سے اس میں عیب پیدا ہو گیا تو کیا اس جانور کی قربانی ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب: قربانی کرتے وقت جانور اُچھلا کُودا جسکی وجہ سے اس میں عیب پیدا ہوگیا تو یہ عیب مضر (نقصان دہ) نہیں یعنی قربانی ہوجائے گی اور اگر اُچھلنے کُودنے سے عیب پیدا ہوگیا اور وہ چھوٹ کر بھاگ گیا اور فوراً پکڑ کر لایا گیا اور اسے ذبح کر دیا گیا تب بھی قربانی ہوجائے گی۔

(بہار شریعت جلد 3 صفحہ 342۔ الدرالمختار جلد 9 صفحہ 539)

سوال 10: اگر جانور مر جائے یا گُم ہو جائے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی کا جانور مر گیا تو غنی (مالکِ نصاب) پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر کے ذمہ دوسرا جانور قربان کرنا واجب نہیں اور اگر قربانی کا جانور گُم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اُس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اب وہ مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ جس ایک کی چاہے قربانی کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانی کرے۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 342)

سوال 11: قربانی کا گوشت کسی کافر، مشرک، عیسائی، ہندو یا بدمذہب وغیرہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قربانی کا گوشت کسی کافر، مشرک، عیسائی، ہندو، بدمذہب وغیرہ کو دینا نا جائز ہے دینے والا گناہ گار ہوگا اور اس پر توبہ کرنا لازم ہوگا۔ (ملخصاً بہار شریعت جلد 3 صفحہ 345۔ فتاوٰی اہلسنت حصہ 3 صفحہ 15)

سوال 12: اگر ایک شخص نے قربانی کرنے کی منت مانی ہو تو وہ اسکا گوشت کھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ ہی اغنیاء (امیر لوگوں) کو کھلا سکتا ہے۔ بلکہ اسکو صدقہ کر دینا واجب ہے وہ منت ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ خود نہیں کھا سکتا اور نہ ہی غنی کو کھلا سکتا ہے۔ (ملخصاً بہار شریعت جلد 3 صفحہ 345۔ تبیین الحقائق جلد 6 صفحہ 486)

سوال 13: حلال جانور کے وہ کونسے اعضاء ہیں جن کو کھانا مکروہ، ممنوع، نا جائز، حرام ہے؟

جواب: حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض کہ حرام یا ممنوع یا مکروہ تحریمی ہیں۔

(1) رگوں کا خون (2) پِتا (3) پھُکنا (یعنی مثانہ) (4،5) علامات نر مادہ (6) بیضے (یعنی کپورے)
(7) غدود (8) حرام مغز (9) گردن کے دو پٹھوں کے درمیان شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں (10) جگر

(یعنی کلیجی) کا خون (11) تِلی کا خون (12) گوشت کا خون کہ بعدِ ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے(13) دل کا خون (14) پت (یعنی وہ زرد پانی جو کہ پتے میں ہوتا ہے(15) ناک کی رُطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے(16) پاخانے کا مقام (17) اُوجھڑی (18) آنتیں (19) نطفہ (یعنی منی) (20) وہ نطفہ کہ خون ہوگیا (21) وہ نطفہ کہ گوشت کا لوتھڑا ہوگیا (22) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا۔

(فتاوی رضویہ جلد 20 صفحہ 241,240) (تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 237) (فتاوی فیض الرسول جلد 2 صفحہ 434)

سوال 14: آنتیں اور اُوجھڑی کھانا کیسا؟

جواب: اوجھڑی اور آنتیں کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ **اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔**

وَیُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ یعنی رسول اللہ ﷺ خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔ (پارہ 9 سورہ الاعراف آیت 157)

اور خبائث سے مراد وہ چیزیں جن سے سلیم الطبع لوگ گھن کریں اور انہیں گندی جانیں، اور بے شک آنتیں اور اُوجھڑی بھی خبائث چیزوں میں داخل ہیں ان سے لوگ گھن کرتے ہیں۔ اس لیے اُوجھڑی کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (فتاوی رضویہ جلد 20 صفحہ 240) (فتاوی فیض الرسول جلد 2 صفحہ 433)

سوال 15: اگر اُوجھڑی کو اچھی طرح صاف کرلیا جائے تو پھر کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اوجھڑی کو اچھی طرح صاف کر کے بھی نہیں کھا سکتے، کیونکہ اُوجھڑی کے اندر غلاظت (گندگی) بھری ہوتی ہے اس لیے اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد 20 میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو مکروہ تحریمی فرمایا (مگر مسلمانوں کی ایک تعداد ہے جو آجکل اسکو شوق سے کھاتی ہے) اور جہاں تک تعلق ہے اوجھڑی کو صاف کر کے کھانے کا، تو دیکھئے اگر پیشاب کو کسی گلاس میں ڈال لیا جائے اور اسکو فلٹر یعنی صاف کرلیا جائے اور اس میں موجود جراثیم کو بھی Chemical کے ذریعے مار لیا جائے تو کیا کوئی انسان اس کو پینا گوارا کرے گا؟ یقیناً نہیں کریگا۔ اس لیے اُوجھڑی کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے

سوال 16: قربانی کا جانور مر گیا یا چوری ہوگیا تو فقیر اور غنی کے لیے کیا حکم ہوگا؟

جواب: قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر کے ذمہ دوسرے

جانور کی قربانی کرنا واجب نہیں اور اگر قربانی کا جانور گُم ہوگیا یا چوری ہوگیا اور اسکی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اور وہ بھی مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں جس ایک کی چاہے قربانی کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانی کرے۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 342۔ الدر المختار جلد 9 صفحہ 539)

سوال 17: اگر کوئی شخص قربانی نہ کرے بلکہ اسکی قیمت کسی فقیر یا مسکین وغیرہ کو صدقہ کردے تو کیا اسکو قربانی کرنے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے اسکی قیمت فقیر یا مسکین کو نہیں دے سکتے جیسا کہ فقہائے کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ مثلاً کوئی شخص بجائے قربانی کرنے کے اس بکری کو یا اس کی قیمت کو صدقہ کردے یہ نا کافی ہے۔ اس میں نیابت ہوسکتی ہے، یعنی خود کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر دوسرے کو بھی اجازت دے دی اور اس نے کردی تو قربانی ہوجائے گی۔

(ملخصاً فتاوی عالمگیری جلد 8 صفحہ 386۔ بہار شریعت جلد 3 صفحہ 335۔ تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 235)

سوال 18: رات کے وقت قربانی کرنا کیسا؟

جواب: قربانی کی راتوں میں قربانی کرنا جائز ہے مگر رات کے اندھیرے میں غلطی کے امکان کی وجہ سے رات کو قربانی کرنے کو مکروہ قرار دیا گیا تھا لیکن اگر مناسب روشنی کردی جائے کہ جس سے اندھیرا دور ہوجائے اور غلطی کا امکان نہ رہے تو ایسا کرنے سے رات میں قربانی کرنا جائز ہوجائے گا اور اس صورت میں کراہیت بھی باقی نہ رہے گی۔

(فتاوی رضویہ جلد 20 صفحہ 213) فتاوی اہلسنت حصہ 3 صفحہ 25 بحوالہ الہدایۃ جلد 4 صفحہ 357)

سوال 19: اجتماعی قربانی کا گوشت وزن کر کے تقسیم کرنا چاہیے یا اندازے سے بھی تقسیم کرسکتے ہیں؟

جواب: اگر شراکت میں گائے کی قربانی کی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں، اگر کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ بخوشی ایک دوسرے کو کم زیادہ معاف کردینا کافی نہیں ہے (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 335) ہاں اگر سب شُرکاء ایک ہی گھر میں رہتے ہیں کہ مل کر ہی بانٹیں گے اور کھائیں گے یا شرکاء اپنا اپنا حصہ لینا نہیں چاہتے ایسی صورت میں وزن کرنے کی

حاجت نہیں۔اگرشرکاءاپنااپنا حصہ لے جانا چاہتے ہوں تو وزن کرنے کی مشقت سے بچنے کے لیے یہ دو حیلے کرسکتے ہیں (1) ذبح کے بعد اس گائے کا سارا گوشت ایک ایسے بالغ مسلمان شخص کو ہبہ (یعنی تحفۃً مالک) کردیں جوان کی قربانی میں شریک نہ ہواور اب وہ شخص اندازے سے سب میں تقسیم کرسکتا ہے۔ (2) دوسرا حیلہ اس سے بھی آسان ہے جیسا کہ فقہائے کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں گوشت تقسیم کرتے وقت اس میں کوئی دوسری جنس (مثلاً کلیجی،مغز وغیرہ) شامل کی جائے تو بھی اندازے سے تقسیم کرسکتے ہیں۔(الدرالمختار جلد9 صفحہ 527) اگر کئی چیزیں ڈالی ہیں تو ہر ایک میں سے ٹکڑا ٹکڑا دینا لازمی نہیں گوشت کے ساتھ صرف ایک چیز دینا بھی کافی ہے مثلاً تلی، کلیجی،سری پائے ڈالے ہیں تو گوشت کے ساتھ کسی کو تلی دے دی، کسی کو کلیجی کا ٹکڑا، کسی کو پائے، کسی کو سری، اگر ساری چیزوں میں سے ٹکڑا ٹکڑا دینا چاہیں تب بھی حرج نہیں: مزید تفصیلات کے لیے فتاویٰ اہلسنت حصہ 3 صفحہ 12 کا مطالعہ فرمائیں یا اہلسنت کے کسی مفتی صاحب سے رابطہ فرمائیں۔

سوال 20: قصائی کو اُجرت کے طور پر کھال دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قربانی کی کھال یا گوشت یا اس میں سے کوئی اور چیز قصائی کو اُجرت میں نہیں دے سکتے کہ اسکو اُجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے۔ (بہارشریعت جلد3 صفحہ 346)

سوال 21: گوشت کے کتنے حصے کرنے چاہئیں اور یہ گوشت کتنے دن تک کھاسکتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی کا گوشت صرف تین دن تک کھاسکتے ہیں؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرلیے جائیں ایک حصہ فُقرا کے لیے، ایک حصہ دوست احباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے (فتاویٰ عالمگیری جلد8 صفحہ 395) لیکن اگر کسی نے سارا گوشت خود ہی رکھ لیا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں گوشت کے تین حصے کرنا صرف استحبابی اَمر (یعنی مستحب کام) ہے کچھ ضروری نہیں چاہے تو سب اپنے صرف (یعنی استعمال) میں لائے یا سب عزیزوں غریبوں کو دیدے یا سب مساکین کو بانٹ دے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 253) تین دن سے زیادہ بھی قربانی کا گوشت کھاسکتے ہیں حدیث پاک میں جواسکی ممانعت ہے وہ منسوخ ہے جیسا کہ ایک حدیثِ پاک میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی

پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔ اور میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کو رکھنے سے منع کیا تھا اب تم انہیں رکھ سکتے ہو۔

(صحیح مسلم جلد کتاب الجنائز2 حدیث2156 صفحہ 782)

سوال 22: ایک شخص پر قربانی کرنا واجب تھا مگر نہ کی اور قربانی کے دن بھی گزر گئے اب وہ قربانی کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟

جواب: قربانی واجب تھی مگر نہ کی اور قربانی کے دن گزر گئے تو قربانی کی قضاء کرے یعنی ایک بکرا جو قربانی کے قابل ہو اسے صدقہ کردے یا اسکی قیمت صدقہ کردے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقر عید آگئی اب یہ چاہتا ہے کہ سال گزشتہ کی قربانی کی قضاء اس سال کرے یہ نہیں ہوسکتا اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد8 صفحہ 390) (تفہیم المسائل جلد2 صفحہ 235) (فتاویٰ اہلسنت حصہ 3 صفحہ 24)

سوال 23: نابالغ بچہ اگر قربانی کا جانور ذبح کرے تو قربانی ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: نابالغ بچہ اگر سمجھدار ہے اور ذبح کرنے کا طریقہ جانتا ہے اور اس پر قادر ہے اور ذبح کی شرائط کے مطابق ذبح کرے گا تو جانور حلال ہوگا۔اس میں بالغ ہونے کی شرط نہیں بلکہ سمجھ دار ہونے کی شرط ہے۔لہٰذا نابالغ ناسمجھ اگر ذبح کرے تو جانور حلال نہ ہوگا۔ (فتاویٰ اہلسنت حصہ 3 صفحہ 44)

سوال 24: اگر ایک شخص نے عید کے دوسرے یا تیسرے دن قربانی کرنی ہو تو کیا وہ نمازِ عید کے بعد بال، ناخن وغیرہ کٹوا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس پر عمل کرتے ہوئے بال ناخن کو نہ کاٹے ہوئے 40 دن سے زیادہ ہوجائیں تو پھر کیا حکم ہوگا؟

جواب: نمازِ عید کے بعد ناخن وغیرہ کٹوا سکتا ہے کہ عشرہ ذی الحجہ میں ناخن اور بال وغیرہ نہ ترشوانا سنت مستحبہ ہے (اور ان شاء اللہ عزوجل اسے قربانی کا ثواب بھی ملے گا) اگر نہ ترشوائے تو بہتر ہے اور اگر ترشوائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر کسی وجہ سے (بال ناخن کو نہ کاٹے) چالیس دن ہوگئے ہوں تو عشرہ ذی الحجہ ہی میں کٹوائے کہ 40 دن سے زیادہ تک نہ کٹوانا گناہ ہے اور مستحب (پر عمل کرنے) کے لیے

گناہ کی اجازت نہیں ۔ (فتاویٰ اہلسنت جلد 2 صفحہ 245) اعلیٰ حضرت ﷫ فرماتے ہیں یہ حکم صرف استحبابی ہے کرے تو بہتر نہ کرے تو مضائقہ نہیں ۔ نہ اسکو حکم عدولی کہہ سکتے ہیں نہ قربانی میں نقص آنے کی کوئی وجہ بلکہ اگر کسی شخص نے 31 دن سے کسی عذر کے سبب خواہ بلا عذر ناخن نہ ترشوائے ہوں نہ خط بنوایا ہو کہ چاند ذی الحجہ کا ہو گیا تو وہ اگرچہ قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس مستحب پر عمل نہیں کرسکتا کہ اب دسویں تک رکھے گا تو ناخن وخط بنوائے ہوئے اکتالیسواں دن ہو جائے گا اور چالیس دن سے زیادہ نہ بنوانا گناہ ہے اس لیے فعل مستحب کے لیے گناہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 353)

سوال 25: اگر بکرا 6 ماہ یا 11 ماہ کا ہو مگر دور سے پورے ایک سال کا لگتا ہو تو کیا اسکی قربانی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: 6 ماہ کا یا 11 ماہ کے بکرے کی قربانی جائز نہیں اگرچہ وہ دور سے ایک سال ہی کا لگے کیونکہ قربانی کے لیے بکرے کا ایک سال کا ہونا لازمی ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ بکرے کی عمر ایک سال ہونا لازمی ہے اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں ۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 340)

سوال 26: اُوجھڑی کھانا ناجائز مکروہ تحریمی ہے تو کیا اسکو کسی غیر مسلم کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اُوجھڑی غیر مسلم کو دے سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ۔ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد 2 صفحہ 251)

سوال 27: قربانی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت ﷫ فرماتے ہیں کہ چاہے قربانی ہو یا ویسے ہی ذبح کرنا ہو سنت یہ چلی آرہی ہے کہ ذبح کرنے والا اور جانور دونوں قبلہ رُو ہوں ۔ ہمارے علاقے (یعنی پاک وہند) میں قبلہ مغرب میں ہے ۔ اس لیے سرِ ذبیحہ (یعنی جانور کا سر) جنوب (South) کی طرف ہونا چاہیے تاکہ جانور بائیں (یعنی الٹے) پہلو لیٹا ہو ۔ اور اسکی پیٹھ مشرق (East) کی طرف ہو تاکہ اس کا منہ قبلے کی طرف ہو جائے اور ذبح کرنے والا اپنا دایاں (یعنی سیدھا) پاؤں جانور کی گردن کے دائیں یعنی (سیدھے) حصے (یعنی گردن کے قریب پہلو) پر رکھے اور ذبح کرے اور اگر خود اپنا یا جانور کا منہ قبلے کی طرف کرنا ترک کیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 216)

قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں ۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ o قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ o

میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں o تم فرماؤ بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا o

اور قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں ۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ تو مجھ سے اِس قربانی کو قبول فرما جیسے تو نے اپنے خلیل ابراہیم ؑ اور اپنے حبیب محمد ﷺ سے قبول فرمائی ۔

اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کریں تو مِنّی کی بجائے مِنْ کہہ کر اُس کا نام لیجئے ۔

مدنی التجاء: ۔ گائے وغیرہ کو گرانے سے پہلے قبلے کا تعین کرلیا جائے لٹانے کے بعد بالخصوص پتھریلی زمین پر گھسیٹ کر قبلہ رُخ کرنا بے زبان جانور کے لیے سخت اذیت (تکلیف) کا باعث ہے ۔ ذبح کرنے میں اتنا نہ کاٹیں کہ چُھری گردن کے مُہرے (ہڈی) تک پہنچ جائے کہ یہ بلاوجہ کی جانور کو تکلیف دینا ہے پھر جب تک جانور مکمل طور پر ٹھنڈا نہ ہو جائے نہ اسکے پاؤں کاٹیں نہ کھال اُتاریں ذبح کر لینے کے بعد جب تک روح نہ نکل جائے چُھری کٹے ہوئے گلے پر مَس (Touch) نہ کریں اور نہ ہاتھ، بعض قصاب جانور کو جلدی ٹھنڈا کرنے کے لیے ذبح کے بعد تڑپتے جانور کی کھال اُتارتے اور چُھری گھونپ کر دل کی رگیں کاٹتے ہیں ۔ یہ سخت مکروہ ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد 8 صفحہ 395) اس طرح بکرے کو ذبح کرنے کے فوراً بعد بے چارے کی گردن چٹخا دیتے ہیں ۔ بے زبانوں پر اس طرح کے مظالم نہ کئے جائیں جس سے ہو سکے ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جانور کو بلاوجہ ایذا پہنچانے والے کو روکے ۔ اگر باوجود قدرت نہیں روکے گا تو خود بھی گناہگار اور جہنم کا حقدار ہوگا ۔ بہار شریعت میں ہے: جانور پر ظلم کرنا ذِمی کافر پر (اب

دنیا میں سب کافر حربی ہیں) ظلم کرنے سے زیادہ بُرا ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مسلم پر ظلم کرنے سے بھی بُرا ہے کیونکہ جانور کا کوئی مددگار (اللہ ﷻ) کے سوا نہیں ہوتا اس غریب کو اس ظلم سے کون بچائے۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 660) ذبح کرنے کے بعد روح نکلنے سے پہلے چھُریاں چلا کر بے زبان جانوروں کو بلاوجہ تکلیف دینے والوں کو ڈر جانا چاہیے اور طاقت سے زیادہ کام نہیں لینا چاہیے کہ کہیں مرنے کے بعد عذاب کے لیے یہی جانور مسلط نہ کر دیا جائے: جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: جس کا مفہوم ہے: نبی پاک ﷺ نے جہنم میں ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ لٹکی ہوئی ہے اور ایک بلی اس کے چہرے اور سینے کو نوچ رہی ہے اور ویسے ہی عذاب دے رہی ہے جیسے اس نے دنیا میں اسے قید کر کے اور بھوکا رکھ کر اسے تکلیف دی تھی، جسکی وجہ سے وہ مر گئی۔ (علماء فرماتے ہیں کہ اس روایت کا حکم تمام جانوروں کے حق میں عام ہے)۔ (صحیح بخاری کتاب المساقاۃ جلد 5 حدیث 2364 صفحہ 78) (الزواجر جلد 2 صفحہ 323)

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی — قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

مدنی التجاء: جانور کو قربانی سے پہلے چارا پانی ضرور دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں اور ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کریں اور پہلے سے چھُری تیز کر لیں ایسا نہ ہو کہ جانور کو گرانے کے بعد اس کے سامنے چھُری تیز کی جائے کیونکہ حدیث پاک میں ہے: سرکار دو عالم ﷺ ایک آدمی کے قریب سے گزرے وہ بکری کی گردن پر پاؤں رکھ کر چھُری تیز کر رہا تھا اور بکری اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا: کیا تم پہلے ایسا نہیں کر سکتے تھے؟ کیا تم اسے کئی موتیں مارنا چاہتے ہو؟ تم نے اسے لٹانے سے پہلے اپنی چھُری تیز کیوں نہ کر لی؟۔ (یعنی آپ ﷺ نے اس آدمی کو تنبیہ فرمائی)

(المستدرک جلد 5 حدیث 7637، صفحہ 327)

سوال 28: بعض خواتین یہ کہتی ہیں کہ جو لوگ کماتے ہوں ان پر قربانی واجب ہوتی ہے ہم پر واجب نہیں ہوتی کیونکہ ہم کماتی نہیں ہیں؟ حالانکہ ان کے پاس سونا چاندی یا رقم کی صورت میں اتنا مال موجود ہوتا ہے کہ وہ مالک نصاب ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی قربانی نہیں کرتیں ایسی خواتین کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

جواب: جن کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی رقم موجود ہو تو ایسی خواتین مالکِ نصاب بن

جاتی ہیں اور ان پر قربانی واجب ہوتی ہے (بالفرض ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت ساٹھ ہزار روپے ہو تو جس کے پاس اتنی رقم موجود ہو اس پر قربانی واجب ہوگی) قربانی نہ کرنے کی صورت میں گناہ گار ہونگی۔ اگر انکے پاس رقم موجود نہ ہو تو انہیں چاہیے کہ قرض لے کر قربانی کریں یا کچھ مال فروخت کر کے قربانی کریں۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد 3 صفحہ 315)

سوال 29: اگر دو افراد جانور کو ذبح کریں تو کیا دونوں پر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: دوسرے سے ذبح کروایا اور خود اپنا ہاتھ بھی چھُری پر رکھ دیا کہ دونوں نے ملکر ذبح کیا تو دونوں پر بسم اللہ کہنا واجب ہے ایک نے بھی جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دی یا یہ خیال کر کے چھوڑ دی کہ دوسرے نے کہہ لی ہے مجھے کہنے کی ضرورت نہیں، دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوگا۔

(بہار شریعت جلد 3 صفحہ 351۔ الدر المختار جلد 9 صفحہ 551)

سوال 30: قربانی کی دعا یاد نہ ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنے سے قربانی ہو جائے گی؟

جواب: قربانی میں نیتِ قربانی اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا ضروری ہے دعا پڑھنا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے لہٰذا قربانی ہو جائے گی۔ (فتاویٰ فقیہ ملت جلد 2 صفحہ 251)

سوال 31: اگر قصائی بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کیا جانور حلال ہوگا یا نہیں؟

جواب: قصائی ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو جانور حلال ہے لیکن اگر جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھی تو جانور حرام ہے۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 316)

☆☆☆......نکاح کا بیان......☆☆☆

شریعتِ اسلامیہ میں نکاح ایک دینی اور مذہبی عمل اور ایک گہرا تمدنی، اخلاقی اور قلبی تعلق ہے، مرد وعورت میں اُلفت و برکات اور میاں بیوی میں باہمی مناسبت کا پاکیزہ رشتہ ہے، اور اس کا مقصودِ اصلی یہ ہے کہ مرد وعورت کے میل ملاپ سے ایک کامل اور خوشگوار زندگی وجود میں آئے اور نسلِ انسانی کا سلسلہ بھی

حدودِ الٰہی کی نگرانی کے درمیان بڑھتا اور پھلتا پھولتا رہے۔

قرآن وحدیث میں بھی نکاح کی ترغیب دی گئی ہے۔ **اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:**

فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً ۝

تو تمہیں جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے، چار چار سے، پس اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ تم (ان میں) عدل نہ کرسکو گے تو (صرف) ایک سے نکاح کرو:

(پارہ 4 سورہ نساء آیت 3)

☆☆☆......نکاح کے متعلق احادیث مبارکہ......☆☆☆

(1) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا: اے جوانو! تم میں سے جو شخص گھر بسانے (یعنی نکاح) کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے کیونکہ روزوں سے شہوت ٹوٹتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب النکاح حدیث 3396 صفحہ 779)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار وجوہات کی بناء پر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، اس کے نسب کی وجہ سے، اس کے حُسن کی وجہ سے اور اسکی دینداری کی وجہ سے۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں تم دین دار عورت کے حصول کی کوشش کرو۔

(صحیح مسلم کتاب الرضاع حدیث 3530 صفحہ 964)

قارئین کرام! نکاح کے وقت عورت کا مال، جمال اور خاندان دیکھا جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان میں سے دین کو ترجیح دینے کی تلقین کی ہے، اگر لڑکی اور لڑکے کے انتخاب میں ہم دین کو ترجیح دیتے تو مسلمانوں کی حالت کچھ اور ہوتی اور یہ دینی اور اخلاقی انحطاط نظر نہ آتا جس کے باعث ہم رسوائے زمانہ ہوئے اور اقوامِ عالم کے سامنے سامانِ تضحیک ہو کر رہ گئے ہیں۔ شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس صورتِ حال پر ہی تو یوں نوحہ کناں ہوئے تھے:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا   کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

(3) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں سنتِ انبیاء (علیہم السلام) سے ہیں۔ (1) حیاء کرنا (2) عطر لگانا (3) مسواک کرنا (4) نکاح کرنا۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1070 صفحہ 552)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام دے۔ جس کا دین واخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کرو اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ برپا ہوگا۔

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1076 صفحہ 554)

(5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے ایک تو وہ مکاتب جس کا ارادہ بدل کتابت ادا کرنے کا ہو، دوسرا اس ارادے سے نکاح کرنے والا کہ وہ گناہ سے بچے اور پاک دامن رہے اور تیسرا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

(سنن نسائی جلد 2 حدیث 3218 صفحہ 350)

(6) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا ساری کی ساری ایک سامان ہے اور دنیا کا بہترین مال ومتاع، نیک سیرت عورت ہے۔

(سنن نسائی جلد 2 حدیث 3232 صفحہ 356)

(7) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ نکاح کر لے یا اسے چھوڑ دے۔

(سنن نسائی جلد 2 حدیث 3241 صفحہ 359)

(8) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندے نے نکاح کر لیا تو اپنا آدھا دین مکمل (محفوظ) کر لیا اب باقی آدھے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ جلد 5 صفحہ 26)

(9) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نکاح کرنا میری

سنت ہے اور جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا تو وہ مجھ سے نہیں اور تم نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کے ساتھ (دوسری) اُمتوں پر فخر کروں گا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1835 صفحہ 573)

(10) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے نکاح کی وجہ سے باہم دو محبت کرنے والوں جیسا کسی کو باہم محبت کرنے والا نہیں دیکھا۔

(سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1836 صفحہ 574)

(11) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے قریش کے جوانو! جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اس کے لیے جنت ہے۔

(المعجم الکبیر جلد 12 حدیث 24776 صفحہ 128) (تبیان القرآن جلد 2 صفحہ 550)

(12) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے ہائے افسوس! ابن آدم نے مجھ سے اپنا دو تہائی دین بچالیا۔

(کنز العمال جلد 16 حدیث 44447 صفحہ 118)

(13) ابو نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نکاح کرنے کی مالی وسعت (طاقت) رکھتا ہو پھر بھی نکاح نہ کرے تو وہ میری سنت (یعنی میرے طریقہ کاملہ) پر نہیں ہے۔

(المعجم الاوسط جلد 1 حدیث 993 صفحہ 528) (تبیان القرآن جلد 2 صفحہ 549)

(14) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے ظاہری حُسن کی وجہ سے شادی نہ کرو ممکن ہے ان کا حُسن ان کو ہلاک کردے اور نہ ہی ان کے اموال کی وجہ سے شادی کرو ممکن ہے ان کا مال انہیں سرکش بنادے بلکہ ان سے شادی انکی دینداری کی وجہ سے کرو۔

(سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1848 صفحہ 577)

(15) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت کا صرف مال دیکھ کر نکاح کرے گا وہ فقیر رہے گا جو صرف خاندان دیکھ کر نکاح کرے گا وہ ذلیل ہوگا اور جو دین دیکھ کر نکاح کریگا اسے برکت دی جائے گی (کیونکہ مال ایک جھٹکے میں اور حسن و جمال ایک بیماری میں جاتا رہتا ہے) (مراۃ المناجیح جلد 5 صفحہ 19)

☆☆☆......نکاح کے مسائل......☆☆☆

سوال 1: نکاح کی کیا تعریف ہے اور نکاح کرنا کب فرض، واجب، کب سنت مؤکدہ، مستحب و مکروہ وحرام ہے؟

جواب: نکاح اُس عقد کو کہتے ہیں جو اس لیے مقرر کیا گیا ہے جس کے ذریعے مرد کو عورت سے جماع وغیرہ کرنا حلال ہوجاتا ہے نکاح کی مختلف صورتیں ہیں کبھی نکاح کرنا فرض ہوتا ہے کبھی واجب، کبھی سنت مؤکدہ، کبھی مستحب، کبھی مکروہ اور کبھی نکاح کرنا حرام ہوتا ہے **اسکی تفصیل اس طرح ہے:**

(i) فرض: جو شخص مہر اور نان نفقہ دینے پر قادر ہو اور اسے **مکمل یقین** ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہوجائے گا تو اس صورت میں نکاح کرنا فرض ہے۔ **(ii) واجب:** اگر زنا کا فقط اندیشہ ہو یقینِ کامل نہ ہو اور نان نفقہ (یعنی بیوی کا خرچہ اُٹھانے) پر بھی قادر ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔ **(iii) سنت مؤکدہ:** اگر شہوت کا غلبہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ **(iv) مستحب:** اگر شہوت کا غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا مستحب ہے **(v) مکروہ:** اگر اندیشہ ہے کہ نکاح کرنے کی صورت میں بیوی کو نان نفقہ نہیں دے سکے گا اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہیں کرسکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے **(vi) حرام:** اور اگر ان باتوں کا یقین ہو (یعنی نان نفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرسکے گا) تو نکاح کرنا حرام ہے، لیکن اگر نکاح کرے گا تو نکاح بہر حال ہوجائے گا۔

(ملخصاً الدرالمختار و ردالمحتار جلد 4 صفحہ 69۔ بہار شریعت جلد 2 صفحہ 4۔ فتاویٰ فیض الرسول جلد 1 صفحہ 547)

سوال 2: نکاح کی کتنی شرائط ہیں؟

جواب: نکاح کی چند شرائط ہیں **(1) عاقل ہونا:** (مجنوں یا ناسمجھ بچے نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہو گا) **(2) بالغ ہونا:** نابالغ اگر سمجھدار ہے تو نکاح منعقد ہوجائے گا مگر ولی (یعنی سرپرست) کی اجازت پر موقوف رہے گا **(3) گواہ ہونا:** یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہو، اور گواہ آزاد، عاقل، اور بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سُنے ہوں اور مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہو تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے۔ (ملخصاً بہار شریعت جلد 2 صفحہ 11)

سوال 3: نکاح پڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: نکاح پڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ دُلہن اگر بالغ ہو تو نکاح پڑھانے والا دُلہن سے ورنہ اسکے ولی (یعنی سرپرست) سے اجازت لے پھر دُلہا کو کلمہ اور ایمانِ مجمل و مفصل پڑھادے تو بہتر ہے پھر خطبہ نکاح پڑھے کہ ایجاب وقبول سے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور بعد میں بھی جائز ہے اور کم سے کم دو گواہوں کی موجودگی میں دولہا کی طرف مخاطب ہو کر یوں کہے کہ میں نے فلاں بنت فلاں (مثلاً خالدہ بنت بکر) کو اتنے مہر کے بدلے آپ کے نکاح میں دیا کیا آپ نے قبول کیا، اگر دولہا نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح ہوگیا مگر ضروری ہے کہ ایجاب وقبول کے الفاظ اتنی بلند آواز سے کہے جائیں کہ کم ازکم حاضرین میں سے دو مکلّف آدمی سُن سکیں اور اگر الفاظ اتنے آہستہ کہے کہ دو مکلّف آدمی نہ سُن سکیں تو نکاح نہیں ہوگا۔ جب دولہا قبول کر لے تو نکاح پڑھانے والے کو چاہیے کہ دولہا، دولہن کے درمیان اُلفت ومحبت کی دعا کرے اور ایک مسئلہ جس کا بیان کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ عام طور پر جو یہ طریقہ رائج ہے کہ عورت یا اسکے ولی سے ایک شخص اجازت لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے کو کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے یہ طریقہ محض غلط ہے کیونکہ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ نکاح پڑھانے کیلئے دوسرے کو وکیل بنائے، اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہوگا اور پھر یہ نکاح دُولہا، دُلہن کی اجازت پر موقوف ہوگا، اجازت سے پہلے بالغ مرد وعورت یا نابالغ کے اولیاء (سرپرست) میں سے ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے اس لیے یوں کرنا چاہیے کہ جو نکاح پڑھائے وہ عورت یا اس کے ولی کا وکیل بنے، خواہ یہ خود اسکے پاس جا کر وکالت حاصل کرے یا دوسرا اسکی وکالت کیلئے اِذن (اجازت) لے آئے: کہ فلاں بن فلاں کو تو نے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں سے کردے، عورت کہے ہاں، اس طرح نکاح درست ہوجائیگا۔ سب کو اسی طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔ (ملخصاً الدرالمختار جلد 2 صفحہ 295۔ فتاوی فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 371۔ بہار شریعت جلد 2 صفحہ 15)

سوال 4: اگر ایک شخص میں بیوی کا خرچہ اُٹھانے کی طاقت نہ ہو لیکن اسکو شہوت بہت زیادہ تنگ کرتی ہو اس کے لیے کیا شرعی حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص کو کثرت کے ساتھ روزے رکھنے چاہئیں کہ حدیث پاک میں ہے: حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار مدینہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص گھر بسانے یعنی (نکاح) کی طاقت رکھتا ہو، تو وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح سے آنکھوں میں حیا آتی ہے اور شرمگاہ گناہوں سے محفوظ رہتی ہے اور جو شخص نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزوں سے شہوت ٹوٹتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب النکاح حدیث 3396 صفحہ 779)

نوٹ: جس شخص کو شہوت بہت زیادہ تنگ کرتی ہے تو اسکو چاہیے کہ ان وظائف کو ضرور کرے ان شاء اللہ عزوجل ضرور فائدہ ہوگا۔ (1) مسلسل 41 روز تک 111 بار یَامُؤْمِنُ کا ورد کرے (2) اور روز سوتے وقت یَا مُمِیْتُ کا ورد کرتے کرتے سوجائے: نمازوں کی پابندی ضروری ہے: اور اپنے آپکو بدنگاہی، فلموں اور ڈراموں وغیرہ کو دیکھنے سے بچانا بھی ضروری ہے۔

سوال 5: اگر ایک شخص نکاح کی طاقت رکھنے کے باوجود نکاح نہ کرے تو اسکے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایک شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے یعنی بیوی کا نان نفقہ اُٹھانے اور دیگر حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہے تو ایسے شخص کو نکاح کرنا چاہیے کہ حدیث پاک میں ہے، حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نکاح کرنا میری سنت ہے اور جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا تو وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرے طریقہ پر نہیں) اور تم نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کے ساتھ دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1835 صفحہ 573)

نکاح کے فوائد بھی احادیث مبارکہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

(i) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا: اے جوانو! تم میں سے جو شخص گھر بسانے (یعنی نکاح) کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو وہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح سے آنکھوں میں حیا آتی ہے اور شرمگاہ گناہوں سے محفوظ رہتی ہے (صحیح مسلم کتاب النکاح حدیث 3396 صفحہ 779)

(ii) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے نے نکاح کرلیا تو اس نے اپنا آدھا دین (شیطان سے) مکمل (محفوظ) کرلیا اب باقی آدھے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ جلد 5 صفحہ 26) اس لیے بلاوجہ نکاح کو ترک نہیں کرنا چاہیے کہ ایسا کرنے سے بندہ نبی پاک ﷺ کی عظیم سنت سے محروم رہ جاتا ہے اور نکاح نہ کرنے کی صورت میں دیگر گناہوں

میں پڑ جانے کا بھی امکان رہتا ہے۔

سوال 6: کیا سیدزادی سے غیرِ سید کا نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: سیدزادی کا نکاح غیر سید سے ولی (سرپرست) کی اجازت سے ہوسکتا ہے اور بغیر اجازت کے سید کا نکاح غیرِ سید سے باطل ہے۔ (ملخصاً فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ 206۔ وقار الفتاوی جلد 3 صفحہ 21)

سوال 7: کیا مُحرم اور صَفر میں نکاح کر سکتے ہیں؟

جواب: مُحرم اور صَفر میں اور سال کے کسی بھی مہینے میں نکاح کر سکتے ہیں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد 11 صفحہ 265۔ فتاوی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 562)

سوال 8: شادی بیاہ کے موقع پر سہرا باندھنا، ڈھول، باجا بجانا اور مردوں اور عورتوں کا گانے گانا، ازروئے شریعت جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: سہرا باندھنا جائز ہے مگر مردوں اور عورتوں کا گانے گانا اور باجے بجانا ہر صورت میں ناجائز ہے، خصوصاً شادی میں عورتوں کا اس طرح گانا گانا کہ انکی آواز باہر غیر مردوں تک پہنچے، شادی کے متعلق شریعت کا منشاء یہ ہے کہ بالاعلان ہو کیونکہ اگر کوئی شخص چُھپ کر کسی عورت سے شادی کر کے لائے گا تو لوگوں میں بدگمانی پیدا ہوگی اور کوئی تہمت لگا دے گا کہ عورت کو بھگا کر لایا ہے، اس لیے حدیث پاک میں ہے، حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نکاح کا اعلان کرو اگرچہ یہ اعلان دف بجا کر ہی ہو۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1884، صفحہ 589)

لیکن اب لائیٹیں لگائی جاتی ہیں کارڈ چھپوائے جاتے ہیں، شامیانے (ٹینٹ) لگائے جاتے ہیں اور لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے یہ باتیں اعلان کیلئے کافی ہیں لہٰذا اب دف بجانے کی بھی حاجت نہیں ہے۔

(وقار الفتاوی جلد 3 صفحہ 131)

سوال 9: لڑکے والوں کا لڑکی والوں سے کثرتِ جہیز کا مطالبہ کرنا کیسا؟ اور شادی کے موقع پر دولہا کو سونے کی انگوٹھی پہنانا کیسا؟

جواب: لڑکے والوں کا لڑکی والوں سے کثرتِ جہیز کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ کثرتِ جہیز نے آجکل ایسی تکلیف دہ صورت حال اختیار کر لی ہے کہ جس کی وجہ سے بہت سے

والدین کیلئے اپنی لڑکیوں کا رشتہ کرنا ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ ان کے دن کا چین اور رات کا سکون چھن گیا ہے محض اس وجہ سے کہ وہ رشتہ کرنے والوں کی طرف سے منہ مانگا جہیز نہیں دے سکتے، ان کی زندگی اجیرن ہوگئی ہے۔ اسلامی معاشرے میں اسکو ختم کرنا ضروری ہے اس سلسلے میں ان لوگوں کو خاص طور پر پہلے قدم اٹھانا چاہیے جو بے تحاشا جہیز دیتے ہیں، وہ آگے آئیں اور اس برائی کو ختم کرنے میں تعاون کریں اور وہ جہیز کی مقدار اتنی کم رکھیں کہ جو غریب لوگ بھی دے سکیں۔ مرد کیلئے شادی کے موقع پر یا اسکے علاوہ بھی سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ (وقار الفتاوی جلد 3 صفحہ 135,134)

سوال 10: شادی کے موقع پر آتش بازی اور فائرنگ اور بینڈ باجے کے ساتھ بارات لے جانا کیسا؟

جواب: شادی کے موقع پر آتش بازی اور بینڈ باجے کے ساتھ بارات لے جانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ (وقار الفتاوی جلد 3 صفحہ 135) یہ ہمارا المیہ ہے کہ آج کل مسلمانوں نے قرآن وسنت کو چھوڑ کر اغیار کے طریقوں کو اپنانا شروع کر دیا ہے شاید اس وجہ سے آج کل معاشرے میں بے برکتی نظر آرہی ہے اور آئے دن میاں بیوی کے درمیان جھگڑے اور طلاق تک نوبت پہنچ جانے کے معاملات سامنے آرہے ہیں۔ اور معاشرے میں جو اتنا زیادہ بگاڑ پیدا ہوگیا ہے کہیں اسکی وجہ یہ تو نہیں کہ ہم نے اپنے معاملات کو طے کرنے میں قرآن وسنت کے طریقوں کو چھوڑ کر غیروں کے طریقوں کو اختیار کرنا شروع کر دیا ہے اور آتش بازی اور فائرنگ تو شرعاً اور قانوناً بھی جائز نہیں ہیں اس سے بھی آجکل کافی نقصان ہو رہا ہے بعض اوقات ان سے انسانوں کی قیمتی جانیں بھی چلی جاتی ہیں اور پھر شادی کا گھر ماتم کدہ بن جاتا ہے اور ویسے بھی آتش بازی اور فائرنگ فضول رسمیں ہیں اور اسراف میں داخل ہیں اور قرآن پاک میں اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ **چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:**

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۝

اور اسراف اور فضول خرچ کرنے سے بچو، بیشک فضول خرچ کرنیوالے شیطان کے بھائی ہیں۔

(پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت 26,27)

اور بینڈ باجے سے بھی مسلمانوں کو بچنا چاہیے کہ حدیث پاک میں ہے: سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آوازوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے (1) خوشی کے وقت باجوں کی آواز اور میت کے وقت رونے

پیٹنے کی آواز۔ (قرۃ العیون صفحہ 53)(فتاوٰی رضویہ جلد 24 صفحہ 482)

اس لیے ہمیں ان خرافات سے بچنا چاہیے اور اپنے ہر کام کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق کرنا چاہیے۔

سوال 11: سول میرج کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

جواب: لڑکی اپنا شناختی کارڈ، میڈیکل سرٹیفکیٹ یا کوئی بھی دستاویزی ثبوت پیش کر کے کسی مجاز عدالت کے سامنے اپنے آپ کو شناخت کرا کے اپنی بُلوغت کا ثبوت پیش کر دے اور عدالت کو مطمئن کر دے کہ وہ اپنی آزادانہ مرضی سے بلا جبر کسی سے شادی کرنا چاہتی ہے، عدالت اسکو مطمئن ہونے کے بعد اجازت دیدے اور وہ اپنے پسندیدہ شخص سے باقاعدہ نکاح کر لے تو اسے عرفِ عام اور قانون کی اصطلاح میں سول میرج کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس میں والدین اور سرپرست کی مرضی اور اجازت شامل نہیں ہوتی تاہم قانوناً یہ شادی منعقد ہو جاتی ہے لیکن اس سے بہت معاشرتی مسائل پیدا ہوتے ہیں اور بعض اوقات نوبت قتل تک جا پہنچتی ہے، فقہ حنفی کے رو سے شادی کے لیے عاقلہ اور بالغہ لڑکی کی رضامندی ضروری ہے، لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ شادی کیلئے لڑکی کی آزادانہ مرضی ضرور معلوم کر لیں۔ اور لڑکی کو بھی چاہیے کہ وہ جذباتی فیصلہ نہ کرے کیونکہ جذباتی فیصلے بعض اوقات تباہ کن ثابت ہوتے ہیں اور ایسی شادیاں اکثر ناکام رہتی ہے، لڑکی اگر ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفو کے ساتھ شادی کرے تو ولی کو عدالت کے ذریعے نکاح فسخ (یعنی نکاح ختم) کرانے کا حق حاصل ہے، کفو سے مُراد یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی حسب و نسب، مال و دولت، دین داری اور صنعت و حرفت یعنی پیشہ کے لحاظ سے ہم پلہ ہوں اور آج کل کے جدید شہری ماحول میں عہدہ و منصب اور تعلیم بھی اس معیار میں شامل ہے۔

(تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 243، وقار الفتاوٰی جلد 3 صفحہ 86)

سوال 12: ٹیلی فون پر نکاح کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

جواب: شرعاً نکاح کے جواز کیلئے شرط یہ ہے کہ مجلس نکاح میں دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہو، فریقین (یعنی لڑکا اور لڑکی) دونوں موجود ہوں اور براہِ راست ایجاب وقبول کریں یا وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو تو اپنے اپنے وکیل کے ذریعے ایجاب وقبول کر سکتے ہیں حکومت کے مجوزہ

نکاح نامے میں دونوں کے وکیل مع گواہوں کے کالم اور دستخطوں کی نشاندہی موجود ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ لڑکا محض نکاح میں موجود ہوتا ہے اور لڑکی کی طرف سے اسکا وکیل مجازاً ایجاب و قبول کرتا ہے، جو باقاعدہ گواہوں کی موجودگی میں لڑکی سے نکاح کی اجازت لے کر آتا ہے۔ لہٰذا اگر لڑکے یا لڑکی نے جو محفل نکاح میں اصالۃً یا وکالۃً موجود نہیں ہے، محض ٹیلی فون پر ایجاب وقبول کیا تو یہ نکاح شرعاً نہیں ہوا اور وہ بدستور ایک دوسرے کے اجنبی ہیں ایسے نکاح کے جواز کی شرعی صورت یہ ہے کہ لڑکا یا لڑکی جو مجلسِ نکاح میں موجود نہیں، تحریری طور پر ٹیلی فون پر کسی کو اپنا وکیل بنا لے اور وہ وکیل اسکی جانب سے بالمشافہ ایجاب وقبول کر لے تو یہ شرعاً جائز ہو گا۔ مزید معلومات کیلئے: شرح صحیح مسلم جلد 3 صفحہ 829۔ تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 242۔ وقار الفتاوٰی جلد 3 صفحہ 52۔ انوار الفتاوٰی جلد 1 صفحہ 319 کا مطالعہ کریں۔

سوال 13: اکثر دیکھا گیا ہے کہ منگنی ہو جانے کے بعد لڑکا اور لڑکی باہر گھومتے ہیں آیا منگنی والی لڑکی کا اپنے منگیتر کے ساتھ بے پردہ باہر جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: منگنی وعدہ نکاح ہے، نکاح نہیں ہے۔ لہٰذا منگنی کے بعد بھی جب تک کہ باقاعدہ نکاح نہ ہوا ہو لڑکی لڑکے کے لیے بدستور اجنبی رہتی ہے جیسا کہ کوئی بھی دوسری غیر محرم بالغہ لڑکی۔ لہٰذا قبل از نکاح لڑکے، لڑکی کا بلا تکلف اور حجابِ شرعی کے بغیر آپس میں ملنا، خلوت (تنہائی) میں رہنا اور گُھومنا پھرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ (تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 252۔ وقار الفتاوٰی جلد 3 صفحہ 148)

سوال 14: منگنی کی رسم میں لڑکا لڑکی کو انگوٹھی پہناتا ہے کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

جواب: نکاح سے پہلے لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کیلئے اجنبی اور غیر محرم ہیں دونوں کو ایک دوسرے کو چُھونا ناجائز ہے لہٰذا لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو خود انگوٹھی نہیں پہنا سکتے۔ (وقار الفتاوٰی جلد 3 صفحہ 133)

سوال 15: کیا مرد کو دوسرا نکاح کرنے کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے؟

جواب؛ مرد کیلئے شرعاً دوسرا نکاح کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے بشرطیکہ مرد (شوہر) دونوں ازواج کے حقوق صحیح طور پر ادا کرے اور دونوں کے درمیان عدل و مساوات قائم کرے، یعنی دونوں کو ایک معیار کی رہائش، ایک ہی معیار کی خوراک اور مصارفِ زندگی فراہم کرے اور دونوں میں ایام کی تقسیم بھی برابر کرے۔ **اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:**

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً ○ اگر تمہیں خدشہ ہو کہ ایک سے زیادہ ازواج کے درمیان تم عدل قائم نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو۔ (پارہ 4 سورۃ نساء آیت 3)

لہٰذا شرعاً قیامِ عدل و مساوات کی شرط کے ساتھ، عقدِ ثانی (دوسرا نکاح کرنے) کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور اس کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری یا شرط نہیں ہے۔ (تفہیم المسائل جلد 3 صفحہ 195)

سوال 16: لڑکی کا حالتِ حیض میں نکاح کرنا کیسا؟ کیا اس صورت میں نکاح کرنا جائز ہے اور اگر اس حالت میں نکاح ہوگیا ہو تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے اور ولیمہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: حالتِ حیض میں نکاح جائز ہے مگر لڑکی سے شادی کی تاریخ مقرر کرتے وقت معلوم کر لینا بہتر ہے تاکہ بعد میں کوئی مسئلہ درپیش نہ ہو۔ لیکن اگر ایسا ہوگیا تو زوجین (میاں، بیوی) تنہائی میں کچھ وقت گزار لیں، مگر تعلق زوجین قائم نہ کریں (کیونکہ اگر لڑکی حالتِ حیض میں ہو تو ایسا کرنا ناجائز ہے) اور اسکے بعد میں ولیمہ بھی کر سکتے ہیں۔ (وقار الفتاوی جلد 3 صفحہ 120)

سوال 17: شیعہ لڑکے کا سُنی لڑکی یا سُنی لڑکے کا شیعہ لڑکی سے نکاح کرنا کیسا؟

جواب: اس زمانے کے شیعہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں، ان پر اور دوسرے صحابہ کرام پر تبراء (لعن، طعن) کرتے ہیں، لہٰذا کسی شیعہ لڑکے کا سُنی لڑکی یا سُنی لڑکے کا شیعہ لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر ہو گیا ہو تو یہ نکاح باطل ہے ان کو فوراً جدا ہو جانا چاہیے۔ (وقار الفتاوی جلد 3 صفحہ 30)

سوال 18: مایوں اور مہندی کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

جواب: مایوں اور مہندی کی شرعی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے یہ معاشرتی رسوم ہیں لیکن اگر ان میں خلافِ شرع باتیں شامل ہوں، مثلاً بے پردگی، گانا بجانا، مردوں، عورتوں کا اختلاط وغیرہ تو ان محرمات کے سبب یہ حرام ہوں گی، شرعاً صرف نکاح ہے یعنی مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں ہونا تاکہ اسکا اعلان ہو جائے اور شرعی حجاب کے ساتھ باوقار انداز میں رُخصتی ہے اور شبِ زفاف کے بعد ولیمہ ہے باقی سب خرافات ہیں۔ (تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 244)

سوال 19: نیوتا کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: جن لوگوں میں برادری نظام ہے ان میں نیوتا (یعنی شادی بیاہ میں نقدی وغیرہ لینے دینے کی رسم) قرض ہی شمار کیا جاتا ہے۔ اور وہ لکھ کر رکھتے ہیں کہ کس نے کتنا دیا ہے پھر اس کے یہاں شادی ہونے کی صورت میں اتنا ہی واپس کرتے ہیں ان برادریوں میں نیوتا قرض ہی سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا کم یا زیادہ نہیں کر سکتے۔ اصل سے زیادہ دیں گے تو وہ زیادتی سود میں شمار ہوگی اور جن برادریوں میں ایسا کوئی برادری قانون نہیں ہے یا غیر برادری کے لوگ، دوستی، تعلقات اور عقیدت کی وجہ سے شادی میں کچھ دیتے ہیں وہ "ہدیہ" ہے۔ (وقار الفتاوی جلد 3 صفحہ 116)

سوال 20: سُود لے کر شادی کرنا کیسا؟ اور اگر کوئی سُود لے کر شادی کر رہا ہو تو کیا اُس کے کھانے کی دعوت میں شرکت کرنا جائز ہے؟

جواب: سُود لے کر شادی کرنا جائز نہیں کیونکہ حدیث پاک میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور اکرم ﷺ نے سود کھانے والے پر سُود کھلانے والے پر لکھنے والے اور سُود کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا: یہ سب برابر ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب المساقاۃ والمزارعۃ حدیث 3981 صفحہ 346) اس لیے اگر معلوم ہو جائے کہ یہ شخص سُود لے کر شادی کر رہا ہے تو اس کی کھانے کی دعوت میں شرکت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاوی عالمگیری جلد 9 صفحہ 65۔ فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ 268)

سوال 21: تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: تجدید ایمان کا یہ طریقہ ہے جو شخص تجدید ایمان کرنا چاہے وہ سب سے پہلے تمام گناہوں سے اور کفریات سے توبہ کرے اور ان کو دل سے بُرا جانے اور آئندہ ان سے بچنے کا عہد کرے پھر کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ پڑھ لے۔ اور تجدید نکاح کا معنی یہ ہے کہ نئے مہر سے نیا نکاح کرنا، اس کے لیے لوگوں کو اکٹھا کرنا ضروری نہیں کیونکہ نکاح نام ہے ایجاب و قبول کا، ہاں بوقتِ نکاح بطور گواہ دو مرد مسلمان یا ایک مرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا لازمی ہے خطبہ نکاح شرط نہیں بلکہ مستحب ہے اگر خطبہ یاد نہیں تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ شریف کے بعد سورۃ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ یعنی 30.618 گرام چاندی) یا اسکی قیمت واجب ہے (کیونکہ اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا) اتنا مہر دینے کی نیت کر لینے کے بعد اب کم از کم دو مسلمان

مردوں یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کی موجودگی میں مرد ایجاب کرے یعنی عورت سے کہے میں نے اتنے مہر کے بدلے میں آپ سے نکاح کیا، عورت کہے، میں نے قبول کیا تو نکاح ہوگیا، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عورت ہی خطبہ دے یا سورۃ فاتحہ پڑھ کر ایجاب کرے اور مرد کہے میں نے قبول کیا، تو بھی نکاح ہوجائے گا۔ بعد نکاح اگر عورت اپنی خوشی سے مہر معاف کرنا چاہے تو معاف بھی کرسکتی ہے مگر مرد بلا حاجت عورت سے مہر معاف کرنے کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

سوال 22: مہر کسے کہتے ہیں اور اسکی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: وہ مال جو نکاح کے دوران مرد اور عورت کے درمیان طے پائے، مہر کہلاتا ہے۔ اسکی تین اقسام ہیں۔ (1) معجّل (2) مؤجل (3) مطلق، ان کی تعریف اور حکم مندرجہ ذیل ہے **(1) مہر معجّل:** ایسا مہر جو خلوت سے پہلے دیا جائے مہر معجّل کہلاتا ہے۔ اور مہر معجّل وصول کرنے کے لیے عورت شوہر کو جماع کرنے سے روک سکتی ہے۔ **(2) مہر مؤجل:** ایسا مہر جسکی ادائیگی کیلئے کوئی مدت مقرر کردی جائے، مہر مؤجل کہلاتا ہے۔ مہر مؤجل میں مقررہ مدت مکمل ہونے کے بعد بیوی شوہر کو جماع سے روک سکتی ہے اس سے پہلے نہیں روک سکتی ہے۔ **(3) مہر مطلق:** ایسا مہر جسے نہ تو خلوت سے پہلے دینا ضروری ہو اور نہ ہی کوئی مدت مقرر ہو، مہر مطلق کہلاتا ہے۔ مہر مطلق وصول کرنے کے لیے عورت شوہر کو جماع سے کبھی نہیں روک سکتی۔ (ملخصاً بہار شریعت جلد 2 صفحہ 74۔ فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 423۔ وقار الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 53)

سوال 23: مہر کی شرعی مقدار کیا ہے؟

جواب: مہر کی شرعی مقدار وہی ہے جس پر فریقین نکاح کا آپس میں اتفاق ہوجائے، اور شریعت نے اسکی کوئی انتہائی حد مقرر نہیں کی بلکہ اسے فریقین کی باہمی رضا مندی پر چھوڑا ہے اور اس میں مختلف مالی حیثیتوں کے افراد کیلئے کم یا زیادہ کی گنجائش رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زیادہ مقدار میں مہر مقرر کرنے پر گرفت فرمانا چاہی تو ایک عورت نے کھڑے ہوکر دریافت کیا کہ جس چیز کو شریعت نے کُھلا چھوڑا ہے تو آپ کو اسکی حد مقرر کرنے کا کیا حق ہے؟ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کے موقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے فرمایا: عورت نے درست کہا، اور فوراً رجوع فرمالیا اور اپنا ارادہ ملتوی کردیا۔ (سنن کبریٰ جلد 7 صفحہ 233) لیکن فریقین نکاح کو اتنا مہر مقرر کرنا چاہیے جسکی ادائیگی

آسان ہو کیونکہ حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہتر وہ مہر ہے جو آسان ہو۔ (المستدرک، کتاب النکاح جلد 2 حدیث 2796 صفحہ 537) اور زیادہ مقدار میں مہر مقرر کرلیا اور نیت یہ ہو کہ عورت کو مہر میں سے کچھ نہ دے گا۔ تو جس روز مرے گا تو زانی مرے گا۔ (المعجم الکبیر جلد 8 حدیث 7302 صفحہ 35) حدیث پاک میں کم از کم مہر کی مقدار دس درہم (یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ 30.618 گرام) چاندی یا اُسکی قیمت مقرر کی گئی ہے۔

(ملخصاً بہار شریعت جلد 2 صفحہ 64۔ تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 246۔ وقار الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 54)

سوال 24: بتیس (32) روپے مہر باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشہ گرام 30.618 چاندی یا اسکی قیمت) ہے اس سے کم مہر نہیں ہوسکتا۔ (بالفرض اگر ایک تولہ چاندی کی قیمت 1200 روپے ہو تو دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی کی قیمت 3150 روپے بنے گی) **(ملخصاً بہار شریعت جلد 2 صفحہ 64۔ وقاری الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 65)**

سوال 25: بیوی کا مہر معاف کردینے کے بعد دوبارہ مطالبہ کرنا کیسا؟

جواب: اگر بیوی نے اپنی خوشی سے مہر معاف کردیا ہے تو اب بیوی کا دوبارہ مہر کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے۔
(فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 355۔ وقار الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 60)

سوال 26: نکاح خواں کو اُجرت دینا اور ان کا اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: نکاح خواں کو اُجرت دینا اور انکا اُجرت لینا جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 11 صفحہ 255)

سوال 27: ولیمے کی کیا شرعی حیثیت ہے؟ اور اگر شادی کے ایک ہفتے یا ایک مہینے بعد ولیمہ کیا جائے تو از روئے شرع یہ ولیمہ درست ہوگا یا نہیں؟

جواب: دعوت ولیمہ سُنت ہے اور اسکو کرنے میں عظیم ثواب ہے جبکہ ولیمہ ادا کرنے والے کا مقصد ادائے سنت ہو اور ولیمہ وہ دعوت ہے جو شبِ زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب، عزیز و اقارب اور محلے کے لوگوں کیلئے اپنی استطاعت کے مطابق کی جائے، اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے دن بھی ولیمہ ہوسکتا ہے۔ دو دن کے بعد اس دعوت پر ولیمہ کا اطلاق نہیں ہوگا یعنی اسکے بعد اس دعوت کو ولیمہ نہیں کہہ سکتے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 9 صفحہ 66۔ وقار الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 137)

☆☆☆......طلاق کا بیان......☆☆☆

طلاق کے لفظی معنی چھوڑ دینے کے ہیں اور شریعت نے اسے ایک خاص چھوڑنے کے معنی میں استعمال کیا ہے ۔یعنی وہ افتراق یا جدائی جو بیوی اور شوہر کے درمیان ہو، یا یوں کہہ لیں کہ نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اس پابندی کو اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں شریعت میں طلاق مباح ہے مگر ابغض المباحات یعنی تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک ناپسندیدہ ہے ۔اس لیے شریعت نے اس نظام پر بھی چند پابندیاں عائد کر دی ہیں جن کی وجہ سے طلاق کی اجازت کا استعمال محض وقتی اور ہنگامی اثرات کا نتیجہ نہ ہو طلاق کا وجود خاص خاص دشواریوں کے حل کیلئے ضروری ہے اور اس وقت طلاق کی ضرورت ایسی ہی ہو جاتی ہے جیسے کسی جسم کے حصے میں زہریلا مادہ پیدا ہو جانے کے باعث اسکا جسم انسانی سے بذریعہ قطع و برید جدا کرنا ضروری ہو جاتا ہے، اگر چہ عضو کا ٹنا بہر حال ناپسندیدہ سمجھا جائے ۔طلاق دینے والے کو شریعتِ مطہرہ پہلے سمجھاتی ہے کہ اب وہ ایک ایسے خطرناک فعل (کام) کا اقدام کرنے لگا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہے اور مبغوض (قابلِ نفرت) بھی لہٰذا جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ صرف یہی ایک صورت، مرد کے بقاو صحت اور حفاظت عزت وایمان کی رہ گئی ہے اس وقت تک اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے ۔قرآن کریم نے اس کے لیے چند تفصیلی احکام بیان کئے ہیں جیسا کہ فرمایا:

(1) فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝

اور اگر وہ عورتیں تمہیں ناپسند ہوں تو عجب کیا کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہے ۔

(پارہ4 سورۃ النساء آیت 19)

مطلب یہ ہے کہ اگر عورت میں کوئی ایسا نقص موجود ہوں جسکی بناء پر وہ شوہر کو پسند نہ آئے تو بھی یہ مناسب نہیں کہ شوہر فوراً دل برداشتہ ہو کر اسے چھوڑنے پر آمادہ ہو جائے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عورت میں بہت سی خوبیاں ایسی ہوتی ہیں جو ازدواجی زندگی اور گرہستی میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں کہ اگر

اسے اپنی ان خوبیوں کے اظہار کا موقع ملے تو شوہر پر خود یہ عیاں ہو جائے گی کہ اسکی بیوی میں برائیوں کے مقابلے میں خوبیاں کہیں زیادہ پائی جاتی ہیں ۔لہٰذا یہ بات پسندیدہ نہیں کہ آدمی ازدواجی تعلق کو منقطع کرنے میں جلد بازی سے کام لے طلاق بالکل آخری چارہ کار رہے جس کو بدرجہ مجبوری کام میں لانا چاہیے ۔**قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:**

(2) وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۝

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح خوب ہے ۔

(پارہ5 سورۃ النساء آیت 128)

یعنی ایک عورت اگر اپنے سے شوہر کو ناراضگی کا اظہار کرتا ہوا دیکھے کہ اس سے علیحدہ رہتا ہے یا کھانے پینے کو نہیں دیتا یا نان نفقہ میں کمی کرتا ہے یا مارتا یا بدزبانی سے پیش آتا ہے اور اس سے دور دراز رہتا ہے تو طلاق وجدائی اختیار کرنے سے یہ بات کہیں زیادہ بہتر ہے کہ عورت اپنے حقوق کا کوئی حصہ شوہر پر معاف کر دے ۔اسے خوش کرنے کیلئے اپنے حقوق میں سے کچھ چھوڑ دے، مثلاً اپنا مہر معاف کر دے یا اس میں کمی کر دے یا اگر شوہر کی دوسری بیوی ہو تو اپنی باری کا دن دوسری بیوی کو دیدے، اور اپنے مصارف کا بوجھ ہلکا کر دے اور باہمی مصالحت اور میل ملاپ کے بعد عورت اس شوہر کے ساتھ رہے جس کے ساتھ وہ عمر کا ایک حصہ گزار چکی ہے ۔ازدواجی تعلقات میں تلخی دور کرنے کے لیے یہ ایک ایسا نسخہ ہے جسے شریعتِ مطہرہ نے عورت کے اختیار وتصرف میں دیا ہے اور مردوں کو چاہیے کہ اگر بیویاں ناشائستہ، ناشزہ، نافرماں، حقوقِ شوہر سے لاپرواہ ہوں جس کے باعث پُرمسرت ازدواجی زندگی کے بجائے آپس میں تصادم اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جائے تو ایسی صورت میں اصلاحِ احوال کے لیے جو قرآن کریم نے مردوں کو تین تدبیریں بتائیں انکو اختیار کرنا چاہیے ۔(i) فَعِظُوْهُنَّ، انہیں سمجھاؤ اور بتاؤ کہ شوہر کی نافرمانی اور اسکی اطاعت نہ کرنے اور اس کے حقوق کا لحاظ نہ رکھنے کے نتیجے میں دُنیا وآخرت دونوں میں نقصان وخسارے کے سوا کچھ نہیں اور اللہ تعالیٰ کا عذاب مول لینا کوئی دانشمندی کی بات نہیں ہے اگر عورت شریف طنیت (یعنی طبیعت کی) ہے تو اس کے لیے اتنا ہی کافی ہوگا ۔اس میں بھی شوہر کو یہ

تعلیم ہے کہ فوراً غصہ میں آکر کوئی کاروائی نہ کرے۔

(ii) لیکن اگر اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو سزا کی دوسری منزل یہ ہے کہ

(3) فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ o	مرد کچھ عرصے کیلئے عورت سے بات چیت ترک کریں، انہیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دیں اور تعلقات ہم بستری منقطع کرلیں۔ (پارہ 5 سورۃ النساء آیت 34)

(iii) اگر یہ بھی تدبیر فائدہ مند نہ ہو اور عورت اپنی سرکشی و نافرمانی پر قائم رہے تو اب تیسرا علاج یہ ہے کہ وَاضْرِبُوْهُنَّ یعنی تادیب (تنبیہ) کے طور پر ہلکی سی مار ماری جائے، لیکن شوہر ایسی ضرب نہ مارے جس سے جلد پر نشان پڑ جائے اور عورت کیسی ہی بے غیرت کیوں نہ ہو معمولی سی مار سے راہِ راست پر آجاتی ہے تاہم بعض بدخصلت عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ کسی بھی تدبیر سے درست نہیں ہوتیں اور اپنی سرکشی و نافرمانی میں حد سے تجاوز کرجاتی ہیں۔ تو اب شریکِ زندگی سے نبھاؤ کے تمام راستے بند ہوجاتے ہیں اور اس عورت کی نافرمانی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گھر گھر رسوائی ہوتی ہے اور مرد و عورت دونوں کیلئے یہ دنیا جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے ایسی حالت میں شریعت مطہرہ پھر دونوں کو ایک اور موقع دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ: **فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا o** (پارہ 5 سورۃ النساء آیت 35) یعنی جہاں میاں بیوی میں ناموافقت اور ایسی کشمکش پیدا ہوجائے جسے وہ باہم نہ سلجھا سکیں تو درمیان میں کچھ سمجھ دار بندوں کو ڈال لیا جائے تاکہ نزاع (عداوت) سے انقطاع (علیحدگی) تک نوبت پہنچے یا عدالت میں معاملہ جانے سے پہلے، گھر کے گھر میں ہی، کوئی اصلاح کی صورت نکل آئے۔ اور خاندان والوں کو بھی چاہیے کہ میاں بیوی کے درمیان جو اختلاف ہیں انکا حل احکامِ شرعیہ کی روشنی میں نکالیں، لیکن اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو یہ پھر ان کا اختیار ہے اس صورت میں اگر شوہر بیوی کو طلاق دینا چاہے تو دیدے۔ طلاق دینے کا طریقہ بھی شریعتِ مطہرہ نے بیان کیا ہے جسے طلاق کے مسائل میں بیان کیا جائے گا۔ اب اِن شاءاللہ ﷻ قرآن کی چند آیات اور احادیث مبارکہ اور احکامِ شرعیہ بیان کیے جائیں گے۔

☆☆☆......طلاق کے متعلق آیات مبارکہ......☆☆☆

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا:

(1) اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ o	طلاق (جس کے بعد رجعت ہوسکے) دوبار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک (لینا) ہے یا نکوئی (یعنی بھلائی، عمدگی) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ (پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 229)
(2) فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ o	پھر اگر تیسری طلاق دی، تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے، پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو اُن دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں (طلاق کی عدت کے بعد) نکاح کرلیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ وہ دونوں اللہ ﷻ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ عزوجل کی حدود ہیں جن کو اللہ ﷻ ان لوگوں کیلئے بیان فرماتا ہے جو علم والے (سمجھ دار) ہیں۔ (پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 230)
(3) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ	اور جب تم عورتوں کو (رجعی) طلاق دو اور انکی (عدت کی) معیاد پوری ہونے لگے تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا خوبی (بھلائی) کے ساتھ چھوڑ دو انہیں ضرر (تکلیف) دینے کے لیے نہ روکو کہ حد سے گزر جاؤ اور جو ایسا کریگا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ ﷻ کی آیتوں کو مذاق نہ بنالو اور اللہ ﷻ کی نعمت جو اُس نے کتاب و حکمت تم پر اُتاری،

بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ تمہیں نصیحت دینے کی اور اللہ ﷻ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ ﷻ جانتا ہے۔

(پارہ2 سورہ البقرہ آیت 231)

☆☆......طلاق کے متعلق احادیث مبارکہ......☆☆

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمام چیزوں میں طلاق سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ (سنن ابوداؤد جلد2 حدیث 411 صفحہ 158)

(2) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت بلاوجہ (شرعی) اپنے خاوند سے طلاق طلب کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(سنن ترمذی جلد1 حدیث 1190 صفحہ 608)

(3) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہیں یہ سن کر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ غصہ کی حالت میں فرمانے لگے: کیا اللہ ﷻ کی کتاب کا مذاق اڑایا جاتا ہے، حالانکہ میں ابھی تم میں موجود ہوں۔ (سنن نسائی جلد2 حدیث 3401 صفحہ 412) یہاں اللہ ﷻ کی کتاب سے مذاق کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اس میں نازل کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرنا۔

(4) ایک شخص نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاقیں دی ہیں آپ رضی اللہ عنہ کے خیال میں مجھ پر کیا (حکم) ہے؟ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا تین طلاقوں کی وجہ سے وہ عورت تم سے جدا ہو گئی اور باقی ستانوے طلاقوں کے ساتھ تم نے اللہ ﷻ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔ (مؤطا امام مالک کتاب الطلاق حدیث 1 صفحہ 561)

(5) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے معاذ، اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر آزاد کرنے سے زیادہ پیاری چیز کوئی نہیں بنائی اور طلاق سے زیادہ ناراضگی والی بھی کوئی شے نہیں بنائی۔ (سنن دارقطنی جلد2 حدیث 3939 صفحہ 1161)

☆☆☆......طلاق کے مسائل......☆☆☆

سوال 1: طلاق کی تعریف، اسکی اقسام اور طلاق دینے کا صحیح طریقہ کونسا ہے؟

جواب: **طلاق کی تعریف:** نکاح کی وجہ سے عورت اپنے شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اس پابندی کے اٹھا دینے کا نام طلاق ہے۔

طلاق کی تقسیم (1) طلاق دینے کے حوالے سے اسکی تین قسمیں ہیں (i) احسن (ii) حسن (iii) بدعی

(i) طلاقِ احسن: عورت جب اپنے ایام ماہواری سے پاک ہو جائے اور ان ایام میں مرد نے عورت سے جماع نہ کیا ہو تو اُن میں مرد صرف ایک طلاق دے، اسکے بعد عورت عدت گزارے، عدت گزارنے کے بعد عورت بائنہ ہو جائے گی، اس صورت میں مرد و عورت کے باہم رضامندی سے حلالہ کئے بغیر دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

(ii) طلاقِ حسن: جن ایام میں عورت حیض یعنی ماہواری سے پاک ہو جائے اور مرد نے عورت سے جماع بھی نہ کیا ہو تو ان ایام میں مرد ایک طلاق دے جب ایک حیض گزر جائے تو جماع کیے بغیر دوسری طلاق دے اور جب دوسرا حیض بھی گزر جائے تو بغیر جماع کیے تیسری طلاق دے جب تیسری ماہواری گزر جائے تو عورت اب مغلظہ یعنی مرد پر حرام ہو جائے گی لہٰذا اس صورت میں اب حلالہ کئے بغیر پہلا شوہر اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(iii) طلاقِ بدعی: طلاق بدعی کی تین مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(i) مجلس واحدہ میں دفعتاً تین طلاقیں دینا چاہیے، منفرد الفاظ سے دے یا ایک ہی کلمہ سے مثلاً میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی۔ یا میں نے تمہیں تین طلاقیں دیں۔

(ii) طلاق بدعی کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایام حیض میں مرد نے عورت کو ایک طلاق دی۔ اس طلاق میں مرد پر واجب ہے کہ فوراً عورت سے رجوع کرے کیونکہ حیض کے دوران طلاق دینا سخت گناہ ہے۔

(iii) جن ایام میں مرد نے عورت سے جماع کیا ان دنوں میں عورت کو ایک طلاق دی، تو یہ طلاق بدعی کہلاتی ہے۔ اور طلاق بدعی کی ان تین صورتوں میں مرد گناہ گار ہوگا۔

طلاق کی تقسیم 2: (i) طلاقِ رجعی (ii) طلاقِ بائنہ (iii) طلاقِ مغلظہ

(i) طلاقِ رجعی: لفظِ صریح (یعنی ایسا لفظ جس کا معنی بالکل واضح ہو جیسے فقط طلاق، کے ساتھ ایک یا دو طلاقیں دے اس میں (یعنی طلاقِ رجعی میں) مرد عورت سے عدت کے دوران دوبارہ بغیر نکاح کئے رُجوع کرسکتا ہے اِسے طلاقِ رجعی کہتے ہیں لیکن طلاقِ رجعی میں سابقہ طلاق شمار کی جائے گی۔ مثلاً پہلے ایک طلاق دی تو بعد میں رُجوع اب دو طلاقوں کا مالک رہے گا۔

(ii) طلاقِ بائنہ: اگر لفظ کنایہ (یعنی وہ لفظ جس کا معنی واضح نہ ہو جیسے کہا تو مجھ سے فارغ ہے) سے طلاق دی تو اس کو طلاق بائنہ کہتے ہیں اب اس جملے سے واضح نہیں تھا کہ اس کی مُراد نان نفقہ وغیرہ سے فارغ کرنا مقصود تھا یا طلاق مراد تھی۔ لہٰذا طلاق کی نیت کی صورت میں طلاق بائنہ پڑ جائے گی۔ طلاقِ بائنہ کی صورت میں نکاح باطل ہوجاتا ہے لیکن اگر تین طلاقوں سے کم طلاق بائنہ ہوں تو دوران عدت دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے لیکن پچھلی طلاق شمار ہوگی۔

(iii) طلاقِ مغلظہ: ایک ساتھ تین طلاقیں یا متعدد الفاظ سے طلاقیں دیں تو یہ طلاقیں مغلظہ کہلاتی ہیں۔ کہ طلاق مغلظہ سے عورت فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے اور اس صورت میں مرد عدت گزرنے کے بعد حلالہ کیے بغیر اس عورت سے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا۔

مزید معلومات کے لیے: بہارِ شریعت جلد 2 صفحہ 110۔ کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال 2: ایک شادی شدہ آدمی کو طلاق کے کتنے مسائل سیکھنا ضروری ہیں؟

جواب: ہر شخص کو اتنے مسائل کا سیکھنا ضروری ہے جس کی اُسے موجودہ وقت میں ضرورت اور جن چیزوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ مثلاً نماز کے لیے نماز کے فرائض، واجبات اور نماز فاسد یا ناقص کرنے والی چیزوں کا سیکھنا ضروری ہے یونہی روزہ رکھنے والے کے لیے روزہ کو توڑنے والی چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ تجارت کرنے والے کے لیے خرید وفروخت کے مسائل جاننا ضروری ہے عورتوں کے لیے حیض ونفاس اور شوہر کے حقوق کے متعلق مسائل جاننا ضروری ہے اور شوہر کے لیے بیوی کے حقوق اور مخصوص ایام میں اس کے قریب جانے کے مسائل سیکھنا ضروری ہے، اسی طرح طلاق کے مسائل سیکھنا ضروری ہے کہ جب تک طلاق کا موقع نہیں آیا تب تک طلاق کے مسائل سیکھنا ضروری نہیں (لیکن سیکھ

لینا بہتر ہے) لیکن جب طلاق کا ارادہ ہو تو اُس وقت ضروری ہے کہ طلاق کے مسائل سیکھے کہ طلاق کس طرح دے؟ کن حالات میں طلاق دینا جائز ہے؟ کتنی طلاقیں دینا جائز ہے؟ طلاق کے اور مسائل کیا ہیں؟ وغیرہ لہٰذا جو شخص بھی طلاق کا ارادہ کرے تو اس وقت اُسے طلاق کے مسائل جاننا ضروری ہے اور اس سے پہلے مستحب ہیں کہ موجودہ حاجت سے زائد مسائل سیکھنا مستحب ہے۔

(ملخصاً۔ فتاویٰ رضویہ جلد 23، صفحہ 623,426)

سوال 3: کیا عورت بذاتِ خود کورٹ سے طلاق لے سکتی ہے؟

جواب: طلاق کا اختیار شریعت نے مرد کو دیا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا طلاق نہیں دے سکتا، قرآن پاک میں ہے۔

بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وہ جس کے (یعنی شوہر) ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ (پارہ 2 سورۃ بقرہ آیت 237)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ شوہر ہے (تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 854)

لہٰذا اگر کورٹ نے شوہر کے طلاق دیئے بغیر یک طرفہ عورت کے حق میں فیصلہ کر کے طلاق دیدی تو اسے طلاق نہ ہوگی اور اس عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا حرام وزنا ہوگا۔ (ملخصاً فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 128)

سوال 4: بلاوجہ عورت کو طلاق دینا کیسا؟

جواب: بلاوجہ عورت کو طلاق دینا جائز نہیں آجکل معمولی باتوں پر اور جلد بازی میں عورت کو طلاق دے دیتے ہیں اور بعد میں علمائے کرام کے پاس جا کر روتے ہیں۔ اس لیے انسان کو پہلے ہی سوچ سمجھ کر ایسا نازک فیصلہ کرنا چاہیے کہ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکارِ نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمام حلال چیزوں میں طلاق سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ (سنن ابو داؤد جلد 2 حدیث 411 صفحہ 158) اس لیے بلاوجہ شرعی عورت کو طلاق دینا ممنوع وگناہ ہے۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد 2 صفحہ 164)

سوال 5: اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ کاغذ لاؤ میں اپنی بیوی کو ابھی طلاق لکھتا ہوں تو اس جملہ سے اس کی

بیوی پر طلاق پڑ جائے گی یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں کہ ''کاغذ لاؤ میں اپنی بیوی کو ابھی طلاق لکھتا ہوں'' سے طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ جملہ الفاظ طلاق سے نہیں، بلکہ یہ ارادہ طلاق ہے اور ارادہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد 2 صفحہ 234۔ فتاویٰ فقیہ ملت جلد 2 صفحہ 25)

سوال 6: اگر شوہر نے اپنی بیوی کو اس حالت میں طلاق دی کہ وہ حاملہ تھی تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: شوہر کا اپنی بیوی کو حالت حمل میں طلاق دینا سنگ دلی، بے رحمی اور بے مُروتی کی بات ہے لیکن اگر خدانخواستہ کسی نے اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوجائے گی اور اسکی عدت وضع حمل ہے۔ **جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:**

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔

(پارہ 28 سورۃ طلاق آیت 4)

یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہوجائے گی اور اس دوران بیوی کا نان نفقہ دینا شوہر پر ضروری ہے **جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ میں ارشاد فرمایا:**

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ اور اگر وہ (یعنی طلاق یافتہ عورتیں) حاملہ ہوں تو وضع حمل تک (انہیں) نان نفقہ دو۔

(پارہ 28 سورۃ طلاق آیت 6)

اور قرآن کا حاملہ عورت کی عدت بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حالتِ حمل میں (اگر شوہر نے طلاق دی تو) طلاق واقع ہوجائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 375۔ فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 174۔ تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 255)

سوال 7: شوہر نے بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو کیا طلاق ہوجائے گی؟

جواب: بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دینا حرام ہے اور ایسا کرنے پر شوہر سخت گناہ گار ہے لیکن اس

حالت میں طلاق واقع ہوجائے گی اور اسکی عدت اس حیض کے گزرنے کے بعد سے تین حیض تک ہے (یعنی جس حیض میں طلاق دی گئی وہ عدت میں شمار نہیں ہوگا) اور قرآن پاک میں بھی حیض والی عورت کی عدت بیان کی گئی ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو (نکاح سے) روکے رہیں تین حیض تک۔

(پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 228)

(فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 332۔ فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 245)

سوال 8: کیا شرعاً طلاق کا حق بیوی کو تفویض کیا جاسکتا ہے؟

جواب: طلاق اصالتاً اور بالذات شوہر کا حق ہے اور وہ جب چاہے، اسے استعمال کرسکتا ہے لیکن شوہر یہ حق طلاق بیوی کو تفویض بھی کرسکتا ہے، خواہ نکاح کے وقت کرے یا بعد میں کسی وقت، اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ تو جب چاہے، جب کبھی چاہے، جس وقت چاہے یا جس وقت بھی چاہے، اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے تو یہ حق تفویض دائمی اور موقت ہوگا، جب تک وہ اس شوہر کے نکاح میں ہے، اس حق کو استعمال کرسکتی ہے، البتہ اگر بیوی کسی خاص موقع پر باہمی تکرار کے دوران شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اور وہ جواباً کہے کہ، تم اپنے آپ کو طلاق دے دو، یا یہ کہے کہ تمہارا معاملہ تمہارے اختیار میں ہے، یا یہ کہ تم اپنا فیصلہ خود کرلو وغیرہ کلماتِ طلاق کی نیت سے کہے تو اگر بیوی اسی مجلس میں یہ حق استعمال کرے، یعنی یوں کہے کہ، ''میں نے اپنے آپ کو طلاق'' ''میں نے اپنے نفس کا فیصلہ کرلیا'' وغیرہ تو طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر مجلس میں یہ حق استعمال نہ کیا تو بعد میں اسے یہ حق حاصل نہیں رہے گا۔

(مزید معلومات کیلئے: فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 637۔ تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 271 کا مطالعہ فرمائیں)

سوال 9: طلاق دینے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب: طلاق دینے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو ان پاکی کے دنوں میں جن میں عورت سے جماع نہ کیا ہو تو ایک طلاق دی جائے اور چھوڑ دیا جائے حتّٰی کہ عدت کے دن گزر جائیں اور اس سے کم اچھا طریقہ متعدد صورتوں پر مشتمل ہے۔ (i) جس عورت سے خلوت نہ ہوئی اسکو طلاق دی جائے اگر چہ

حیض کے دنوں میں ہو۔(ii) جس سے خلوت ہوچکی، اسکو تین طہروں (یعنی پاکی کے دنوں میں) تین طلاقیں دی جائیں۔ ہر طلاق ایک طہر میں واقع ہو اور کسی طہر میں عورت سے جماع نہ کیا ہو اور نہ ہی حیض کے دنوں میں عورت سے جماع کیا۔(iii) وہ عورت جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حاملہ یا حیض نہ آنے کی مدت کو پہنچی ہوئی عورت ان سب کو تینوں مہینوں میں تین طلاقیں دیں اگرچہ جماع کرنے کے بعد یہ سب صورتیں بھی جائز ہیں ان میں کوئی کراہیت نہیں۔

(ملخصاً بہارشریعت جلد2 صفحہ 110۔فتاویٰ رضویہ جلد12 صفحہ 362۔طلاق کے آسان مسائل صفحہ 25)

سوال 10: اگر مرد نے عورت کو تنہائی میں تین طلاقیں دیں اور بعد میں سب کے سامنے انکار کرتا ہے تو اس صورت میں عورت کیا کرے؟

جواب: شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دیں پھر انکار کرتا اور عورت کے پاس شرعی گواہ نہ ہوں تو اس صورت میں جس طرح ممکن ہو عورت اُس سے پیچھا چھڑوائے، مہر معاف کرکے یا اپنا مال دے کر اس سے علیحدہ ہوجائے، الغرض جس طرح بھی ممکن ہو اُس سے کنارہ کشی کرے اور کسی طرح مرد نہ چھوڑے تو عورت مجبور ہے مگر ہر وقت اسی فکر میں رہے کہ جس طرح ممکن ہو اس سے رہائی حاصل کرے اور اس کی پوری کوشش کرے کہ وہ صُحبت نہ کرنے پائے اور اس صورت حال سے بچنے کے لیے عورت خودکشی کرلے اسکی ہرگز اجازت نہیں ہے بلکہ جب تک ان باتوں پر عمل کرے گی تو معذور ہے اور شوہر بہر حال گناہ گار ہے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد12 صفحہ 396۔الدرالمختار جلد5 صفحہ 59۔بہارشریعت جلد2 صفحہ 181)

سوال 11: ایک وقت میں تین طلاقیں دینا کیسا؟ اور اگر شوہر نے تین طلاقیں ایک وقت میں دے دیں تو تین ہی طلاق واقع ہوں گی؟

جواب: ایک وقت میں تین طلاقیں دینا گناہ ہے لیکن اگر کسی نے ایک وقت میں تین طلاقیں دی تو تین طلاقیں ہی واقع ہوں گی حدیث پاک میں ہے: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا: کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہیں یہ سُن کر آپ ﷺ کھڑے ہوگئے اور آپ ﷺ غصے کی حالت میں فرمانے لگے کیا اللہ عزوجل کی کتاب کا مذاق اڑایا جاتا ہے حالانکہ میں ابھی تم میں موجود ہوں۔ (سنن نسائی جلد2 حدیث 3401 صفحہ 412)

اور ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا، میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاقیں دی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خیال میں مجھ پر کیا حکم ہے؟ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا، تین طلاقوں کی وجہ سے وہ عورت تم سے جدا ہوگئی اور باقی ستانوے طلاقوں کے ساتھ تم نے اللہ عزوجل کی آیات کا مذاق اُڑایا ہے۔ (مؤطا امام مالک کتاب الطلاق حدیث 1 صفحہ 561) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو واقع ہوجائیں گی اور اس شخص نے اپنے رب عزوجل کی نافرمانی کی۔ (تبیان القرآن جلد1 صفحہ 836) ان احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوگیا کہ ایک وقت میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی اور اگر کوئی شخص سو، ہزار، لاکھ طلاقیں دے دے تو تین تو واقع ہوجائیں گی باقی لغو جائیں گی یہی علماء امت کا قول ہے اس پر تمام ائمہ متفق ہیں اور وہ حدیث جو مسلم شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اور شروع خلافتِ فاروق میں ایک دم تین طلاقیں ایک مانی جاتی تھیں پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں تین طلاقیں قرار دیا وہاں تو یہ مُراد ہے کہ کوئی شخص تین طلاقیں اس طرح دیتا کہ تجھے طلاق ہے، طلاق، طلاق دوسری دو طلاقوں سے پہلی طلاق کی تاکیدیں کرتا تھا اور کوئی شخص اپنی غیر مدخولہ بیوی جس سے صرف نکاح ہوا ہو رخصت نہ ہوئی ہو، اس سے کہے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے تو اس سے صرف ایک طلاق پہلی واقع ہوگی دوسری دو طلاقیں واقع نہ ہوں گی کیونکہ غیر مدخولہ عورت پر عدت نہیں ہوگی وہ پہلی طلاق سے ہی نکاح سے بالکل ہی خارج ہوگئی۔ عہدِ فاروقی میں حالات بدل چکے تھے لوگ اپنی مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں ہی دیا کرتے تھے۔ لہٰذا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان عالی نہایت درست و صحیح تھا ورنہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے خلاف قانون جاری فرماتے اور تمام صحابہ کرام خاموش رہتے لہٰذا حکم یہی ہے کہ جو شخص اپنی مدخولہ بیوی کو جس سے خلوت کرچکا ہو اسے تین طلاقیں ایک ساتھ دے تو تین ہی واقع ہوں گی۔ (مراۃ المناجیح جلد5 صفحہ 133)

سوال 12: اگر شوہر نے غصے کی حالت میں بیوی کو طلاق دی تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

جواب: اگر غصہ اس حد کا ہو کہ عقل جاتی ہے (یعنی آدمی کی حالت پاگلوں والی ہوجائے) ایسی حالت میں دی ہوئی طلاق نہ ہوگی لیکن ایسی حالت ہزاروں کیا لاکھوں میں کسی ایک کی ہوئی ہوگی اکثر یوں نہیں ہوتا

بلکہ غصے کی آخری حالت یہی ہوتی ہے کہ رگیں پھول جائیں اعضاء کانپنے لگیں، چہرہ سرخ ہوجائے اور الفاظ کپکپائیں، ایسی حالت میں یا اس سے کم غصے میں طلاق واقع ہوجائے گی اور آجکل یہی صورتِ حال ہوتی ہے بعد میں کہتے ہیں، جناب ہم نے تو غصے میں طلاق دی تھی، ایسے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ طلاق عموماً غصے میں ہی دی جاتی ہے خوشی اور پیار ومحبت کے دوران تو شاید ہی کوئی طلاق دیتا ہو، لہٰذا یہ عُذر قابل قبول نہیں اور یاد رکھیں کہ نکاح ایک شیشہ ہے اور طلاق پتھر ہے اب پتھر چاہے پیار سے مارا جائے یا غصے میں شیشہ بہرحال ٹوٹ جائے گا اس لیے غصے کی حالت میں اپنے آپ کو کنٹرول کرنا چاہیے اور کوئی بھی ایسا قدم نہیں اُٹھانا چاہیے جس سے بعد میں شرمندگی اور ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 383۔فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 133)

سوال 13: طلاق کے بعد اور بیوی کے انتقال کے بعد جہیز کا مالک کون ہوگا؟

جواب: جہیز کی خاص مالک عورت ہی ہے لہٰذا اور کوئی اسکا مالک نہیں ہوسکتا اور بیوی کے انتقال کے بعد جہیز اس کے وُرثاء میں (شریعت کے مطابق) تقسیم ہوگا۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 203۔فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 426)

سوال 14: اگر طلاق کے وقت عورت موجود نہ ہو تو کیا طلاق ہوجائے گی؟

جواب: طلاق کے لیے بیوی کا وہاں موجود ہونا ضروری نہیں، شوہر بیوی کے سامنے طلاق دے یا دیگر رشتے داروں کے سامنے یا دوستوں کے سامنے یا بالکل تنہائی میں ہر حال میں اگر شوہر نے اتنی آواز سے الفاظِ طلاق کہے کہ اس کے کانوں نے سُن لیے یا کانوں نے شور وغیرہ کی وجہ سے سُنے تو نہیں لیکن آواز اتنی تھی کہ اگر آہستہ سُننے کا مرض یا شور وغیرہ نہ ہوتا تو کان سُن لیتے تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی اور کسی دوسرے شخص کا موجود ہونا یا بیوی کا یا کسی دوسرے کا طلاق کے الفاظ سننا کوئی ضروری نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 12 صفحہ 362۔طلاق کے آسان مسائل صفحہ 13)

سوال 15: اگر دوستوں سے یا بیوی سے مذاق کرتے ہوئے طلاق دیدی یا طلاق دے کر کہا کہ میں تو مذاق کررہا تھا تو اس صورت میں کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

جواب: طلاق کا معاملہ ایسا ہے کہ مذاق میں دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے حدیث پاک میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں (نکاح، طلاق، رجوع) ایسی ہیں جن کی حقیقت بھی حقیقت ہے اور جن کا مذاق بھی حقیقت ہے۔

(المستدرک جلد 2 حدیث 2800 صفحہ 764)

لہٰذا اگر کسی نے اپنی حقیقی بیوی کو مذاق میں یا فلم ڈرامے میں طلاق دی تو بھی طلاق واقع ہوجائے گی اور اب یہ عورت نکاح سے نکل جائے گی اور بغیر حلالہِ شرعی کے پہلے شوہر کیلئے حلال نہ ہوگی۔

سوال 16: اگر کسی آدمی نے شوہر کو قتل کی دھمکی دے کہ طلاق دینے پر مجبور کیا اور دھمکی دینے والا اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے پر بھی قادر ہے، اس صورت میں شوہر نے بیوی کو طلاق دیدی تو کیا طلاق واقع ہوجائیگی؟

جواب: اس مسئلے کی چند صورتیں ہیں۔ (1) اگر مجبور کرنے پر زبانی طلاق دی تو طلاق واقع ہوجائیگی (2) اگر مجبور کرنے پر تحریری طلاق دی یا طلاق کے پرچے پر دستخط کردیئے اور دل میں بھی طلاق کی نیت کرلی تو طلاق ہوگئی۔ (3) اگر مجبور کرنے پر تحریری طلاق دی اور زبان سے کچھ نہ کہا اور نہ ہی دل میں نیت کی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 117۔طلاق کے آسان مسائل صفحہ 13)

سوال 17: اگر طلاق کے وقت عورت طلاق لینے سے انکار کردے یا طلاق کا پرچہ پھاڑ دے یا عورت کا باپ یا بھائی طلاق کا پرچہ پھاڑ دے تو کیا طلاق ہوجائے گی؟

جواب: طلاق کے لیے عورت کا قبول کرنا ضروری نہیں، شوہر نے جب طلاق کے الفاظ زبان سے ادا کردیئے یا پرچے پر لکھ کردے دیئے تو اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی، عورت یا اس کے گھر والے قبول کریں یا نہ کریں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ 447)

سوال 18: اگر شوہر نے بیوی کو نشے کی حالت میں طلاق دی تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

جواب: شوہر نے نشے کی حالت میں بیوی کو طلاق دی تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 11 صفحہ 228۔فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 133)

سوال 19: شوہر نے بیوی کو اُنگلیوں کے اشارے سے طلاق دی تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

جواب: شوہر نے بیوی کو اُنگلیوں سے اشارہ کرکے کہا کہ میں تجھے اتنی طلاق، تو ایک، دو، تین، جتنی اُنگلیوں سے اشارہ کیا اتنی طلاقیں واقع ہوجائیں گی یعنی جتنی اُنگلیاں اشارہ کے وقت کُھلی ہوں اُنکا

اعتبار ہے بند کا اعتبار نہیں اور اگر وہ کہتا ہے کہ میری مُراد بند اُنگلیاں یا ہتھیلی تھی تو یہ قول دیانتاً معتبر ہوگا۔ قضاءً معتبر نہیں اور اگر تین اُنگلیوں سے اشارہ کر کے کہا تجھے اسکی مثل طلاق اور نیت تین کی ہو تو تین ورنہ ایک طلاق بائن اور اگر اشارہ کر کے کہا تجھے اتنی، اور نیت طلاق کی ہے اور لفظِ طلاق نہ بولا تو جب بھی طلاق ہو جائے گی۔ (بہارشریعت جلد2 صفحہ 123۔قانون شریعت صفحہ 281)

سوال 20: شوہر نے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور اب دوبارہ اس عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو اب ان کے دوبارہ نکاح کرنے کی کوئی صورت ہے؟

جواب: شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو فوراً عورت اسکے نکاح سے نکل گئی اور اب حلالہِ شرعی کیے بغیر وہ عورت مرد کیلئے حلال نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

پھر اگر (شوہر نے) تیسری طلاق دی تو اسکے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کرلیں، اگر گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں۔ اُن لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو سمجھ دار (علم والے) ہیں۔

(پارہ2 سورہ بقرہ آیت 230)

حلالہِ شرعی کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مدخولہ (یعنی وہ عورت جس سے جماع، دخول کیا گیا ہو) ہے تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد کسی اور مرد سے نکاح صحیح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس عورت سے جماع بھی کرے، اب اس دوسرے شوہر کے طلاق یا موت کے بعد کی عدت پوری ہونے پر عورت پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر غیر مدخولہ ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے فوراً بعد دوسرے سے نکاح کرسکتی

ہے کہ اسکے لیے عدت نہیں اور آجکل جو ترکیب (Setting) بنا کر حلالہ کروایا جاتا ہے ایسا کرنا درست نہیں اور ایسا کرنے والا شخص گناہ گار اور لعنت کا مستحق ہے حدیث پاک میں ہے: حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اُدھار والے بکرے کی خبر دوں؟ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ حلالہ کرنے والا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے اُس پر لعنت فرمائی ہے (المستدرک جلد2 حدیث 2805 صفحہ 766) لیکن اگر کسی نے ترکیب بنا کر حلالہ کروایا اور نکاحِ صحیح بھی ہوا اور دوسرے شوہر نے جماع بھی کیا (کیونکہ اگر دوسرے شوہر نے جماع نہ کیا تو عورت پہلے شوہر کیلئے حلال نہ ہوگی) اور بعد میں طلاق دیدی اور عورت نے عدت گزارنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کرلیا تو اس صورت میں حلالہ ہو جائے گا مگر جو لوگ اس کام میں شامل ہوں گے وہ سب گناہ گار اور لعنت کے مستحق ہوں گے۔ (ملخصاً بہارشریعت جلد2 صفحہ 180۔مراۃ المناجیح جلد5 صفحہ 136)

سوال 21: حلالہ کی کوئی ایسی صورت ہے کہ جس میں گناہ نہ ہو؟

جواب: اگر نکاح میں حلالہ کی شرط نہ رکھی جائے تو گناہ نہیں۔ مثلاً کوئی قابلِ اعتبار آدمی ہے اس کے سامنے ساری صورتحال بیان کردی جائے تو وہ عورت سے عدت گزارنے کے بعد نکاح کرلے اور نکاح میں حلالہ کی شرط نہ رکھی جائے پھر وہ آدمی نکاح کے بعد جماع کر کے طلاق دیدے تو اس میں کراہیت نہیں بلکہ اگر اچھی نیت ہے تو یہ شخص اجر و ثواب کا مستحق ہے پھر پہلا شوہر عورت کے عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ (ملخصاً بہارشریعت جلد2 صفحہ 180۔انوارالفتاویٰ جلد1 صفحہ 380)

سوال 22: عورت کو جب طلاق ہو جائے تو وہ کیا کرے، کیا طلاق کے بعد بھی شوہر کے ذمہ عورت کے کچھ حقوق رہتے ہیں؟

جواب: عورت کو جب طلاق ہو جائے تو وہ عدت گزارے گی اور شوہر کے ذمہ عدت کے دوران عورت کو رہائش اور خرچہ دینا لازم ہے عورت اسی مکان میں عدت گزارے گی جس میں طلاق کے وقت شوہر کے ساتھ رہائش پذیر تھی اور اگر کسی اور جگہ عورت گئی ہوئی تھی تو اطلاع ملتے ہی شوہر کے گھر پہنچ جائے، لیکن اگر شوہر کے گھر عدت گزارنے میں اپنی جان کو یا فتنہ فساد کا اندیشہ ہو تو ماں باپ کے گھر بھی عدت

گزار سکتی ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 299۔ بہار شریعت جلد 2 صفحہ 263)

سوال 23: عورت عدت کیسے گزارے گی؟

جواب: اگر عورت کو طلاقِ رجعی ہوئی ہے تو عورت عدت میں بناؤ سنگھار کرکے جبکہ شوہر موجود ہو اور عورت کو اس کے رجوع کرنے کی اُمید ہو اور اگر شوہر موجود نہیں یا عورت کو شوہر کے رجوع کرنے کی اُمید نہیں تو زینت نہ کرے اور شوہر کا رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ بھی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ جائے اور جب عورت کے مکان میں جائے تو خبر دیدے یا کھنکھار کر جائے یا اس طرح کہ عورت جوتے کی آواز سُنے اور اگر عورت طلاق بائن یا وفات کی عدت میں ہے تو اسے زینت کرنا حرام ہے زینت نہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ ہر قسم کے زیورات، سونے، چاندی، جواہر وغیرہ کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے اور کپڑے اور بدن پر خوشبو نہ لگائے نہ تیل استعمال کرے نہ کنگھا کرے نہ سیاہ سرمہ لگائے یونہی سفید خوشبودار سُرمہ بھی نہ لگائے، یونہی مہندی لگانا یا زعفران یا کُسم یا گیرو کے رنگے ہوئے کپڑے یا سرخ کپڑے پہننا یہ سب ممنوع ہیں ان سب چیزوں کا ترکِ واجب ہے۔ البتہ سر درد کی وجہ سے سر میں تیل لگا سکتی ہے اور موٹے دندانوں کی کنگھی بھی کر سکتی ہے اور آنکھوں میں درد کی وجہ سے بقدرِ ضرورت سُرمہ بھی لگا سکتی ہے، اگر رات کو سُرمہ لگانا کفایت کرے تو رات ہی کو لگانے کی اجازت ہے، دن میں نہیں اور سفید سُرمہ سے ضرورت پوری ہو جائے تو سیاہ سُرمہ لگانا منع ہے۔ یونہی عدت میں چوڑیاں پہننا، گلے میں ہار یا لاکٹ، کانوں میں یا ناک میں کانٹے بالیاں پہننا سب ممنوع ہے اور دورانِ عدت عورت گھر سے باہر بھی نہیں جا سکتی، البتہ اگر وفات کی عدت میں ہو اور کسبِ حلال کیلئے باہر جانا پڑے تو عورت دن کے وقت جا سکتی ہے۔ جبکہ رات کا اکثر حصہ گھر میں گزارے، اور یہ جانا بھی اسی صورت میں ہے جب خرچے کیلئے رقم نہ ہو، اگر بقدرِ کفایت رقم ہے تو باہر نکلنا ممنوع ہے، اور جس مرض کا علاج گھر میں نہیں ہو سکتا اس کے لیے بھی باہر جا سکتی ہے۔ جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی، البتہ شوہر یا مالکِ مکان یا عدتِ وفات میں شوہر کے وُرثاء نکال دیں یا مالک مکان کرایہ مانگے اور کرایہ ہے نہیں یا جہاں مال، آبرو (عزت) کو صحیح اندیشہ لاحق ہو تو مکان بدل سکتی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صفحہ 544۔ بہار شریعت جلد 2 صفحہ 242۔ الدر المختار جلد 5 صفحہ 217، 225)

سوال 24: عورت کتنے دن عدت گزارے گی؟

جواب: عدت کی تین اقسام ہیں۔ (1) اگر شوہر فوت ہو گیا تو عورت چار مہینے دس دن عدت گزارے گی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ٥

اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑ دیں تو وہ چار مہینے دس دن اپنے آپکو (نکاح سے) روکے رہیں (پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 234)

(2) اور اگر عورت حاملہ ہو تو عدتِ وفات بچہ پیدا ہونے تک ہے اب چاہے بچہ ایک گھنٹے بعد پیدا ہو جائے یا نو مہینے بعد پیدا ہو۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ٥

اور حمل والیوں کی معیاد (عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں یعنی عدت بچے کے پیدا ہونے تک ہے)۔ وضعِ حمل ہے۔ (پارہ 28 سورہ طلاق آیت 4)

(3) اور اگر شوہر نے عورت کو طلاق دی ہو تو اس میں متعدد صورتیں ہیں۔ (i) اگر عورت حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے تک عدت ہے جیسا کہ قرآن پاک کی پچھلی آیت میں گزرا۔ (ii) اگر عورت کو حیض آتا ہے تو عدت میں مکمل تین حیض کا گزر جانا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ٥

طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔ (پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 228)

اور عدت میں وہ حیض شمار نہیں ہوگا جس میں طلاق دی گئی بلکہ اس حیض کے گزر جانے کے بعد مزید تین حیض کا گزر جانا ہے۔ (iii) اگر عورت کو حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا یا عورت اتنی عمر کی ہو چکی ہے کہ حیض آنا بند ہو گیا ہے، تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

وَالّٰئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰئِی لَمْ یَحِضْنَ ۝

اور تمہاری عورتوں میں جو حیض سے نا اُمید ہوگئیں اگر تم کو کچھ شک ہوتو اُن کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا ہے۔ (پارہ 28 سورہ طلاق آیت 4)

البتہ اگر لڑکی کو حیض نہیں آیا تھا اور وہ مہینے کے حساب سے عدت گزار رہی تھی کہ حیض شروع ہوگیا تو اب تین حیض ہی سے عدت پوری کرے گی۔ وفات کی عدت تو عورت کو بہر صورت گزارنی ہوتی ہے چاہے عورت چھوٹی عمر کی ہو یا زیادہ عمر کی، اور شوہر سے خلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ البتہ طلاق کی عدت اسی صورت میں گزارنا پڑے گی جب کہ عورت سے مرد کی خلوت ہوئی ہو اگر مرد وعورت کی خلوتِ صَحیہ نہیں ہوئی تو عدت بھی نہیں ہوگی بلکہ عورت طلاق کے فوراً بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

نوٹ: عدت کے مزید مسائل معلوم کرنے کیلئے: فتاویٰ رضویہ جلد 11، 12، 13۔ بہارِ شریعت جلد 2 صفحہ 234 کا مطالعہ فرمائیں

سوال 25: عدت کے دوران نکاح کرنا کیسا؟

جواب: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۝

طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔ (پارہ 2 سورہ بقرہ آیت 228)

اس آیت میں واضح بیان ہے کہ مطلقہ عورت کی عدت مکمل تین حیض ہے اور یہی عدتِ طلاق ہے اس دوران کسی سے نکاح کرنا تو درکنار نکاح کا پیغام دینا بھی حرام ہے حتیٰ کہ اگر نکاح کرلیا تو یہ نکاح سرے سے جائز ہی نہ ہوگا۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 11 صفحہ 266۔ انوار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 342)

☆☆☆......متفرق مسائل......☆☆☆

سوال 1: اللہ تعالیٰ کو لفظ ''میاں'' کے ساتھ پکارنا یعنی اللہ میاں کہنا کیسا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو لفظ میاں کے ساتھ پُکارنا منع ہے کیونکہ اسکے تین معنی ہیں میاں آقا، شوہر، مرد وعورت میں زنا کا دلال، اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسے لفظ کی نسبت کرنا درست نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی

شان کے نامناسب معانی کا شائبہ موجود ہو۔ اس وجہ سے علمائے کرام نے اللہ تعالیٰ کو ''میاں'' کے لفظ کیساتھ پکارنے سے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 14 صفحہ 613) (فتاویٰ امجدیہ جلد 4 صفحہ 418)

سوال 2: بعض مرد حضرات بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں ان کا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں تو یہ حرام، گناہ اور مشرکین، مجوس ویہود کا طریقہ ہے حدیث پاک میں ہے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو زیادہ کرو اور مونچھوں کو خوب پست (یعنی کم) کرو۔ (صحیح مسلم اکتاب الطہارۃ حدیث 511، صفحہ 916) اس لیے بڑی بڑی مونچھیں رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

سوال 3: بیمہ پالیسی (انشورنس) کروانا کیسا ہے؟

جواب: موجودہ دور میں انشورنس کا نظام شرعی لحاظ سے درست نہیں ہے لہٰذا انشورنس کروانا جائز نہیں ہے اس سے بچنا چاہیے اس بارے میں مزید تفصیلی جواب کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

(شرح صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 846) (فتاویٰ رضویہ جلد 17 صفحہ 365)

سوال 4: عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں کا مزارات پر یا قبرستان جانا ناجائز ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ افریقہ میں نقل فرماتے ہیں کہ امام قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں سوال پوچھا گیا تو جواب دیا: ایسی بات میں جائز یا ناجائز کے بارے میں نہیں پوچھتے بلکہ یہ پوچھو کہ جائے گی تو اس پر کتنی لعنت ہوگی۔ خبردار! جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے تو سب طرف سے شیاطین اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے تو میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے اور جب واپس پلٹتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت کیساتھ لوٹتی ہے۔ اب عورتوں کا مزارات پر جانا بھی ناجائز ہے کیونکہ بے حیائی بڑھ چکی ہے عورتوں کو چاہیے کہ گھر میں بیٹھ کر ہی اولیاء کرام (رحمھم اللہ السلام) کو ایصالِ ثواب کیا کریں۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ 65)

سوال 5: بعض لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں اور ان کو بوسے دیتے ہیں ان کا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: قبر کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت سے ہو تو کفر ہے اور قبر کو بوسہ دینے میں

اختلاف ہے مگر بچنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 22 صفحہ 423)

سوال 6: دن کے ابتدائی حصے میں اور عصر کے بعد، مغرب اور عشاء کے درمیان سونا درست ہے یا نہیں؟

جواب: دن کے ابتدائی حصے میں اور مغرب و عشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 436) اور عصر کے بعد بھی نہیں سونا چاہیے کہ حدیث پاک میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اسکی عقل جاتی رہے تو وہ اس میں اپنے آپکو ہی ملامت کرے۔

(مسند ابو یعلی جلد 4، حدیث 4897، صفحہ 278)

سوال 7: جانوروں کو آپس میں لڑوانا (مثلاً مرغ، بٹیر، ریچھ، کتا وغیرہ) کی لڑائی کروانا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جانوروں کو آپس میں لڑوانا ناجائز و حرام ہے اور ان کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کیلئے ایذا ہے: حدیث پاک میں ہے: سرکار دوعالم ﷺ نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا ہے

(ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1148 صفحہ 828) (فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ 655)

سوال 8: کافر کو کافر کہنا کیسا؟

جواب: کافر کو کافر کہنا جائز ہے اور جو شخص ان کے کفر میں شک کرے تو وہ خود کافر ہے (فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 285) قرآن پاک میں بھی اللہ ﷻ نے کافروں کو کافر کہہ کر ہی مخاطب کیا ہے۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ (پارہ 30 سورہ کافرون آیت 1)

سوال 9: جو عورتیں بَھوئیں منڈواتی ہیں یعنی پلکنگ کرواتی ہے ان کے بارے میں کیا حکم ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جو عورتیں خوبصورت بننے کیلئے اپنی آبرو منڈوادیتی ہیں یہ ناجائز ہے حدیث پاک میں ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 596) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مفہوم: جو عورتیں بال گودئیں یا گودوائیں، مونڈیں یا منڈوائیں، اللہ ﷻ کی پیدا کردہ صورت کو بدلیں تو ان عورتوں پر لعنت ہے۔ (سنن نسائی جلد 3 حدیث 5114، صفحہ 431)

سوال 10: اگر شوہر اپنی بیوی کا دودھ پی لے تو اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور ایسا فعل کرنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: شوہر کے لیے عورت کا دودھ پینا شرعاً منع ہے اور شدید گناہ ہے جو ایسا کرے اس پر توبہ کرنا لازم ہے لیکن اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 23، صفحہ 373) (فتاویٰ محدث اعظم صفحہ 116)

سوال 11: مزامیر (میوزک، ڈھول، بانسری وغیرہ) کیساتھ قوالی سننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مزامیر کیساتھ قوالی سننا جیسا کہ آجکل ہو رہی ہیں انکا سننا ناجائز و حرام ہے اور اسکو حلال جان کر سننے والے کو اولیاء کرام نے جہنمی لکھا ہے۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ 129) (احکام شریعت صفحہ 173)

سوال 12: مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی اور دیگر دھاتیں (کانسی، تانبا، چاندی، لوہا) پہننے کے بارے میں کیا حکم ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے 4 ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ سے زائد چاندی کی اور سونے، کانسی، تانبے کی انگوٹھی مطلقاً ناجائز ہیں اور ان کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (مردوں کے لیے کڑے اور چھلّے پہننا بھی ناجائز ہے)۔ (احکام شریعت صفحہ 189)

سوال 13: مدینہ کو یثرب کہنا کیسا؟

جواب: مدینہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گناہ گار ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے مدینہ طیبہ ہے، مدینہ طیبہ ہے (المسند امام احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 275) اور جو ایک بار یثرب کہے تو اسے چاہیے کہ دس بار مدینہ کہے تاکہ اسکی تلافی اور تدارک ہو سکے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 21، صفحہ 116)

سوال 14: مسلمان کا کسی کافر یا مجوسی کے یہاں ملازمت کرنا کیسا؟

جواب: مسلمان اگر کسی کافر یا مجوسی کے یہاں ملازمت کرے تو حرج نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد 14 صفحہ 422) یہاں پر ایک مشورہ ہے کہ اگر کافر یا مجوسی کے یہاں ملازمت کرنی ہو تو پہلے اس سے طے کرلے کہ وہ اسکے اسلامی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا: یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تاکہ بعد میں کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

سوال 15: کافر کو تعظیم کے ساتھ سلام کرنا کیسا؟

جواب: کافر کو تعظیم کیساتھ سلام کرنا منع ہے اگر کرے گا تو کرنے والا شخص کافر ہوجائے گا۔

(الدر المختار جلد 2 صفحہ 251)

سوال 16: قبلہ کی جانب پاؤں پھیلانا کیسا؟

جواب: قبلہ کی طرف قصداً (یعنی جان بوجھ کر) پاؤں پھیلانا مکروہ ہے، سوتے میں ہو یا جاگتے میں، یوہیں مصحف شریف، کتب شرعیہ (یعنی تفسیر وحدیث کی کتب) کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے، ہاں اگر کتابیں اونچائی پر ہوں کہ پاؤں کہ محاذات (یعنی سیدھ) اُنکی طرف نہ ہو تو حرج نہیں یا بہت دور ہوں کہ عُرفاً کتاب کی طرف پاؤں پھیلانا نہ کہا جائے تو بھی معاف ہے اور بچوں کو بھی قبلہ رخ نہ لٹایا جائے کہ یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت اس لٹانے والے پر عائد ہوگی۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 644)

سوال 17: خطبہ کیلئے جو اذان دی جاتی ہے اسکا جواب دینا چاہیے یا نہیں؟

جواب: خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 473)

سوال 18: شب براءت میں آتش بازی کرنا کیسا؟

جواب: شبِ براءت میں آتش بازی کرنا حرام ہے اور آتش بازی کا سامان بنانا اسکا بیچنا اسکا خریدنا اور خریدوانا، اس کا چلانا اور چلوانا سب حرام ہے مسلمانوں کو ایسے کاموں سے بچنا چاہیے اور اس بابرکت رات کو بیہودہ اور حرام کاموں میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ مصطفویہ صفحہ 442)(اسلامی زندگی صفحہ 78)

سوال 19: قرآنی آیات کا ترجمہ، احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال وغیرہ میسج کے ذریعے دوست، احباب کو بھیجنا کیسا؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں بھیجنے چاہئیں کیونکہ یہ ہم سے Delete ہوجاتے ہیں اور یہ قیامت کی نشانی ہے کہ انسان اپنے ہاتھ سے قرآن مٹائے گا کیا یہ بات درست ہے یا نہیں؟

جواب: قرآنی آیات کا ترجمہ، احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال اگر مکمل حوالہ جات کے ساتھ اور علمائے اہلسنت کی تصدیق کے بعد دوست احباب کو میسج کے ذریعے بھیجے جائیں تو بہت اچھی بات ہے، رہا یہ سوال کے لوگ اسکو Delete کر دیتے ہیں اور اسے قیامت کی نشانی بتاتے ہیں تو ایسی کوئی

حدیث نہیں ہے جس میں فرمایا گیا ہو کہ انسان قرآن مٹائے گا، صحیح حدیث مبارکہ اس طرح ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن پر ایک ایسی رات گزرے گی کہ لوگ صبح کریں گے تو دیکھیں گے کہ قرآن کے حرُوف اُٹھا لیے گئے ہیں اور یہ قُربِ قیامت میں ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 4037، صفحہ 847) صحیح حدیث مبارکہ یہ ہے جو بیان کردی گئی ہے لوگوں کو چاہیے کہ ایسے وسوسوں میں نہ پڑیں اگر اسلامک میسج Delete کرنا چاہیں تو اسے پڑھ کر ڈلیٹ کر سکتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ویسے بھی سکول کالجز میں بورڈ پر بھی تو اساتذہ کرام آیات مبارکہ لکھتے ہی ہیں مگر بعد میں مٹا دیتے ہیں تو کیا ان سب کو قرآن کو مٹانے والا کہا جائے گا؟ اور اسکو قیامت کی نشانی کہنا درست نہیں، لیکن اگر کوئی اپنے موبائل میں برکت کیلئے احادیث مبارکہ یا دوسرے اسلامک میسجز کو رکھنا چاہے تو بہت اچھی بات ہے اللہ ﷻ ہمیں وسوسوں سے نجات عطاء فرمائے۔

سوال 20: اگر کسی انسان کو راستے میں سے کوئی مال یا کوئی اور چیز ملے تو اسکے بارے میں کیا حکم ہے کہ اسے اُٹھالینا چاہیے یا چھوڑ دینا چاہیے؟

جواب: پڑا ہوا مال کہیں سے ملے اور یہ خیال ہو کہ میں اسکے مالک کو تلاش کر کے دے دوں گا تو اُٹھالینا مستحب ہے اور اگر اندیشہ ہو کہ شاید میں خود ہی رکھ لوں گا اور مالک کو تلاش نہ کروں گا تو چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر ظنِ غالب (غالب گمان) ہو کہ میں نہ اُٹھاؤں گا تو یہ چیز ضائع ہوجائے گی تو اُٹھالینا بہتر ہے لیکن اگر وہ نہ اٹھائے اور وہ چیز ضائع ہوجائے تو اس صورت میں اس پر تاوان نہیں ہوگا۔

(بہار شریعت جلد 2 صفحہ 473)(ردالمحتار جلد 6 صفحہ 422)

سوال 21: اگر کسی انسان نے راستے سے مال اُٹھالیا اور اگر مالک کے بارے میں اسے معلوم نہ ہو تو اسکے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

جواب: جس نے مال اُٹھایا اس پر لازم ہے کہ بازاروں اور شارعِ عام اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظنِ غالب ہوجائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کی بعد اُسے اختیار ہے کہ لُقطہ (یعنی راستے میں ملنے والا مال) کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر صدقہ کردے۔ اگر مسکین کو دینے کے بعد مالک آگیا تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کردے یا نہ کرے اگر جائز کر دیا تو

ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے تو اپنی چیز واپس لے لے اور ہلاک ہوگئی ہے تو تاوان لے گا، یہ اختیار ہے کہ جس نے مال اٹھایا اس سے تاوان لے یا مسکین سے لے جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کرسکتا۔ (بہارشریعت جلد 2، صفحہ 475)

سوال 22: ایک شخص نے کسی کو چوری کرتے دیکھا تو کیا چور کے بارے میں مالک کو بتاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ ظن غالب ہے کہ مالک کو خبر دے گا تو چور اس پر ظلم کرے گا تو خاموش رہے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو مالک کو بتاسکتا ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 9 صفحہ 81) (بہارشریعت جلد 3 صفحہ 617)

سوال 23: اگر کوئی انسان غلطی سے گناہ کر بیٹھے اور بعد میں اپنے گناہ پر نادم ہو اور اللہ ﷻ کی بارگاہ میں سچی توبہ بھی کرے تو اب اس کے لئے حاکم یا قاضی کے پاس جاکر اپنے آپکو بطور مجرم پیش کرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی انسان نے گناہ کیا پھر سچے دل سے تائب ہوگیا تو اسے چاہیے کہ قاضی یا حاکم کے پاس اپنے جرم کو اس لئے پیش نہ کرے کہ اس پر حدِ شرع قائم کی جائے کیونکہ پردہ پوشی بہتر ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 9 صفحہ 81) (بہارشریعت جلد 3 صفحہ 617)

سوال 24: اگر کوئی شخص کسی کو برائی کرتا دیکھتا ہے اور اسے بُرائی سے منع کرنا چاہتا ہے مگر غالب گمان ہے کہ منع کرے گا تو فتنہ فساد ہوگا اور وہ اسے قتل بھی کرسکتا ہے تو اس صورت میں منع کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں۔ (1) اگر غالب گمان ہے کہ یہ اُس سے کہے گا تو وہ اسکی بات مان لے گا اور بُری بات سے باز آجائے گا تو امر بالمعروف (یعنی نیکی کی دعوت دینا) واجب ہے اسکو منع نہ کرنا جائز نہیں۔ (2) اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھے گا اور گالیاں دے گا تو منع نہ کرنا افضل ہے (3) اور اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے مارے گا اور یہ صبر نہ کرسکے گا یا اسکی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا آپس میں لڑائی ہوجائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے (یعنی نیکی کی دعوت نہ دے اور برائی سے بھی منع نہ کرے بس دل میں برا جانے) (4) اگر یہ غالب گمان ہو کہ اگر وہ اسے مارے گا تو یہ صبر کرے گا تو اسے چاہیے کہ بُرے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے۔ (5) اور اگر یہ غالب گمان ہے کہ وہ اس کی بات نہ مانیں گے اور نہ ہی ماریں گے اور نہ ہی گالیاں دیں گے تو اب اسے اختیار ہے (کہ جو چاہے کرے) افضل یہ ہے کہ نیکی کا حکم کرے (فتاوٰی عالمگیری جلد 9، صفحہ 80) (بہارشریعت

جلد 3 صفحہ 615) حاصل کلام یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا یہ غالب گمان ہے کہ اسکا کسی کو برائی سے روکنا اُسے اس برائی سے بچاسکتا ہے اور کسی فتنہ وفساد کا خطرہ نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے لیکن اگر یہ غالب گمان ہو کہ کسی کو برائی سے منع کرے گا اور نیکی کا حکم دے گا تو فتنہ فساد پیدا ہوگا تو پھر خاموش رہنا بہتر ہے، اس صورت میں اس کے کام کو دل میں بُرا جانے۔

سوال 25: اگر کسی شخص نے گناہ کرنے کا ارادہ کیا، مگر گناہ کیا نہیں تو کیا اس کے ذمہ گناہ لکھا جائے گا؟

جواب: اگر کسی شخص نے گناہ کرنے کا ارادہ کیا مگر اسکو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے جبکہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے نہیں کرنا چاہیے۔ احادیثِ مبارکہ سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل ارادہ کرلیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 9 صفحہ 80) (بہارشریعت جلد 3 صفحہ 615)

سوال 26: بعض لوگ صدقے کا مُرغا یا بکرا زمین میں دفن کردیتے ہیں ان کا ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ان کا ایسا کرنا حرام ہے اور مال کو ضائع کرنا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 14، صفحہ 655)

سوال 27: اگر کوئی شخص داڑھی کی توہین کرے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: داڑھی کی توہین کرنا اور اسکا مذاق اڑانا کُفر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 21، صفحہ 215)

سوال 28: بعض لوگ مُتبرک اشیاء کی لوگوں کو زیارت کرواتے ہیں اور انکو دیکھنے کے پیسے وصول کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: مُتبرک اشیاء کی لوگوں کو زیارت کروانا کہ اس سے برکت حاصل کریں یقیناً بہت اچھا کام ہے لیکن ان اشیاء کو جو لوگ دیکھنے آئیں ان سے پیسے لینا ناجائز ہے ہاں اگر انہوں نے مطالبہ نہیں کیا اور زائرین خود اپنی خوشی سے ہدیہ وغیرہ دے جائیں تو حرج نہیں۔ (رسائل اعلیٰ حضرت صفحہ 233)

سوال 29: اگر کوئی شخص نبی پاک ﷺ کے نام کی قسم کھائے یا والدین بیوی، بچوں کی قسم کھائے تو اس سے قسم ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب: نبی پاک ﷺ کے نام کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی اسی طرح بیوی، بچوں، تمہاری قسم، اپنی قسم تمہاری جان کی قسم، مذہب کی قسم، دین کی قسم، کعبہ کی قسم، عرش الٰہی کی قسم وغیرہ وغیرہ کی قسم کھانے سے قسم

نہیں ہوتی اور اللہ ﷻ کے نام کے سوا کسی اور کے نام کی قسم بھی شرعی قسم نہیں کہلاتی۔

(ملخصاً بہارشریعت جلد 2 صفحہ 302)

سوال 30: اگر کسی شخص نے یہ قسم کھائی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں یہ کام نہ کروں گا اور بعد میں وہ کام کرلیا تو اسکے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

جواب: اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائی اور بعد میں توڑ دی تو اب اسکو کفارہ دینا ہوگا کفارہ یہ ہے کہ (1) غلام آزاد کرے (آج کل اس کا دور نہیں ہے) (2) دس مسکینوں کو کھانا کھلائے (3) یا ان کو درمیانے درجے کے کپڑے پہنائے، جو تین ماہ سے زیادہ تک پہنے جاسکتے ہوں۔ (4) یا مسلسل تین روزے لگاتار رکھے یعنی درمیان میں چھوڑ نہیں سکتا ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا۔ اگر مال ہو تو روزے رکھنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا اسے مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے ہی پہنانے ہوں گے۔ قسم کے مزید مسائل معلوم کرنے کے لیے بہارشریعت جلد 2 صفحہ 305 کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال 31: بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ تمہیں میری قسم ہے یا تمہیں خدا کی قسم ہے کہ یہ کام نہ کرنا، یا تمہیں میری قسم ہے کہ میرا یہ کام کردو اس صورت میں قسم ہوجاتی ہے یا نہیں؟

جواب: دوسرے کی قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی مثلاً کہا تمہیں خدا کی قسم یہ کام کردو تو اس کے کہنے سے اس پر قسم نہ ہوئی یعنی کام نہ کرے گا یا کرے گا تو کفارہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ شرعی قسم نہیں ہے ہاں اگر کسی نے کہا کہ تمہیں اللہ ﷻ کی قسم میرا کام کردو یا کروادو اور اس نے کہا ہاں مجھے قسم ہے کہ میں تمہارا کام کردوں گا یا کروادوں گا تو اب یہ شرعی قسم ہوگی۔ لہٰذا اب اگر کام نہیں کرتا یا کروا کر دیتا تو پھر اس قسم کا کفارہ دینا لازمی ہوگا۔ (بہارشریعت جلد 2 صفحہ 303)

سوال 32: اگر کوئی شخص یہ شرعی قسم کھائے کہ فلاں چیز مجھ پر کھانا یا استعمال کرنا حرام ہے تو اسکے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

جواب: جو شخص کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرلے مثلاً کہے کہ فلاں چیز مجھ پر حرام ہے تو اس کے کہہ دینے سے وہ چیز حرام نہیں ہوگی کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہو اس کو کون حرام کرسکتا ہے مگر اس کے استعمال کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یعنی یہ بھی قسم ہے۔ (بہارشریعت جلد 2 صفحہ 302)

سوال 33: اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ تجھ سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے اور بعد میں اس سے بات بھی کر لیتا ہے تو اب اسکے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر شرعی قسم کھائی اور بعد میں توڑ دی ہے تو کفارہ دینا لازمی ہوگا۔ (بہارشریعت جلد 2 صفحہ 302) یہاں پر ایک بات کو سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم شرعی قسم ہوتی ہے اگر اسکو توڑ دیا تو کفارہ لازم آتا ہے لیکن اگر غیرِ خدا کی قسم کھائی تو یہ قسم کھانا مکروہ ہے اور یہ شرعاً قسم بھی نہیں ہے یعنی اسکو توڑ دینے سے کفارہ دینا لازم نہیں ہوتا۔

سوال 34: محرم الحرام میں کالے رنگ کے کپڑے پہننا کیسا؟

جواب: محرام الحرام میں کالے رنگ کے کپڑے پہننا سوگ کی علامت ہے اور سوگ حرام ہے اور یہ روافض کا طریقہ ہے اس لیے محرم الحرام میں کالے رنگ کے کپڑے نہ پہنیں جائیں۔

(احکام شریعت صفحہ 144) (مراۃ المناجیح جلد 2 صفحہ 510)

سوال 35: روافض (شیعوں) کی مجلس میں جانا اور ان کے مرثیہ، نوحے وغیرہ سننا اور انکی نیاز کھانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: روافض کی مجلس میں جانا اور ان کے نوحے، مرثیے وغیرہ سننا حرام ہے ان کی نیاز کی چیز کھانا منع ہے اور انکی مجالس میں جانا سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجبِ لعنت ہے اس سے بچنا چاہیے۔

(احکام شریعت صفحہ 144)

سوال 36: عاشق و معشوق آپس میں جو ایک دوسرے کو تحائف وغیرہ دیتے ہیں اسکے بارے میں کیا حکم ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: عاشق و معشوق آپس میں جو ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں یہ رشوت ہے ان کا واپس کرنا واجب ہے اور وہ ملکیت میں داخل نہیں ہوتے اور یہ کام گناہِ کبیرہ قطعی حرام اور جہنم میں لیجانے والا کام ہے۔ (البحر الرائق جلد 6 صفحہ 441)

سوال 37: طٰہٰ، یٰس، غفورالدین نام رکھنا کیسا؟

جواب: طٰہٰ، یٰس، نام رکھنا منع ہے کہ یہ مقطعاتِ قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں اس لیے ان

ناموں سے احتراز (یعنی بچنا) لازم ہے (لفظِ غلام کے اضافہ سے یہ نام رکھ سکتے ہیں جیسے کہ غلام یٰسین، غلام طٰہٰ) اور غفورالدین نام بھی نہ رکھا جائے کہ غفور کے معنی ہیں مٹانے والا، چھپانے والا، تو غفورالدین کے معنی ہوئے دین کو مٹانے والا، اس لیے ایسے نام نہ رکھیں جائیں۔ (احکام شریعت صفحہ 90)

مدنی التجاء! جب بھی کسی لڑکا یا لڑکی کا نام رکھنا ہو تو علمائے اہلسنت ومشائخ اہلسنت سے رابطہ فرمائیں ان سے عرض کریں کہ آپ کوئی نام ارشاد فرمادیں تو وہ نام رکھ لیں ان شاء اللہ ﷻ اسکی برکتیں ضرور حاصل ہوں گی۔

سوال 38: اگر والدین نے اپنے لڑکے یا لڑکی کا غلط نام رکھ دیا ہو تو اسکو تبدیل کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر والدین نے لڑکے یا لڑکی کا نام غلط رکھ دیا ہو تو اسے تبدیل کرسکتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے: سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قیامت میں اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔ (سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 1513 صفحہ 550)

سوال 39: شریعت نے عورتوں کیلئے زیورات کو پہننا جائز کیا ہے لیکن اب مرد بھی زیورات پہنتے ہیں اور کان بھی چھیدواتے ہیں اور اس میں بالیاں پہنتے ہیں ان کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

جواب: عورتوں کیلئے زیورات پہننا اور کان چھیدوانا جائز ہے۔ مردوں کیلئے یہ کام یعنی زیورات پہننا اور کان چھیدوانا اور کانوں میں بالیاں پہننانا جائز وحرام ہے۔

(بہار شریعت جلد 3 صفحہ 596) (الدر المختار جلد 9 صفحہ 693)

سوال 40: اگر کسی انسان پر غسل واجب ہو تو اسکے لیے اس حالت میں بال مُنڈوانا اور ناخن کاٹنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حالتِ جنابت میں بال منڈوانا اور ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 9 صفحہ 89) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 585)

سوال 41: سینہ، ہاتھ، پاؤں اور پیٹھ پر جو بال ہوں ان کو صاف کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: سینہ اور پیٹھ کے بال مُنڈوانا یا کتروانا اچھا نہیں، ہاتھ اور پیٹ کے بال صاف کرسکتے ہیں۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 9 صفحہ 89) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 585) (الدر المختار جلد 9 صفحہ 670)

سوال 42: ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: **ہاتھ کے ناخن کاٹنے کا طریقہ:** دہنے (یعنی سیدھے) ہاتھ کی کلمہ کی اُنگلی سے شروع کریں اور چھنگلیا پر ختم کردیں پھر بائیں چھنگلیا سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کریں، اس کے بعد دہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹیں، اس صورت میں دہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور دہنے ہاتھ پر ہی ختم ہوا۔

پاؤں کے ناخن کاٹنے کا طریقہ: پاؤں کے ناخن کاٹنے میں کوئی ترتیب منقول نہیں، بہتر یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اِسی ترتیب سے ناخن کاٹیں یعنی دہنے (سیدھے) پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کریں، پھر بائیں کے انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلیا پر ختم کریں۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 9 صفحہ 88) (الدر المختار جلد 9 صفحہ 970)

سوال 43: ناخن جمعہ کے دن ہی کاٹنے چاہئیں یا اس سے پہلے بھی کاٹ سکتے ہیں؟

جواب: جمعہ کے دن ناخن کاٹنا مستحب ہے۔ حدیث مبارکہ میں اسکی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے، لیکن اگر کسی شخص کے ناخن کافی زیادہ بڑھ گئے ہوں تو وہ جمعہ کے دن کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑے ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخنوں کا بڑے ہونا تنگیِ رزق کا سبب ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 9 صفحہ 88) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 582)

سوال 44: بعض لوگ جب نبی کریم ﷺ کا نام لکھتے ہیں تو مکمل درود شریف نہیں لکھتے بلکہ ص، ؐ صلعم، SAWW اور صحابی اور ولی کے نام کے ساتھ " ؓ " " ؒ " لکھتے ہیں اور جن کا نام محمد ہو اس پر " ؐ " بنادیتے ہیں کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: درود شریف کی جگہ (ص، ؐ صلعم، SAWW) وغیرہ لکھنا ناجائز وحرام ہے مکمل درود پاک لکھنا چاہیے اسی طرح صحابی کے نام کے ساتھ " ؓ " اور ولی کے نام کے ساتھ " ؒ " لکھنا بھی منع ہے اور جن کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین ہوتے ہیں ان ناموں پر " ؐ " بنانا بھی ممنوع ہے۔

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 534) (طحطاوی شریف جلد 1 صفحہ 6)

سوال 45: اگر کوئی شخص سب کے سامنے برے کام کرتا ہے اور اسے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی اسے کیا کہے گا ایسے شخص کے کاموں کے بارے میں کسی کو بتانا غیبت ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص اعلانیہ بُرا کام کرتا ہے اور اسکو اسکی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے تو ایسے شخص اور اسکی حرکات کا کسی کو بتانا غیبت نہیں حدیث پاک میں ہے جس نے حیا کا حجاب (پردہ) اپنے چہرے سے ہٹا دیا، اسکی غیبت نہیں مگر اسکی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ظاہر نہ کیا جائے کہ یہ غیبت میں داخل ہے۔ (الدر المختار جلد 9 صفحہ 674)

سوال 46: کبوتر پالنا کیسا ہے؟ اور اگر کسی شخص نے کبوتر پالے ہوں اور ان کو اُڑانے کیلئے چھت پر چڑھتا ہو جس کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کبوتر پالنا اگر اُڑانے کیلئے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اُڑانا ہے تو ناجائز ہے کہ یہ بھی ایک قسم کی فضول چیز ہے اور اگر کبوتر اُڑانے کیلئے چھت پر چڑھتا ہے جس کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہے یا اُڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جن سے لوگوں کی جان، مال کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو یہ ناجائز و حرام ہے اسکو سختی کے ساتھ منع کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ 655)

سوال 47: اگر کسی شخص کو خطبہ کے دوران چھینک آجائے تو اسکا جواب دینا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اگر خطبہ کے دوران کسی کو چھینک آئی تو سننے والا اسکو جواب نہ دے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 9 صفحہ 40)

سوال 48: اگر مزارات پر جا کر لوگ ناجائز و حرام کام کریں تو اس سے صاحب مزار کو تکلیف ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بلاشُبہ صاحبِ مزار کو تکلیف ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ہے ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ 3 صفحہ 383)

سوال 49: کھانا کھاتے وقت اچھی باتیں کرنا کیسا؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب کھانا کھایا جائے تو خاموش ہو کر کھانا چاہیے، اس دوران باتیں نہیں کرنی چاہئیں، کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: کھانا کھاتے وقت نہ بولنے کی عادت مجوس (یعنی آتش پرستوں) کی ہے اور مکروہ ہے اور لغو (فضول) باتیں کرنا ہر وقت مکروہ ہے اور ذکرِ خیر (اچھی باتیں کرنا) کرنا یہ جائز ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ 4 صفحہ 448)

سوال 50: اکثر لوگوں سے جب ملاقات ہوتی ہے تو وہ کسی شخص کے بارے میں کہتے ہیں کہ فلاں کو میرا سلام کہنا، کیا اس طرح سلام کہنا درست ہے؟ اور اگر درست ہے تو جس کو سلام پہنچایا گیا تو وہ سلام کے جواب میں کیا کہے؟

جواب: سلام پہنچانا درست ہے، کسی نے کہا کہ فلاں شخص کو میرا سلام کہہ دینا تو اس پر سلام پہنچانا واجب ہے۔ اور جب اس نے سلام پہنچایا تو وہ شخص جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو پھر اسکے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا ہے جواب میں کہے: وَعَلَیْکَ وَعَلَیْہِ السَّلَام.. (بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 463)

سوال 51: بعض لوگوں کو جب سلام کیا جاتا ہے تو وہ ہاتھ کے اشارے سے یا آنکھوں کے اشارے سے جواب دے دیتے ہیں منہ سے جواب نہیں دیتے کیا اس طرح اشارے سے سلام کا جواب ہو جاتا ہے؟

جواب: اُنگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے غیر سے مشابہت پیدا کرنے والا ہم میں سے نہیں، یہود و نصاریٰ کے مُشابہ نہ بنو، یہودیوں کا سلام اُنگلیوں کے اشارے سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔ (ترمذی شریف جلد 2 حدیث 593، صفحہ 249) بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارے کر دیتے ہیں بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارے سے جواب دیتے ہیں یوں جواب نہیں ہوتا ان کو منہ سے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ (بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 464)

سوال 52: بعض بڑی عمر کے لوگوں کو جب چھوٹی عمر کے لوگ سلام کرتے ہیں تو وہ جواب میں "جیتے رہو" کہہ دیتے ہیں اسکے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے "جیتے رہو" یہ سلام کا جواب نہیں ہے بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کُفار دیا کرتے تھے وہ کہتے تھے حَیَّاکَ اللّٰہُ۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وَعَلَیْکُمُ السَّلَام کہا جائے۔ (بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 465)

سوال 53: اگر کوئی شخص کسی کے یہاں کھانے کی دعوت پر گیا اور کھانا کھاتے وقت سائل آگیا تو کیا اس سائل کو یہ شخص کچھ کھانا دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے اور اس سے سائل نے مانگا تو اسکو یہ جائز

نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دیدے کیونکہ اس (یعنی مالک) نے اسکے کھانے کیلئے رکھا ہے، اسکو مالک نہیں کر دیا کہ جس کو چاہے دیدے۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 9 صفحہ 67)

سوال 54: اگر کوئی شخص دعوت میں بلائے تو اسکی دعوت میں جانا کیسا؟ اور اگر وہاں پر گانے باجے اور دیگر لغو قسم کی چیزیں ہوتو اس صورت میں دعوت میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب: دعوت میں جانا سنت ہے لیکن دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا، اور لہو و لعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے، جانے کے بعد کہ ایسی لغویات ہیں اگر وہیں یہ چیزیں ہیں تو واپس آجائے اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھانا کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو (ان چیزوں سے) روک سکتا ہے تو روک دے لیکن اگر اسکی قدرت میں نہ ہو تو صبر کرے، یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدیٰ و پیشوا ہو، مثلاً علماء، مشائخ، یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں، نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مذہبی پیشوا ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصے میں ہوں
(فتاوٰی عالمگیری جلد 9، صفحہ 65) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 392) (الہدایہ جلد 2 صفحہ 365)

سوال 55: اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو کیا کیا جائے؟

جواب: اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دیا جائے۔ اس کے بعد کھانا کھالیا جائے کہ حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو وہ اسے غوطہ دیدے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے اور وہ پہلے اپنے اُس پر کو کھانے میں ڈالتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے تو تم اسکو پوری طرح نہلا دو۔ (سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 444، صفحہ 160)

سوال 56: کتابیں اگر ایک دوسرے پر رکھنی ہوں تو انکی کیا ترتیب ہے؟

جواب: قرآن پاک سب کتابوں کے اوپر رکھئے پھر تفسیر پھر حدیث پھر فقہ پھر دیگر اسلامی کتابیں رکھی جائیں۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 327) (الدر المختار جلد 1 صفحہ 354)

سوال 57: مرد، عورت ایک دوسرے کا جھوٹا پانی پی سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر لذت کیلئے ہو تو عورت کا جھوٹا پانی مرد کیلئے اور مرد کا عورت کیلئے مکروہ ہے اور اگر لذت کیلئے نہ ہو تو کراہیت نہیں یعنی پی سکتے ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ جلد 28، صفحہ 281)

سوال 58: عورت چاہے جوان ہو یا بوڑھی ہوا اپنے پیر صاحب کا جھوٹا پانی پی سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر شہوت (یعنی لذت) کی نیت ہو تو حرام اور اگر خالص تبرک کی نیت ہو تو جائز ہے۔
(فتاوٰی رضویہ جلد 2 صفحہ 280)

سوال 59: بعض لوگوں پر حج فرض ہوتا ہے لیکن وہ حج پر نہیں جاتے اور کہتے ہیں کہ جوان بیٹی گھر بیٹھی ہوئی ہے ذمہ داری سر پر ہے ایسے میں حج کیسے ادا ہوگا؟ یعنی وہ بیٹی کے غیر شادی شدہ ہونے کو بھی حج میں شرعی رکاوٹ سمجھتے ہیں، ان کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

جواب: لوگوں کا یہ تصور غلط ہے۔ بیٹی کا غیر شادی شدہ ہونا حج کی فرضیت یا ادائیگی میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کہیں بھی باہم تصادم یا ٹکراؤ نہیں ہے بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ حج پر جائیں وہاں مقاماتِ مقدسہ اور مُتبرک اوقات میں اپنی بیٹی کے بہتر اور مناسب رشتے کیلئے دعا کریں اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے کمال امید رکھیں کہ وہ ان کی اولاد کا مقدر سنوار دے۔ البتہ اگر کسی شخص کا عذر یہ ہے کہ حج پر جانے کی صورت میں بیٹی یا بیٹیوں اور بیوی کی نگہداشت اور حفاظت کیلئے کوئی مَحرم رشتہ دار نہیں ہے تو وہ اس عذر کے ازالے تک حج مؤخر کر سکتا ہے مَحرم سے مراد قریبی رشتہ دار ہے جس سے ازروئے شرع نکاح دائمی طور پر حرام ہے جیسے باپ، بیٹا، بھائی، چچا، ماموں، بھتیجا، بھانجا یا اس طرح کے (رضاعی دودھ شریک) رشتے وغیرہ۔ (تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 223)

سوال 60: چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانا کیسا؟

جواب: چھوٹوں بچوں کو جو مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رکھتے ہوں ان کو مسجد میں لانا منع ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی مساجد کو بچوں، مجنونوں (پاگلوں) خرید و فروخت، لڑائی جھگڑوں اور بلند آوازوں سے بچاؤ۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 741، صفحہ 247)

سوال 61: بالوں میں سیاہ مہندی اور کالا کولا لگانا کیسا؟

جواب: داڑھی اور سر کے بالوں کو رنگنا سنتِ مستحب ہے جیسا کہ کثیر احادیث مبارکہ اور فقہ کی عبارات سے ثابت ہے لیکن احادیثِ مبارکہ میں سیاہ رنگ کو استعمال کرنے کی شدت سے ممانعت فرمائی گئی ہے جیسا کہ (1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک ایسی قوم ہوگی جو آخری زمانے میں سیاہ خضاب لگائے گی کبوتروں کے سینے جیسا اور وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھیں گے۔ (سنن ابوداؤ، جلد 3، حدیث 810، صفحہ 274) (2) حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے سیاہ خضاب لگایا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کا چہرہ سیاہ کردے گا۔ (مجمع الزاوئد جلد 5 صفحہ 163: شرح صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 414) (3) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زرد رنگ مومن کا خضاب ہے سرخ رنگ مسلمان کا خضاب ہے اور سیاہ رنگ کافر کا خضاب ہے۔ (مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 163 شرح صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 414)

ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ کالا خضاب لگانا جائز نہیں ہے چاہے وہ مہندی کی صورت میں ہو یا کالا کولا کی صورت میں ہو یا کوئی اور صورت میں ہو: جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ وہ نرا نیل ہو یا مہندی یا کوئی تیل، غرض کچھ بھی ہو سب ناجائز و حرام اور ان وعیدوں میں داخل ہے (جو اسکی مخالفت میں وارد ہوئیں) (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 10، صفحہ 59)

سوال 62: آج کل بہت سارے نوجوان خوبصورتی کے لیے سر کے بالوں کو ڈائی کرواتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جسمانی اعتبار سے انسان کو ایک مخصوص ساخت اور بناوٹ عطا فرمائی ہے اسی طرح دیگر اعضاء کے درمیان یا ان اعضا کے اجزاء کے درمیان ایک حد تک رنگت کا فرق بھی رکھا ہے، جیسا کہ ہونٹ، ہتھیلی، بازو، آنکھ اور بالوں کے درمیان فرق واضح ہے ان اعضا یا اجزائے بدن کو اس طرح مختلف شکلوں اور متفرق رنگت کے ساتھ پیدا کرنا یقیناً عظیم حکمتِ الٰہیہ کا نتیجہ ہے شیطان لعین نے اسی حکمت الٰہیہ کے خلاف تحریک چلانے کا دعویٰ کیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مردود قرار دیئے جانے کے بعد اس نے کہا تھا۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ○ میں لوگوں کو ضرور حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا

کردہ صورت کو بدل ڈالیں گے۔ (پارہ 5 سورہ النساء آیت 119) اس آیتِ مبارکہ اور اسکی متعدد تفاسیر کی رو سے دیکھا جائے تو بدن کے اجزاء کی قدرتی بناوٹ اور ان کی رنگت میں تبدیلی شیطانی منصوبہ کی تکمیل ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ آج کل کے نت نئے فیشن، زیب و زینت اور خوبصورتی کے لیے اختیار کئے جاتے ہیں اور خوبصورتی کو اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ خوبصورتی اس لیے اللہ عزوجل کے نزدیک وہی محبوب ہوگی جو نفسانی خواہشات اور شیطانی منصوبہ جات کی پیروی سے پاک ہو، اس لیے ہمارے نزدیک وہ لوگ جنہیں اللہ عزوجل نے سیاہ بال عطا فرمائے ہیں اور جنہیں جھوٹی خوبصورتی کیلئے تبدیلیوں کی ضرورت نہیں پڑتی انہیں اپنے بالوں کو ڈائی کروانے سے بچنا چاہیے۔ ہاں! جن کے بال سفید ہوگئے ہیں انہیں چونکہ خود شریعتِ مطہرہ نے بالوں کو رنگنے کی اجازت دی ہے اور سیاہ خضاب کے علاوہ دیگر رنگوں کا حکم فرمایا ہے لہٰذہ وہ لوگ اپنے بال رنگ سکتے ہیں۔ (انوار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 528)

سوال 63: ربیع الاوّل میں عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں جُلُوس نکالنا اور چراغاں کرنا کیسا؟ بعض لوگ اسکو اسراف اور ناجائز کہتے ہیں؟

جواب: موجودہ دور میں جُلُوس نکالنا اور چراغاں کرنا، اظہارِ مُسرت اور دین کی شوکت کے اظہار کے معروف و مروج طریقے ہیں، جیسے جُلُوس میلاد النبی ﷺ، یوم شوکت اسلام کے نام پر جلوس، جلوسِ عظمت صحابہ وغیرہ اسی طرح شادی، نکاح و دیگر تقریبات میں اظہار مسرت کیلئے بھی چراغاں کیا جاتا ہے اور مومن کی نگاہ میں آمد مصطفیٰ ﷺ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ اور بعثتِ مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر کسی دینی خوشی اور سعادت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں جُلُوس نکالنا اور چراغاں کرنا جائز اور مستحب امور ہیں، اور جو لوگ اسے اسراف اور ناجائز قرار دیتے ہیں وہ غلط ہیں کیونکہ اسراف کے معنی یہ ہیں کہ ناجائز کام میں رقم خرچ کی جائے یا ایسے کام میں رقم خرچ کی جائے جس کا مقصد صحیح نہ ہو، مثلاً سینما، گانا وغیرہ ناجائز کاموں میں خرچ کرنا یا اپنی رقم کو دریا میں پھینک دینا یا جلا دینا وغیرہ یہ صورتیں اسراف کی ہیں نیکی میں خرچ کرنا اسراف نہیں ہے، لیکن یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ لوگ صرف ربیع الاوّل کے مہینے میں ہی جُلُوس نکالنے اور چراغاں پر ہی اعتراض کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ شادیوں اور دیگر تقریبات میں اور ان کے بھی جلسے جُلُوسوں اور تقریبات میں بھی چراغاں کیا جاتا ہے اس کے

بارے میں کچھ نہیں کہتے۔ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں پوچھا جائے کہ اگر اسراف کے یہی معنی ہیں کہ مطلقاً ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے تو یہ مکان بنانا بھی اسراف ہوگا، اس لیے کہ ایک جھونپڑی میں بھی رہا جا سکتا ہے۔اسی طرح اچھے اور قیمتی کپڑے بنوانا بھی اسراف ہوگا اس لیے کہ ٹاٹ، کھدر وغیرہ سے بھی ستر پوشی ہو سکتی ہے۔اور اچھے کھانوں پر خرچ کرنا بھی اسراف ہوگا اس لیے کہ موٹے آٹے کی روٹی کو چٹنی یا سِرکہ کے ساتھ کھانے سے بھی پیٹ بھر سکتا ہے۔ان سب باتوں میں جب روپیہ صرف کرنا اس لیے اسراف نہیں ہے کہ مقصدِ صحیح کیلئے صرف (خرچ) کیا جا رہا ہے اگرچہ ضرورت سے زیادہ ہے اسی طرح عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر صرف (خرچ) کرنا اسراف نہیں ہے کہ عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار کرنا مقصود ہے: محدثِ اعظم حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی کرے تو وہ خوشی اس کے لیے دوزخ کی آگ کیلئے پردہ اور حجاب (رکاوٹ) بن جائے گی اور جو میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر ایک درہم خرچ کرے۔حضور ﷺ اسکی شفاعت فرمائیں گے جو قبول ہوگی (مولد العروس صفحہ 9) اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ عید میلاد النبی ﷺ پر دل کھول کر خرچ کریں اور خوب دُھوم دَھام سے حضور ﷺ کی آمد کا شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے جشن منائیں۔

سوال 64: اولاد کو عاق کرنے کی کیا شرعی حیثیت ہے؟ ایک شخص نے اپنی اولاد کو عاق کر دیا تو اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کو حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب: عاق کرنے کا جو مفہوم عوام الناس میں رائج ہے وہ یہ کہ والدین کا اپنے بیٹے یا بیٹی کو جائیداد (وراثت) سے محروم کر دینا، اسکی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ ورثاء کے درمیان وراثت کی تقسیم بحکمِ شریعت ہے لہٰذا کوئی شخص اپنے کسی وارث کا حق باطل نہیں کر سکتا چاہے وارث خود اپنے حق سے دستبرداری ظاہر کرے پھر بھی اس کا حق باطل نہ ہوگا۔لہٰذا والدین کو اپنی اولاد کو عاق کرنا یا وراثت سے محروم کرنا خلافِ شریعت اور ایک لغو فعل ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رہا باپ کا اسے (یعنی بیٹے کو) اپنی میراث سے محروم کرنا وہ اگر یوں ہو کہ زبان سے لاکھ بار کہے کہ میں نے اسے محروم الارث کیا یا میرے مال میں اسکا کوئی حصہ نہیں یا یہ کہ ترکہ میں اسے حصہ نہ دیا جائے یا خیالِ جہال کا وہ لفظ بے اصل ہے کہ میں نے اسے عاق کیا یا اِنہی مضامین کی لاکھ تحریریں لکھے، رجسٹریاں

کرانے، یا اپنے کل مال کو اپنے فُلاں وارث کیلئے یا کسی غیر کو ملنے کی وصیت کر جائے، ایسی ہزار تدبیریں ہوں کچھ کارگر نہیں، نہ ہرگز وہ ان وجوہ سے محجوب الارث ہو سکے گا کہ میراثِ حق مقرر فرمودہ رب عزوجل ہے جو خود لینے والے کے اسقاط سے ساقط نہیں ہو سکتا بلکہ جبراً دلایا جائے گا اگرچہ وہ لاکھ کہتا ہے کہ مجھے اپنی وراثت منظور نہیں، میں حصہ کا مالک نہیں بنتا، میں نے اپنا حق ساقط کر دیا وغیرہ، پھر دوسرا کیونکر ساقط کر سکتا ہے۔**اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:**

یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ o

اللہ تمہیں وصیت فرماتا ہے اور اولاد کے متعلق بیٹے کو دو بیٹیوں کا حصہ ہے۔

(پارہ 4 سورۃ النساء آیت 11)

اور واشباہ النظائر میں ہے۔اگر وارث کہے میں نے اپنا حصہ چھوڑا تو اس سے اس کا حق باطل نہ ہوگا۔ غرض بالقصد محروم کرنے کی کوئی سبیل (راہ) نہیں۔ہاں اگر حالتِ صحت میں اپنا مال اپنی ملک سے زائل کر دے (جیسے دوسری نیک اولاد کو دیدے یا کسی نیک کام میں خرچ کر دے تو وارث کچھ نہ پائے گا کہ جب ترکہ ہی نہیں تو میراث کس میں جاری ہوگی مگر اس قصدِ ناپاک سے جو یہ فعل (کام) کریگا، عنداللہ (یعنی اللہ عزوجل کے نزدیک) گنہگار رہے گا۔حدیث پاک میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور پر نور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں جو آدمی اپنے وارث کو میراث دینے بھاگا تو اللہ عزوجل قیامت کے روز جنت سے اسکی میراث کو ختم کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 2693 صفحہ 195)

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 18، صفحہ 168,169: فتاویٰ اہلسنت حصہ 3 صفحہ 20، انوار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 465)

سوال 65: شبِ براءت منانے کیا شرعی حیثیت ہے؟ بعض لوگ اس رات میں جاگنے اور عبادت کرنے کو بدعت قرار دیتے ہیں؟

جواب: اسلام میں کسی رات جاگنے اور عبادت کرنے پر پابندی نہیں ہے ہر رات عبادتِ الٰہی عزوجل کیلئے بیدار رہنا بلا شُبہ مُشروع اور جائز ہے لیکن مسلمانوں میں چند مخصوص راتیں جاگنے اور نوافل و استغفار کے حوالہ سے معروف ہوگئی ہیں اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے مذہبِ اسلام کا قانون یہ ہے کہ جو کام عہد رسالت اور عہد صحابہ میں نہ ہوا ہو اور بعد میں اسے لوگ رائج کر دیں تو وہ کام شرعاً جائز ہے۔بشرطیکہ

شریعت میں اسکی ممانعت نہ آئی ہو۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ''جس شخص نے مسلمانوں میں کسی نیک طریقہ کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس شخص نے مسلمانوں میں کسی بُرے طریقے کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب العلم حدیث 6676، صفحہ 409) جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشادفرمایا: **وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَاعَنْهُ** یعنی جس چیز سے شریعت خاموشی اختیار کرے وہ جائز ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 2 حدیث 3357، صفحہ 396) مراد یہ ہے کہ اگر جائز عمل سے شریعت نے منع نہ فرمایا ہو تو اسے کرنا جائز ہے، شب براءت کی رات جاگنے اور نوافل پڑھنے سے شریعت نے منع نہیں فرمایا، لہٰذا یہ جائز ہے اور حدیث پاک میں تو اس رات میں عبادت کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے جیسا کہ (1) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو اس میں قیام (عبادت) کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو کیونکہ اس رات سورج کے غروب ہوتے ہی اللہ عزوجل کی رحمتیں آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہیں اور اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آتی ہے، ہے کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں؟ ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا (ساری رات یہ ندا آتی ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ جلد 1 حدیث 1377، صفحہ 436) (2) حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں: ایک رات میں حضور ﷺ کو نہ پایا تو میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی کیا دیکھتی ہوں کہ آپ جنت البقیع میں ہیں (وہاں پر آپ نے فرمایا) اللہ عزوجل پندرھویں شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر (جیسا کہ اسکی شایان شان ہے) نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 718، صفحہ 403)۔ معلوم ہوا کہ اس رات میں جاگنا، عبادت کرنا اور قبرستان جانا سنتِ رسول ﷺ ہے: ہاں وہ لوگ جو اس رات جاگ کر آتش بازی کرتے ہیں، اور لوگوں کو اذیت دیتے ہیں وہ سخت گناہ گار اور عذابِ الٰہی عزوجل کے مستحق ہیں لیکن ان کی وجہ سے

اچھے اعمال کو بدعت قرار دینا سخت ناانصافی ہے اسی طرح شادیوں پر آجکل جو خرافات ہوتی ہیں سب کو معلوم ہیں لیکن کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ شادیاں کرنا ہی چھوڑ دو، کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ کسی اچھے کام میں لوگ برائی پیدا کردیں تو لوگوں کو اس اچھے کام سے روکنے کے بجائے ان کو غلطی سے منع کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی غلط نماز ادا کرتا ہے تو اسے نماز سے روکنے کے بجائے غلطی سے روکیں گے اسی طرح اگر بعض جہلاء (جاہل لوگ) کسی مزار پر جا کر سجدہ کرتے ہیں تو لوگوں کو مزار کی حاضری سے روکنے کی بجائے جہلاء کو سجدہ کرنے سے منع کریں گے، اسی طرح شبِ براءت میں اگر کوئی خلاف شرع کام کرتا ہے تو اسے اس برے عمل سے روکیں گے نہ کہ اس وجہ سے اسکو بدعت و ناجائز قرار دیں گے۔

سوال 66: مال حرام کے کیا شرعی احکام ہیں؟

جواب: حرام مال کی دو صورتیں ہیں (1) ایک وہ حرام مال جو چوری، رشوت اور ان جیسے دیگر ذرائع سے ملا ہو اسکو حاصل کرنے والا اسکا اصلاً مالک ہی نہیں بنتا اور اس مال کیلئے شرعاً فرض ہے کہ جس کا مال ہے اُسی کو لوٹا دیا جائے وہ نہ رہا ہو تو اس کے وارثوں کو دے اور ان کا پتا بھی نہ چلے تو بلا نیتِ ثواب (یعنی ثواب کی نیت کیے بغیر) فقیر کو بطور صدقہ دیدے (2) دوسرا وہ حرام مال جس میں قبضہ کر لینے سے ملکِ خبیث حاصل ہوجاتی ہے اور یہ وہ مال ہے جو کسی عقدِ فاسد کے ذریعہ حاصل ہوا ہو جیسے سُود یا داڑھی مونڈنے یا خشخشی کرنے کی اُجرت وغیرہ، اس کا بھی وہی حکم ہے مگر فرق یہ ہے کہ اس کو مالک یا اسکے ورثاء ہی کو لوٹانا فرض نہیں اولاً فقیر کو بھی بلا نیتِ ثواب صدقے میں دے سکتا ہے۔ البتہ افضل یہ ہے کہ مالک یا ورثاء ہی کو لوٹا دیا جائے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 551،552)

سوال 67: داڑھی مونڈنے کی اُجرت لینا کیسا؟

جواب: داڑھی مونڈنا حرام ہے یہ کام کرنا بھی حرام ہے کسی سے کروانا بھی حرام اور اسکی اجرت بھی حرام ہے۔ (ملخصاً وقار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 259)

سوال 68: نابالغ اولاد کو مختلف مواقع (مثلاً پیدائش کے بعد عقیقہ میں رسمِ بسم اللہ، رسمِ آمین، اور رسمِ روزہ کشائی وغیرہ) پر ملنے والی رقم اور تحائف کو والدین استعمال میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: فقہا کرام نے اس کی مختلف صورتیں بیان فرمائیں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) کسی تقریب اور خوشی کے بغیر نابالغ کو کسی نے کوئی چیز دی اور وہ چیز کھانے پینے کی ہو، اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر دینے والے کے انداز سے معلوم ہو کہ خالص بچے کو ہی دینا مقصود ہے تو والدین اس میں سے نہیں کھا سکتے اور اگر دینے والے کے انداز سے معلوم ہو کہ بچے کے بہانے والدین کو دینا مقصود ہے تو وہ کھا سکتے ہیں۔(2) کسی تقریب اور خوشی کے بغیر نابالغ کو کسی نے کوئی چیز دی اور وہ چیز کھانے پینے کی نہ ہو اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ والدین اس کو بلا ضرورت استعمال نہیں کر سکتے اور ضرورت ہو تو بقدرِ ضرورت استعمال کر سکتے ہیں۔(3) بچے کی ولادت کی تقریب اس کی خوشی میں جو تحائف (رقم، لباس، اور دیگر اشیاء) دی جاتی ہیں۔ان میں جن چیزوں کے متعلق معلوم ہو کہ یہ صرف بچے کے لیے ہیں (جیسے چھوٹے کپڑے) تو وہ صرف بچے کیلئے شمار ہوں گے اور جو چیزیں بچے کیلئے خاص نہ ہوں وہ والدین کیلئے شمار ہوں گی (جیسے رقم، اور بڑے کپڑے وغیرہ) (4) ولادت کے علاوہ دیگر تقریبات (رسمِ بسم اللہ، روزہ کشائی وغیرہ) میں جو تحائف آتے ہیں، ان میں جو چیزیں بچوں کیلئے خاص کر کے دی جاتی ہیں (جیسے ان کے مناسب کپڑے یا کھلونے) وہ انہی کے شمار ہوں گے، اور دیگر چیزیں (رقم وغیرہ) میں عرف اور رواج دیکھا جائے گا، اگر عرف میں وہ چیزیں بچے کی شمار ہوئی ہوں تو کسی اور کے لیے ان کا استعمال درست نہیں ہوگا اور اگر عرف میں وہ بچے کی شمار نہ ہوتی ہوں تو پھر وہ والدین کیلئے ہیں

(ملخصاً بہار شریعت جلد 3 صفحہ 78)(انوار الفتاوی جلد 1 صفحہ 509)

سوال 69: V.C.R. T.V ریڈیو وغیرہ کو ٹھیک کر کے روزی کمانا حلال ہے یا حرام؟

جواب: V.C.R, T.V وغیرہ مشینی آلات ہیں، ان سے جائز کام بھی لیے جاتے ہیں اور ناجائز کام بھی یہ صرف حرام کام کے لیے ہی استعمال نہیں ہوتے، اور نہ محض غلط کاموں کیلئے بنائے جاتے ہیں جس طرح چھری اور بندوق وغیرہ جیسے آلات سے جہاد بھی کیا جاتا ہے اور اپنے ذاتی کاموں اور شکار میں بھی استعمال کیے جاتے ہیں اور انہی سے انسان کو قتل کرنے والا فعلِ قبیح بھی کیا جاتا ہے، لہٰذا جو آلات صرف معصیت (گناہ) کے لیے متعین نہ ہوں، ان کا بنانا اور مرمت کرنا جائز ہے تو T.V. , V.C.R وغیرہ کی مرمت کرنا بھی جائز ہے، اسی طرح اسکی مرمت کی اُجرت بھی جائز ہے۔(وقار الفتاوی جلد 1 صفحہ 218)

سوال 70: چاند گرہن اور سورج گرہن کی کیا شرعی حیثیت ہے؟ عام زندگی میں سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت مختلف نظریات اور خیالات عوام الناس کی طرف سے بیان کئے جاتے ہیں بالخصوص سورج اور چاند گرہن کے وقت جو عورتیں ایامِ حمل سے گزر رہی ہوتی ہیں لوگوں کے خیال کے مطابق حاملہ عورتوں کو ان دونوں میں سیدھا لیٹنا چاہیے یا چلتے پھرتے رہنا چاہیے اور سورج اور چاند کے سامنے نہیں آنا چاہیے وغیرہ وغیرہ، حتیٰ کہ سورج اور چاند گرہن مکمل طور پر ختم ہو جائے، ان باتوں کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: چاند گرہن اور سورج گرہن کے متعلق لوگوں کی جو توہمات ہیں انکی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ پہلے معاشرہ عرب میں بھی اس قسم کی توہمات پائی جاتی تھیں لیکن نبی کریم ﷺ نے اسے رد فرما دیا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انہیں کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے اور نہ حیات کی وجہ سے، جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو اللہ عزوجل سے دعا کرو، اور نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے۔(صحیح مسلم کتاب الکسوف جلد 2، حدیث 2018، صفحہ 734) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ سورج اور چاند گرہن کا کسی شخص کی موت و حیات اور دیگر حوادث سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اللہ عزوجل کی قدرتِ کاملہ کا ایک اظہار ہے کہ چاند اور سورج جیسی بڑی بڑی طاقتیں بھی اس کے قبضہ وقدرت میں ہیں اور جب وہ ان کو بے نُور کر سکتا ہے تو ناتواں انسان کی اس کے حضور کیا مجال اور طاقت ہے؟ سورج اور چاند گرہن کو کسی بیماری یا نقصان اور خطرات کا باعث قرار دینا شرعی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ طبی لحاظ سے اس کے بعض اثرات انسانی جسم اور صحت پر مرتب ہوتے ہوں لیکن شریعتِ مطہرہ میں گرہن کے ساتھ ان باتوں کا کوئی تصور نہیں دیا گیا اسی طرح گرہن کے بارے میں یہ سمجھنا کہ شرعاً اس کے اثرات حاملہ عورتوں پر مرتب ہوتے ہیں یہ بھی محض توہم پرستی اور باطل نظریات کا حصہ ہے سورج اور چاند گرہن شرعی نقطہ نظر سے انسان کے معمولات زندگی میں قطعاً مائل نہیں ہوتے البتہ وقت توبہ و استغفار اور ذکر و اذکار کا حکم ہے۔

☆☆☆......عقیقے کے مسائل......☆☆☆

سوال 71: بچے کا عقیقہ کرنا کس دن بہتر ہے؟

جواب: عقیقہ کیلئے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کرسکیں تو چودھویں یا اکیسویں دن اگر ان میں بھی نہ کرسکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی لیکن سات دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور اگر یاد نہ رہے تو اس طرح کریں کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہے اس دن کو یاد رکھیں، اب اس سے ایک دن پہلے جو دن آئے گا تو وہ ساتواں دن ہوگا۔ مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتواں دن ہے اور اگر ہفتے کو پیدا ہوا تو جمعہ کو ساتواں دن ہوگا۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 586) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 356)

سوال 72: لڑکا یا لڑکی کے عقیقے میں کتنے جانور ذبح کرنے چاہئیں؟

جواب: لڑکے کے عقیقے میں دو جانور اور لڑکی کے عقیقے میں ایک جانور ذبح کرنا چاہیئے۔ حضرت اُمِّ کُرز کعلبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں (یا بکرے) جو کفائیت کرنے والے ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (یا بکرا) ہے۔ اگر لڑکے کے عقیقے میں دو بکرے کرنے کی استطاعت نہ ہو تو ایک بکرا بھی کر سکتے ہیں، عقیقہ ہو جائے گا۔

(سنن ابوداؤد جلد 2 حدیث 1061، صفحہ 406)

سوال 73: کیا عقیقے کا گوشت بچے کے ماں باپ کھا سکتے ہیں؟

جواب: عقیقے کا گوشت ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کھا سکتے ہیں۔ یہ عوام میں غلط مشہور ہے کہ بچے کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی گوشت نہیں کھا سکتے، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 590) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 357)

سوال 74: عقیقے کے گوشت کی ہڈیاں توڑنا کیسا؟

جواب: عقیقے کے گوشت میں بہتر یہ ہے کہ اس کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں بلکہ ہڈیوں پر سے گوشت اُتار لیا جائے کہ یہ بچہ کی سلامتی کی نیک فال (یعنی نیک شگون) ہے اور اگر ہڈیاں توڑ کر گوشت بنایا جائے تو اس میں بھی حرج نہیں۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 357) (فتاویٰ رضویہ جلد 2 صفحہ 590)

سوال 75: کیا یہ درست ہے کہ جو بچہ بغیر عقیقے انتقال کر گیا وہ اپنے والدین کی شفاعت نہیں کریگا؟

جواب: جی ہاں! مگر اسکی صورتیں ہیں: جس بچہ نے عقیقے کا وقت پایا یعنی وہ سات دن کا ہو گیا اور بلا عُذر جبکہ استطاعت (یعنی طاقت) بھی ہو اس کا عقیقہ نہ کیا یا تو وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کرے گا۔

حدیث پاک میں ہے: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لڑکا اپنے عقیقے کی جگہ رہن (گروی) رکھا ہوا ہے: (سنن ابوداؤد جلد 2 حدیث 1064 صفحہ 406) اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بچے کا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے تو اسکو والدین کے حق میں شفاعت کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد 3 صفحہ 482) حضرت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ گروی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس لڑکے سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا، بچہ کی سلامتی اور اس کی نشوونما اور اس میں اچھے اوصاف (خوبیاں) ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 354) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو بچہ قبل بلوغ مر گیا اور اس کا عقیقہ کر دیا تھا، یا عقیقہ کرنے کی استطاعت نہ تھی یا ساتویں دن سے پہلے مر گیا، ان سب صورتوں میں وہ ماں باپ کی شفاعت کریگا جبکہ یہ دنیا سے باایمان گئے ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 596)

سوال 76: بچہ کے کس کان میں اذان اور کس کان میں اقامت کہنی چاہیے اور کتنی بار کہنی چاہیے اور بچہ کا نام کس دن رکھنا چاہیے؟

جواب: جب بچہ پیدا ہو تو مستحب ہے کہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جائے کہ اذان کہنے سے ان شاء اللہ عزوجل بلائیں دور ہو جائیں گی۔ حدیث پاک میں ہے: جس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر (اقامت کہی جائے) تو اسے ان شاء اللہ عزوجل اُمّ الصبیان (بچوں کی مرگی جس میں بچہ سُوکھتا جاتا ہے) نہیں ہوگی۔ (شعب الایمان جلد 6 حدیث 8619 صفحہ 390) بہتر یہ ہے کہ دائیں کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں کان میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے، بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہو تو اذان کہی جاتی ہے اور جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے، اس طرح نہیں کرنا چاہیے بلکہ جب لڑکی پیدا ہو تب بھی اذان و اقامت کہی جائے اور ساتویں دن بچے کا نام رکھا جائے اور اسکا سر مونڈوایا جائے اور بالوں کا وزن کر کے اتنی چاندی یا سونا صدقہ کر دیا جائے۔

(ملخصاً بہار شریعت جلد 3 صفحہ 355)

سوال 77: انسان کو شیطان کہنا کیسا؟

جواب: آج کل یہ لفظ لوگ بطورِ گالی استعمال کرتے ہیں۔ شرارتی بچے کو بھی شیطان بول دیتے ہیں اس کی صورتیں بیان کرتے ہوئے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، گمراہ اور بددین کو شیطان کہا جاسکتا ہے اور اُسے بھی جو لوگوں میں فتنہ پردازی کرے (یعنی فتنہ پھیلائے) اِدھر کی اُدھر لگا کر فساد ڈلوائے، جو کسی کو گناہ کی ترغیب دے کر لے جائے وہ اُسکا شیطان ہے اور مومن صالح کو شیطان کہنا شیطان کا کام ہے، مسلمانوں کو بلاوجہ شرعی مردود یا ابلیس کہنا سخت حرام ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد 13، صفحہ 652،656۔ کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ 404)

سوال 78: مُروّجہ ڈانس کو جائز کہنا کیسا؟

جواب: فقہائے کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں جو شخص رقص کرنے کو جائز سمجھے اُس پر حکمِ کُفر ہے (الدر المختار جلد 6 صفحہ 396) یہاں رقص سے مراد لچکے توڑے کے ساتھ کیا جانے والا وہ ناچ (ڈانس) ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے عشقِ حقیقی کے باعث بے خودی میں جھومنا، وجد کا طاری ہونا یا تواجد (یعنی عاشقان خدا ورسول کے وجدِ صادق کی مخلصانہ نقالی) معاذ اللہ عزوجل کُفر نہیں بلکہ یہ تو عین سعادت ہے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ 403)

سوال 79: اگر ایک شخص حرام کام کرتا ہو اور کہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری روزی حرام کام میں ہی رکھی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر قائل اپنے کام کو حرام ہی سمجھتا ہے تو چونکہ وہ اپنے اس ناجائز و حرام کام کیلئے تقدیر کو آڑ بناتا ہے اس لیے اسکا اسطرح کہنا سخت بے ادبی اور بے دینی کی بات ہے یہ جملہ قائل کے منہ پھٹ ہونے اور اللہ عزوجل کے عذاب سے بے خوف ہونے کی علامت ہے اگر اسے صحیح معنوں میں خوفِ خدا ہوتا تو ہرگز اس کے منہ سے ایسا جملہ نہ نکلتا، اللہ عزوجل نے عقل دی ہے، خیر و شر اور حلال و حرام کو جُدا و ممتاز بیان فرمادیا گیا ہے۔ بندے کو جو ایک نوع اختیار دی گئی ہے اُسے بروئے کار لاتے ہوئے کوئی تو اچھا کام اپناتا ہے اور کوئی اپنے آپ کو برائی کے عمیق (یعنی گہرے) گڑھے میں گراتا ہے۔ کوئی حلال روزی کماتا ہے تو کوئی

حرام کھاتا اور کھلاتا ہے بروزِ قیامت اعمال کا حساب ہونا ہے اس دن نیکی کی جزا ملے گی اور بُرائی کی سزا، قائل پر اپنے اس جملے سے توبہ کرنا ضروری ہے اور حرام سے بچنا فرض ہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ 46) ہر انسان کو حرام روزی کمانے سے بچنا چاہیئے کہ احادیث مبارکہ میں اس کی مذمت فرمائی گئی ہے۔ (1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل پاک ہے اور وہ پاک چیز کے سوا کسی چیز کو قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو حکم دیا تھا اور فرمایا: اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو، میں تمہارے کاموں سے باخبر ہوں اور فرمایا: اے مسلمانو، ہماری دی ہوئی چیزوں سے پاک چیزیں کھاؤ، پھر آپ ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال غُبار آلود ہیں وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے، یارب، اور اس کا کھانا، پینا حرام ہو اس کا لباس حرام ہو، اس کے غذا حرام ہو تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم جلد 2 حدیث 2242، صفحہ 938) (2) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو گوشت حرام سے پروان چڑھتا ہے وہ آگ کے زیادہ لائق ہے۔ (ترمذی شریف جلد 1 حدیث 594 صفحہ 348) (3) نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس جسم نے حرام سے پرورش پائی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 صفحہ 739) (4) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہر دن رات میں بیت المقدس پر ندا دیتا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے فرض اور نفل کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی (کتاب الکبائر صفحہ 193) (5) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو اس وجہ سے اس کی چالیس دن تک عبادت قبول نہ ہوگی (مکاشفۃ القلوب صفحہ 483) (6) سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ہو نہیں سکتا کہ بندہ مال حرام کمائے پھر اسکو صدقہ کرے تو وہ قبول ہوجائے، اسے خرچ کرے تو اس میں برکت دی جائے اور بعد از مرگ (یعنی مرنے کے بعد) اپنے پیچھے چھوڑ جائے تو وہ اس کیلئے جہنم کا ایندھن نہ بنے۔

(الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 691)

سوال 80: کرسچینوں کو اہلِ ایمان کہنا کیسا؟

جواب: یہودیوں اور کرسچینوں یعنی عیسائیوں کو اہلِ ایمان کہنا کُفر ہے کیونکہ یہ دونوں کافر ہیں اور کافر کو

کافر جاننا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 185)

سوال 81: کیا اہلِ کتاب اہلِ ایمان نہیں ہیں؟

جواب: یہود و نصاریٰ (یعنی یہودی اور کرسچین) اہلِ کتاب تو ہیں مگر اس بناء پر انہیں اہلِ ایمان نہیں کہا جا سکتا فی الوقت ان کے مذاہب باطل ہیں اور دینِ اسلام کے سوا کوئی اور دین قابلِ قبول نہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ o

اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

(پارہ 3 سورۃ آل عمران آیت 85)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہے: جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین تلاش کرے یا نبی آخر الزمان ﷺ کی تشریف آوری کے یا جو کوئی ان کی شریعت کے علاوہ کسی اور دین کی تلاش کرے خواہ شرک و کفر کو یا یہودیت و نصرانیت کو کہ وہ ادیان (یعنی یہودیت و نصرانیت) اپنے وقت میں اسلام پر تھے لیکن اب ان مذاہب کو اختیار کرنا گمراہی و کفر ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد 3 صفحہ 575)

سوال 82: کیا دنیوی قانون پر عمل کرنا ضروری ہے؟

جواب: وہ دنیوی قانون جو خلافِ شریعت نہ ہو اُس پر عمل کرنا ضروری ہے کیونکہ عمل نہ کرتے ہوئے پکڑے جانے کی صورت میں ذلت اٹھانے، جھوٹ بولنے، یا رشوت وغیرہ کے گناہوں میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی جرم قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپکو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔ حدیث پاک میں ہے جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو بخوشی ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 558) (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 29 صفحہ 93)

سوال 83: بس، کوچ یا ویگن بک کرواتے وقت یہ طے کرنا کیسا کہ اگر ہم نے بکنگ منسوخ (Cancel) کروائی تو ہماری پیشگی جمع کروائی ہوئی رقم ضبط کر لینا اور اگر تم نے (یعنی گاڑی والے نے) بکنگ منسوخ کی تو تمہیں دُگنی رقم واپس دینا ہوگی۔ یعنی جو رقم ہم نے دی تھی وہ بھی اور اتنی ہی مزید دینی ہوگی؟

جواب: گاڑی والے کی طرف سے منسوخی کی صورت میں جمع کردہ ضمانت سے دُگنی رقم نہیں لے سکتے

کیونکہ یہ تعزیر بالمال یعنی مالی جرمانہ ہے اور مالی جرمانہ اسلام میں جائز نہیں ہے۔ (الدر المختار جلد 1 صفحہ 326) (فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 111) گاڑی والے کو بھی چاہیے کہ بطورِ ضمانت لی ہوئی رقم لوٹا دے، اگر رکھ لے گا تو گنہگار ہوگا۔

سوال 84: کسی کے پاس چندے کی رقم امانتاً رکھی ہوئی تھی اور وہ گم ہوگئی یا کسی نے چرا لی یا چھین لی تو کیا اس صورت میں اس کو تاوان دینا ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر امانت کا مال اچھی طرح سنبھال کر رکھا اور اسکی حفاظت میں کسی قسم کی کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن وہ مال پھر بھی چوری ہوگیا تو اب تاوان نہیں ہوگا اور اگر اچھی طرح سنبھال کر نہیں رکھا اور اسکی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی تو اس صورت میں تاوان دینا ہوگا۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 16 صفحہ 569,570)

سوال 85: متولی مسجد کا اُدھار میں کسی کو چندہ دینا کیسا؟

جواب: متولی مسجد کیلئے یہ جائز نہیں کہ مالِ وقف کسی کو قرض دے یا بطورِ قرض اپنے تصرف میں لائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 16، صفحہ 574)

سوال 86: دینی کاموں کیلئے غیر مسلموں سے چندہ لینا کیسا؟

جواب: دینی کاموں کیلئے غیر مسلموں سے چندہ لینا ممنوع اور سخت معیوب ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم کسی مُشرک سے مدد نہیں لیتے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 14، صفحہ 566)

سوال 87: سود کے پیسوں سے حج کرنا کیسا؟ اور یہ حج قبول ہوگا یا نہیں؟

جواب: سُود کے پیسوں سے حج کرنا ناجائز و حرام ہے، حدیث پاک میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص حرام مال سے حج کرتے ہوئے لبیک کہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے نہ تیری لبیک قبول نہ خدمت پذیرِ قبول، اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود ہے۔ (کتاب الکبائر صفحہ 193) اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ ﷻ پاک ہے اور پاک چیز ہی کو قبول فرماتا ہے (صحیح مسلم جلد 2 حدیث 2242 صفحہ 938) لیکن اگر کسی نے حرام مال سے حج کیا تو فرض اُتر جائے گا لیکن قبولیت کی اُمید نہیں کیونکہ کسی شے کا قبول ہونا اور فرض ساقط ہو جانا دونوں ایک نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں ہیں یعنی قبولیتِ شے اور چیز ہے اور سقوطِ فرض (یعنی فرض کا اُتر جانا) اور چیز جیسا کہ کوئی شخص ناجائز مقبوضہ زمین

پر نماز پڑھے تو اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ مگر نماز مقبول نہ ہوگی۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ 541، 542)(بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 1051)

سوال 88: اللہ تعالٰی کی ذات کیلئے اُوپر والا، بولنا کیسا؟

جواب: اللہ ﷻ کی ذات کیلئے لفظ ''اُوپر والا'' بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے لیے جہت (یعنی سَمت) کا ثبوت ہوتا ہے اور اسکی ذات جہت (سَمت) سے پاک ہے جیسا کہ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ ﷻ مکان میں ہونے سے پاک ہے اور جب وہ مکان میں ہونے سے پاک ہے تو جہت (یعنی سَمت) سے بھی پاک ہے (اسی طرح) اُوپر اور نیچے ہونے سے بھی پاک ہے (شرح عقائد نسفی صفحہ 33) اور حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو اللہ ﷻ کو اُوپر یا نیچے قرار دے تو اس پر حکمِ کُفر لگایا جائے گا (البحر الرائق جلد 5 صفحہ 120) لیکن اگر کوئی شخص یہ جُملہ بلندی و برتری کے معنی میں استعمال کرے تو قائل پر حکمِ کُفر نہ لگائیں گے۔ مگر اس قول کو بُرا کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے۔ (فتاوٰی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 2)(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ 110)

سوال 89: ''یہ مولوی لوگ کیا جانتے ہیں'' کہنا کیسا؟

جواب: ایسا کہنا کُفر ہے جبکہ علماء کی تحقیر مقصود ہو۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 14 صفحہ 244)(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ 354)

سوال 90: ''دین پر عمل کرنے کو مولویوں نے مشکل بنا دیا ہے'' کہنا کیسا؟

جواب: یہ علماء کی توہین کی وجہ سے کہنا کلمہ کُفر ہے کیونکہ فقہائے کرام (رحمہم اللہ السلام) فرماتے ہیں: اشراف (سادات کرام) اور علماء کی تحقیر (یعنی انہیں گھٹیا جاننا) کُفر ہے۔

(مجمع الانہر جلد 2 صفحہ 509)(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ 355)

سوال 91: کعبہ شریف کی طرف تھوکنا کیسا؟

جواب: اگر تھوکنے میں توہین کی نیت ہو تو حکمِ کُفر ہے ورنہ کعبہ شریف کی طرف تھوکنا سخت منع ہے حدیث پاک میں ہے: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے قبلہ کی جانب منہ کر کے تھوکا تو قیامت کے روز وہ شخص اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان اُس تھوک کو لے کر حاضر ہوگا۔

(یعنی وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان وہ تھوک موجود ہوگا)۔

(سنن ابوداؤد جلد 3 حدیث 424، صفحہ 155)

سوال 92: ضبطِ تولید (Birth Control) کی کیا شرعی حیثیت ہے آیا یہ جائز ہے یا ناجائز اور ایسا کونسا طریقہ ہے جس کے ذریعے وقفہ کرنا جائز ہو؟

جواب: وقفہ کی جتنی صورتیں فی زمانہ مروج ہیں وہ تقریباً جدید ہیں لیکن وقفہ کرنے کا تصور قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے چنانچہ پہلے لوگ اسے ''عزل'' سے تعبیر کرتے تھے عزل کا مطلب ہے کہ صُحبت کے دوران جب منی نکلنے کا وقت قریب آئے تو مرد اپنا عضوِ مخصوص باہر نکال دے تاکہ منی اندر نہ جانے پائے، احادیث مبارکہ میں بھی ''عزل'' سے متعلق تفاصیل موجود ہیں لیکن احادیث اس بارے میں مختلف ہیں بعض احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہے اور بعض سے ممانعت۔ بہر حال عزل (Birth Control) کے جائز ہونے اور نہ ہونے کا دارومدار اس کے سبب پر ہے۔ اگر پیدائش میں وقفہ اس بنیاد پر ہو کہ اولاد زیادہ ہونے کی وجہ سے رزق میں تنگی ہوگی تو پھر وقفہ کا کوئی طریقہ جائز نہیں اس لیے کہ قرآن کریم میں صراحتاً اسکی ممانعت ہے۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِیَّاکُمْ ۝

اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مُفلسی کے ڈر سے، ہم انہیں بھی روزی (رزق) دیں گے اور تمہیں بھی۔

(پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت 31)

اسی طرح اگر وقفہ اس بنیاد پر ہو کہ آدمی بچیوں کی پیدائش اور کثرت سے بچنا چاہتا ہے تو بھی وقفہ کا کوئی طریقہ جائز نہیں۔ اس لیے کہ یہ نیت زمانہ جاہلیت کے مشرکین اور کفار کی ہوا کرتی تھی کہ وہ بچی کی پیدائش کو عار (باعثِ شرم) سمجھتے تھے اور بچیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے مسلمانوں کو حدیث پاک میں یہ سبق دیا گیا کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی اور اولاد جننے (پیدا کرنے) والی ہو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔ (سنن ابوداؤد جلد 2 حدیث 282 صفحہ 112)

ہاں اگر وقفہ کرنے کی وجوہات یہ ہوں کہ کثرتِ ولادت سے عورت شدید بیمار ہو جائے گی یا بچوں کی مسلسل پیدائش سے ان کی تربیت و نگہداشت میں حرج واقع ہوگا تو پھر وقفہ کی جو طریقے جائز ہیں مثلاً

(Tablets, Injections, Chemical, Condom, Loop Method) ان کا استعمال شرعاً درست ہے مگر محققین نے جائز ہونے کے باوجود ان کے مضر اثرات بھی بیان کئے ہیں کہ استقرارِ حمل کو روکنے کیلئے گولیاں کھائی جائیں، کیمیائی اشیاء لگائی جائیں یا خارجی حائل (ساتھی، چھلہ وغیرہ) کا استعمال کیا جائے، ان میں سے کوئی چیز بھی حمل سے رکاوٹ کا یقینی سبب نہیں ہے بسا اوقات دوائیں اور کیمیاوی اشیاء اثر نہیں کرتیں، بعض اوقات چھلّے کے استعمال کے باوجود بچہ پیدا ہوجاتا ہے اور بعض اوقات Condom (ساتھی) پھٹ جاتا ہے اور قطرے رحم میں چلے جاتے ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے: جس پانی سے بچے نے پیدا ہونا ہے اگر تم اسکو پتھر پر بھی ڈال دو تو اللہ ﷻ اس سے بھی بچہ پیدا کرے گا اور یہ بار ہا مشاہدہ ہوا کہ ضبطِ تولید کے تمام ذرائع استعمال کرنے کے باوجود بچے پیدا ہوجاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان تمام چیزوں کے مضر اثرات بہت زیادہ ہیں، چھلّہ اور ڈایافرام کے استعمال سے الرجی اور انفیکشن کی شکایات عام ہیں اور کھانے والی دواؤں کے بارے میں سنا گیا ہے کہ چھاتی کا کینسر ہوجاتا ہے ظاہر ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے فطری اور طبعی نظام سے ہٹ کر کوئی کام کرے گا تو مشکلات میں گرفتار ہوگا۔ اس لیے ناگزیر حالات کے علاوہ ضبط تولید سے احتراز کرنا (یعنی بچنا) چاہیے، تاہم اگر ایسے حالات پیش آجائیں جن میں ضبط تولید کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہو تو اس عمل کے کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ منع حمل کی غرض سے عورت کے رحم کا منہ بند کرنا جائز ہے۔

(الدر المختار جلد 5 صفحہ 329) (ملخصاً شرح صحیح مسلم جلد 3 صفحہ 889) (انوار الفتاوی جلد 1 صفحہ 414)

سوال 93: کیا میڈیکل ٹیسٹ (Medical Test) سے بچے کا نقص معلوم ہونے کی بناء پر اسقاط کرانا جائز ہے؟ آج کل سائنسی آلات کے ذریعہ پیٹ میں موجود بچے کے بارے میں تمام معلومات حاصل ہوجاتی ہیں پس اگر ٹیسٹ کے ذریعہ یہ معلوم ہوجائے کہ بچہ میں کوئی خلقی عیب ہے یا کوئی موروثی مرض ہے تو اس صورت میں کیا عورت کے لیے حمل کو ساقط کرانا جائز ہے؟

جواب: اس مسئلہ کے بارے میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کی تصریحات کے مطابق بچہ میں روح پھونکے جانے کے بعد اس کے کسی خلقی یا موروثی عیب کی وجہ سے حمل کو ساقط کرنا جائز نہیں ہے

کیونکہ نفخ روح کے بعد وہ انسان ہوگیا اور شرعاً قتل سے محفوظ ہوگیا اور جس طرح زمین پر چلنے والے انسان میں اگر کوئی خلقی عیب یا مرض ہو تو اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح پیٹ کے اس بچے کو بھی قتل کرنا جائز نہیں ہے البتہ اگر استقرارِ حمل کے بعد چار ماہ گزرنے سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ سے یہ معلوم ہوجائے کہ اگر بچہ پیدا ہوا تو اس میں کوئی غیر معمولی خلقی یا مرض ہوگا۔ مثلاً ہیموفیلیا کی (بیماری ہو جس) میں جسم سے خون) نکلنے کے بعد جمتا نہیں ہے یا مونسٹر (Monstor) ہو جس میں کھوپڑی میں پورا یا اصلاً دماغ نہیں ہوتا، ایسی صورت میں اسقاط کرادینا جائز ہے۔

(ملخصاً شرح صحیح مسلم جلد 3 صفحہ 897) (فتاوی رضویہ جلد 24 صفحہ 207)

سوال 94: ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے متعلق علمائے کرام کی کیا رائے ہے؟ کیا اس طرح بچہ حاصل کرنا جائز ہے اگر جائز ہے تو کن صورتوں میں اور اگر ناجائز ہے تو اسکی کونسی صورتیں ہیں؟

جواب: ٹیسٹ ٹیوب بے بی (Test Tube baby) کے متعلق علمائے کرام کی رائے یہ ہے کہ یہ عمل نہ تو بالکلیہ جائز ہے نہ مکمل حرام، بلکہ اسکی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز۔ فقہاء احناف کی مستند کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ عورت سے ہمبستری کئے بغیر اگر شوہر کا مادہ عورت کے رحم میں پہنچا دیا جائے جس سے عورت حاملہ ہوجائے تو اس سے پیدا ہونے والے بچے کا نسب اس عورت سے ثابت ہوجائے گا۔ جیسا کہ علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کسی شخص سے ثبوت نسب سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے جماع بھی کیا ہو، کیونکہ بغیر جماع کے بھی عورت کی اندام نہانی میں نطفہ پہنچانے سے عورت حاملہ ہوجاتی ہے۔ (فتح القدیر جلد 4 صفحہ 171) بعینہ یہی صورتِ حال ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی بھی ہے کہ مرد کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کو ٹیوب میں ملا کر عورت کے رحم میں منتقل کردیا جاتا ہے اور یہ عمل چند وجوہات کی بناء پر کیا جاتا ہے۔ (i) مرد کے تولیدی جرثومے ہوں لیکن مرد عمل تزویج پر قادر نہ ہو (ii) مرد کے تولیدی جرثومے بھی ہوں اور عمل تزویج پر بھی قادر ہو لیکن کسی خرابی کے باعث وہ تولیدی جرثومے نسوانی نالی تک نہ پہنچ سکیں۔ (iii) نسوانی نالی سکڑ جائے یا اس میں انفیکشن ہو یا کوئی اور خرابی ہو جس کی وجہ سے کاشت شدہ انڈے رحم کی طرف سفر نہ کرسکیں۔ (iv) رحم کی ساخت میں خرابی ہو جس کی وجہ سے مرد کے جرثومے نسوانی نالی میں نہ پہنچ سکیں۔ ان وجوہات میں سے کوئی ایک وجہ بھی پائی گئی تو ٹیسٹ

ٹیوب بے بی کا عمل جائز ہے مگر اس کی شرائط ہیں (i) جرثومے شوہر ہی کے ہوں (ii) انڈے اس شوہر کی بیوی کے ہوں (iii) اور انڈے بیوی کے رحم ہی میں رکھے جائیں۔ اگر ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل جائز نہ ہوگا۔ مثلاً (i) جرثومے شوہر کے نہ ہوں، بلکہ کسی اور کے جرثومے لیکر بیوی کے انڈوں کے ساتھ ٹیسٹ ٹیوب میں رکھے جائیں بعد ازاں بیوی کے رحم میں اسکو منتقل کر دیا جائے۔ (ii) بیوی کے انڈے نہ ہوں بلکہ کسی اور عورت کے انڈے شوہر کے جرثوموں کے ساتھ ٹیسٹ ٹیوب میں لائے جائیں بعد ازاں بیوی کے رحم میں اسکو منتقل کر دیا جائے (iii) شوہر کے جرثومے بیوی کے انڈوں سے ٹیسٹ ٹیوب میں ملا کر کسی اور عورت کے رحم میں رکھے جائیں یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں مرد کا غیر کی ملکیت کو استعمال کرنا ہے جو نہ صرف ناجائز بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ ﷻ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اس کیلئے حلال نہیں ہے کہ اپنا پانی دوسرے (یعنی غیر) کی کھیتی میں ڈالے۔

(سنن ابوداؤد جلد 2 حدیث 391 صفحہ 149) (ملخصاً شرح صحیح مسلم جلد 3 صفحہ 935) (انوار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 418)

سوال 95: اگر مسجد میں کافی قرآن جمع ہو گئے ہوں تو کسی اور مسجد میں کچھ قرآن دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد میں کافی سارے قرآن مجید جمع ہو گئے اور سب استعمال میں نہیں آ رہے اور رکھے رکھے بوسیدہ ہو رہے ہیں تو ایسی صورت میں قرآن مجید دوسری مساجد میں جہاں ضرورت ہو دے سکتے ہیں۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 16 صفحہ 164)

سوال 96: اگر قرآن مجید کافی پُرانا ہو گیا ہو اور پڑھنے کے قابل نہ رہا ہو تو اس صورت میں قرآن مجید کو دفن کرنا چاہیے یا جلا دینا چاہیے؟

جواب: اگر قرآن پاک کافی پُرانا ہو گیا ہو اور پڑھنے کے قابل نہ رہا ہو یا اسکے اوراق منتشر ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں قرآن مجید کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دینا چاہیے اور دفن کرنے کیلئے لحد بنائی جائے (یعنی گڑھا کھود کر جانب قبلہ کی دیوار کو اتنا کھودیں کہ سارے مقدس اوراق اس میں سما جائیں) تا کہ ان پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ ان پر مٹی نہ پڑے، اور قرآن مجید یا مقدس اوراق کو کم گہرے سمندر، دریا، یا نہر میں نہ ڈالا جائے کہ عموماً بہہ کر

کنارے پر آ جاتے ہیں اور سخت بے ادبیاں ہوتی ہیں۔ قرآن مجید یا مقدس اوراق کو ٹھنڈا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی تھیلی یا خالی بوری میں بھر کر اُس میں وزنی پتھر ڈال دیا جائے نیز تھیلی بوری پر چند جگہ اس طرح چیرے (ضربیں) لگائے جائیں کہ اس میں فوراً پانی بھر جائے اور وہ بوری تہہ میں چلی جائے ورنہ پانی اندر نہ جانے کی صورت میں بعض اوقات میلوں تک تیرتی ہوئی کنارے پر پہنچ جاتی ہے اور کبھی گنوار یا کفار خالی بوری حاصل کرنے کے لالچ میں قرآن مجید اور مقدس اوراق کنارے ہی پر ڈھیر کر دیتے ہیں اور پھر اتنی سخت بے ادبیاں ہوتی ہیں کہ اگر ان کو بیان کیا جائے تو سن کر عشاق کا کلیجہ کانپ اُٹھے، اس لیے اگر قرآن مجید یا مقدس اوراق پانی میں ٹھنڈے کرنے چاہیں تو کسی (مسلمان) کشتی والے سے ترکیب بنا کر گہرے پانی میں ٹھنڈے کروائیں اور قرآن مجید کو جلانا منع ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 9 صفحہ 36) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 495) (تفہیم المسائل جلد 3 صفحہ 460)

سوال 97: اگر قرآن مجید غلطی سے زمین پر گر جائے تو اس کا کیا کفارہ ہے؟

جواب: اگر قرآن مجید غلطی سے گر جائے یا طاق وغیرہ سے زمین پر تشریف لے آئے (یعنی گر جائے) تو اس میں نہ گناہ ہے اور نہ ہی کفارہ ہے، لیکن اگر کسی شخص نے گستاخی یا بہ نیتِ توہین قرآن مجید زمین پر گرا دیا یا اس پر پاؤں رکھ دیا تو ایسا کرنے والا شخص کافر ہو جائے گا۔

(ملخصاً فتاویٰ عالمگیری جلد 9 صفحہ 35) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 495)

سوال 98: اگر کوئی شخص تلاوتِ قرآن، ذکر، بیان کر یا سُن رہا تو اسکو سلام کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اسکو سلام نہیں کرنا چاہیے اسی طرح اذان و اقامت، خطبہ، جمعہ و عیدین کے وقت بھی سلام نہیں کرنا چاہیے، سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سن رہے ہوں، دونوں صورتوں میں سلام نہیں کرنا چاہیے، مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سُن رہے ہیں تو آنے والا شخص چپکے سے آ کر بیٹھ جائے، سلام نہ کرے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 9 صفحہ 40) (بہار شریعت جلد 3 صفحہ 462)

سوال 99: اگر کسی شخص نے گھر میں قرآن مجید خیر و برکت کیلئے رکھا ہو اور کوئی بھی اسکی تلاوت نہ کرتا ہو تو

اس صورت میں یہ شخص گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر کسی شخص نے قرآن مجید کو محض خیر و برکت کیلئے گھر میں رکھا ہوا ور کوئی بھی اسکی تلاوت نہ کرتا ہو تو گناہ نہیں بلکہ اس شخص کی یہ نیت (یعنی خیر و برکت حاصل کرنے کیلئے) قرآن مجید رکھنا باعثِ ثواب ہے۔ (بہارشریعت جلد 3 صفحہ 495) لیکن اس شخص کو اور گھر کے دیگر افراد کو بھی چاہیے کہ قرآن مجید کی روزانہ تلاوت کیا کریں کہ حدیث پاک میں ہے: گھر میں جب قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس گھر میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، شیاطین اس گھر سے دور چلے جاتے ہیں اور اس گھر والوں کو کشادگی عطا کی جاتی ہے۔ ان کی اچھائیاں زیادہ ہوجاتی ہیں اور برائیاں کم ہوجاتی ہیں اور وہ گھر کہ جس میں قرآن پاک کی تلاوت نہیں کی جاتی تو اس میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں، فرشتے اس سے دور چلے جاتے ہیں اور اس گھر والوں پر تنگی مسلط ہوتی ہے ان کی اچھائیاں کم ہوجاتی ہیں اور برائیاں زیادہ ہوجاتی ہیں۔

(کنزالعمال جلد 1 حدیث 2434، صفحہ 576)

سوال 100: مجمع میں سب لوگوں کا بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا کیسا؟

جواب: مجمع میں سب لوگوں کا بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا حرام ہے، اکثر تیجوں میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ بھی حرام ہے اس لیے اگر چند افراد پڑھنے والے ہوں تو حکم یہ ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ (بہارشریعت جلد 1 صفحہ 552) تلاوت قرآن مجید ہورہی ہو تو اس وقت حاضرین پر جو تلاوت سننے کیلئے آئے ہوں ان کے لیے خاموش رہنا اور توجہ سے سننا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(پارہ 9 سورہ الاعراف آیت 204)

سوال 101: بازاروں میں بلند آواز سے یا اسپیکر پر بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا جبکہ لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوں، کیسا ہے؟

جواب: بازاروں میں اور جہاں لوگ کام کاج میں یا لغویات میں مشغول ہوں، وہاں بلند آواز سے

تلاوتِ قرآن سخت مکروہ ہے لیکن اگر مسجد میں اسپیکر پر تلاوتِ قرآن کی جارہی ہو یا کوئی محفل ہورہی ہو اور اس کی آواز باہر بازار میں بھی آرہی ہو تو بازار والوں کا سننا ضروری نہیں صرف مسجد میں جو لوگ تلاوتِ قرآن سننے کی غرض سے بیٹھے ہیں، ان کا سننا ہی کافی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 9 صفحہ 24)

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 552) (فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 353) (وقارالفتاویٰ جلد 2 صفحہ 94)

سوال 102: راستے میں چلتے ہوئے قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: راستے میں قرآن مجید کی تلاوت دو شرائط کے ساتھ جائز ہے (1) ایک یہ کہ وہاں کوئی نجاست نہ ہو اگر نجاست ہو تو بدبو ہو تو وہاں خاموش رہے جب وہ جگہ نکل جائے پھر پڑھے (2) دوسری یہ کہ راستے میں چلنا اسے قرآن مجید پڑھنے سے غافل نہ کردے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 378)

سوال 103: تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر کسی کو ایک قرآن کا ثواب دینا کیسا؟

جواب: تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر ایک قرآن کا ثواب دینا درست نہیں ہے اور جس حدیث میں تین بار سورہ اخلاص پڑھنے کو ایک قرآن پڑھنے کے ثواب کے برابر فرمایا گیا وہاں صرف سورہ اخلاص کی فضیلت بتانا مقصود ہے اسکا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ہر اعتبار سے سورہ اخلاص پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے اگر ایسا ہوجائے تو پھر تو تراویح میں پورا قرآن مجید پڑھنے کے بجائے صرف تین بار سورہ اخلاص پڑھ لینا ہی کافی ہوجائے۔ (ملخصاً فتاویٰ فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 290)

سوال 104: سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ شریف پڑھنا کیسا؟

جواب: اگر سورہ توبہ سے ہی تلاوت شروع کریں تو اعوذ باللہ، اور بسم اللہ دونوں پڑھیں لیں اور اگر پہلے سے تلاوت کررہے ہوں اور سورہ توبہ درمیان میں آجائے تو اب اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہ پڑھیں۔

(بہارشریعت جلد 1 صفحہ 551)

سوال 105: اگر T.V پر آیت سجدہ سُنی تو سجدہ تلاوت کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر T.V پر LIVE تلاوت ہورہی ہو اور آیت سجدہ آجائے تو سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا اور اگر تلاوت LIVE نہ ہو تو پھر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ (تفہیم المسائل جلد 4 صفحہ 80)

سوال 106: عورت کا اجنبی مرد کے ہاتھوں سے چوڑیاں پہننا کیسا؟

جواب: عورت کا اجنبی مرد کے ہاتھوں سے چوڑیاں پہننا یا ان کو ہاتھ دکھانا ناجائز وحرام ہے ایسی عورت سخت گنہگار اور جہنم کی حقدار ہے اگر شوہر و محارم غیرت نہ کھائیں اور باوجود قدرت نہ روکیں تو وہ بھی دیوث (ایسا مرد جسے اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہو اس کی بیوی کسی غیر محرم یعنی غیر مرد سے ملتی ہے)، اور دیوث شخص جہنم کا حقدار ہے۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 22 صفحہ 247)

سوال 107: لے پالک بچے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیا گود لیئے ہوئے بچے کی ولدیت میں حقیقی باپ کے بجائے مُرَبّی باپ کا نام لکھنا اور بولنا درست ہے؟ کیا نکاح کے وقت ایسے لڑکے یا لڑکی کے حقیقی باپ کا نام لیا جائے یا اس کا جس نے اسے گود لیا اور پالا ہے؟

جواب: کسی کے بچہ یا بچی کو گود لینا، ان کی پرورش کرنا شرعاً جائز اور باعث ثواب ہے ہمارے ہاں عُرف عام میں اپنے کسی عزیز یا کسی اجنبی شخص یا لاوارث بچے کو گود لیا جائے تو اسے لے پالک یا مُتَبَنّٰی کہتے ہیں، اس کے احکام حقیقی بیٹے یا بیٹی جیسے نہیں ہوتے، گود لیے ہوئے بچے کی ولدیت میں حقیقی باپ کے بجائے مُرَبّی باپ کا نام لکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نسب کا بدلنا ہے اور نسب بدلنے کی اجازت نہیں ہے قرآن وحدیث میں اسکی مذمت موجود ہے۔ **اللہ ﷻ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:**

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ o
اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا، یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے۔
(پارہ 21 سورۃ الاحزاب آیت 4)

اور احادیث مبارکہ میں ہے۔ (1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے آباو کے نسب کا انکار نہ کرو، جس شخص نے اپنے باپ کے نسب سے انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔ (صحیح مسلم جلد 1 حدیث 126 صفحہ 485) (2) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا اور میں نے دل میں یاد رکھا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنا باپ کسی اور شخص کو بنایا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ یہ اسکا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔ (صحیح مسلم جلد 1 حدیث 128 صفحہ 486) اس لیے حقیقی باپ کا نام ہی ہر جگہ استعمال کیا جائے گا۔

سوال 108: لے پالک بچے کو جائیداد میں سے حصہ ملے گا یا نہیں؟ اور کیا لے پالک لڑکے سے بھی پردہ ہے؟

جواب: لے پالک بچے کو جائیداد میں سے حصہ نہیں ملے گا کیونکہ وہ شرعاً اور قانوناً اس شخص (جس نے گود لیا) کا وارث نہیں ہے البتہ اپنی زندگی میں کوئی شخص انہیں ہبہ (Gift) کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور اس بچے یا بچی کے مُربّی والدین کے درمیان نسب یا رضاعت کے حوالے سے حُرمت نکاح کا کوئی رشتہ پہلے سے موجود نہیں ہے۔ تو یہ لڑکا جب بالغ ہو جائے گا تو اس کی مُربّی ماں اور اس کے درمیان شرعی حجاب (پردہ) لازم ہوگا، اس طرح سے وہ لے پالک بچی ہے تو اس کے بالغہ ہونے کے بعد اس کے اور اس کے مُربّی باپ کے درمیان شرعی حجاب (پردہ) لازم ہوگا۔ مزید معلومات کیلئے ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔ (وقار الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 41، 154) (ملخصاً تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 316) (انوار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 468)

سوال 109: کیا پیری مریدی کا ثبوت قرآن مجید میں ہے؟

جواب: جی ہاں! قرآن مجید میں پیری مریدی کا ثبوت موجود ہے، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ o
جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ (پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت 71)

اس آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح (نیک) کو اپنا امام بنا لینا چاہیے شریعت میں تقلید کر کے، اور طریقت میں بیعت کر کے تا کہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو، اگر صالح امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں تقلید بیعت اور مریدی سب کا ثبوت ہے۔ (نور العرفان فی تفسیر القرآن پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت 71)

سوال 110: بیعت کسے کہتے ہیں، اس کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: بیعت کے معنی ہیں خود کو بیچ دینا یا بک جانا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیعت کی دو اقسام ہیں (1) بیعتِ برکت (2) بیعتِ ارادت۔ **(1) بیعتِ برکت:** یعنی صرف برکت حاصل کرنے کے لیے بیعت ہو جانا، آج کل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی، ورنہ بہت سے لوگوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کیلئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں اس بیعت کیلئے شیخ اتصال (اس کا تعارف آگے آئیگا) کافی ہے۔ یہ بیعت بھی بیکار نہیں بلکہ بہت مفید ہے اور دنیا و آخرت میں اس

کے کئی فائدے ہیں محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھا جانا اور ان سے متصل ہوجانا بھی بڑی سعادت ہے (i) ان خاص خاص غلاموں اور سالکانِ راہِ طریقت سے اس امر (کام) میں مشابہت ہو جاتی ہے اور سید عالم نورِ مجسم ﷺ فرماتے ہیں: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں شمار ہوگا۔ (سنن ابو داؤد کتاب اللباس جلد 3 حدیث 632 صفحہ 220) (ii) ان اربابِ طریقت کے ساتھ ایک سلسلہ میں منسلک ہوجانا بھی نعمت ہے حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے: یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت (محروم) نہیں رہتا۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر ودعا حدیث 6715 صفحہ 465)

(2) بیعتِ ارادت: بیعتِ ارادت یہ ہے کہ مرید اپنے ارادہ واختیار ختم کر کے خود کو شیخ ومرشد ہادی برحق کے بالکل سپرد کردے، اسے مطلقاً اپنا حاکم ومتصرف جانے، اس کے چلانے پر راہِ سلوک چلے، کوئی قدم بغیر اُس کی مرضی کے نہ رکھے، اس کیلئے مرشد کے بعض احکام، یا اپنی ذات میں خود اسکے کچھ کام، اگر اس کے نزدیک صحیح نہ بھی معلوم ہوں تو انہیں حضرت خضر علیہ السلام کی مثل سمجھے اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں اعتراض نہ لائے، اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے، حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر کے دوران جو باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر موسیٰ علیہ السلام کو ان پر اعتراض تھا پھر جب حضرت خضر علیہ السلام اس کی وجہ بتاتے تھے تو ان پر ظاہر ہوجاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا، غرض اسکے ہاتھ میں مردہ زندہ ہوکر رہے، یہ بیعت سالکین ہے، یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے، یہی حضورِ اقدس ﷺ نے صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے لی ہے۔

(شرح صحیح مسلم جلد 4 صفحہ 869) (فتاوٰی رضویہ جلد 21 صفحہ 507) (فتاوٰی افریقہ صفحہ 125,126)

سوال 111: مرشد کی کتنی اقسام ہیں، اور پیر ومرشد میں کن صفات کا پایا جانا ضروری ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرشد کی دو اقسام ہیں: (1) مرشدِ اتصال (2) مرشدِ ایصال (1) مرشدِ اتصال، یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پرنور سید المرسلین ﷺ تک متصل ہوجائے، اس کیلئے چار شرائط ہیں (ان شرائط کا پیر ومرشد میں پایا جانا ضروری ہے) (i) مرشد کا سلسلہ باتصال صحیح (یعنی درست واسطوں کیساتھ تعلق) حضورِ اقدس ﷺ تک پہنچتا ہو،

بیچ (یعنی درمیان) میں منقطع (یعنی جدا) نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ اتصال (یعنی تعلق) ناممکن ہے بعض لوگ بلابیعت (یعنی بغیر مرید ہوئے) محض بزعم وراثت (یعنی وارث ہونے کے گمان میں) اپنے باپ دادا کے سجادے (یعنی گدّی) پر بیٹھ جاتے ہیں، یا بیعت کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن (بغیر اجازت) مرید کرنا شروع کردیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کردیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ برائے ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہٖ صحیح تھا مگر بیچ میں منقطع (یعنی جدا) ہے ان تمام صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال (یعنی تعلق حاصل نہ ہوگا) (ii) پیر ومرشد سُنی صحیح العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔ آج کل بہت کُھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں کہ جو بیعت کے سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں، مکاری کے ساتھ پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے (ان کے پاس جانے سے) ہوشیار، خبردار، احتیاط، سخت احتیاط (کریں)۔ (iii) پیر ومرشد عالم ہو، یعنی کم از کم اتنا علم دین ضروری ہے کہ بلاکسی کی مدد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے، کُتب بِنی (یعنی مطالعہ کرکے) اور افواہِ رجال (یعنی لوگوں سے سُن سُن کر) بھی عالم بن سکتا ہے (مطلب یہ ہے کہ فارغ التحصیل ہونے کی سند نہ شرط ہے نہ کافی۔ بلکہ علم ہونا چاہیے) علم فقہ (یعنی احکام شریعت) اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی ہیں، اور عقائد اہلسنت سے اچھی طرح واقف ہو اور کُفر واسلام، گمراہی وہدایت کے فرق کا جواب عارف (یعنی جاننے والا) ہو، ورنہ آج بدمذہب نہیں تو کل ہوجائے گا۔ (iv) پیر ومرشد فاسق معلن (یعنی اعلانیہ گناہ کرنے والا) نہ ہو، ان چار شرائط کا پیر ومرشد میں ہونا ضروری ہے اگر ان شرائط میں سے ایک بھی کم ہو تو اس کی بیعت کرنا جائز نہیں) (2) مرشدِ ایصال یعنی شرائط مذکورہ (یعنی جن شرائط کا ذکر کیا گیا) کے ساتھ، (i) مفاسدِ نفس (نفس کے فتنوں) (ii) مکائدِ شیطان (یعنی شیطانی چالوں) اور (iii) مصائد ہو (یعنی نفس کے چالوں) سے آگاہ ہو (iv) دوسرے کی تربیت جانتا ہو اور (v) اپنے متوسل پر شفقت نامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے (vi) جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں انہیں حل فرمائے۔

(شرح صحیح مسلم جلد 4 صفحہ 868) (فتاوٰی رضویہ جلد 21 صفحہ 505، 491) (سبع سنابل صفحہ 111)

سوال 112: کیا بیعت (مرید) ہونے کیلئے والدین یا شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے؟

جواب: بیعت کیلئے والدین یا شوہر سے اجازت لینا ضروری نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 584)

سوال 113: اگر ایک شخص کا پیر جامع شرائط کا حامل ہو تو کیا وہ کسی اور پیر سے مرید ہو سکتا ہے؟

جواب: جو شخص کسی جامع شرائط پیر کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہو تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت ہونا درست نہیں کہ جو مرید دو پیروں کے درمیان مشترک ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا، ہاں کسی اور پیر سے طالب ہو سکتا ہے اور اس سے بھی جو فیض حاصل ہو تو اُسے بھی اپنے پیر ہی کا فیض جانے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 579)(شرح صحیح مسلم جلد 4 صفحہ 871)

سوال 114: اگر پیر شرائط پر پورا نہ اُترتا ہو تو کسی اور سے بیعت کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر پیران شرائط یعنی (i) سُنی صحیح العقیدہ ہو (2) ضرورت کے مطابق علم دین رکھتا ہو (3) اعلانیہ گناہ نہ کرتا ہو (4) اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک صحیح اتصال سے ملا ہو، اگر وہ ان پر پورا نہ اُترے تو کسی اور پیر صاحب جن کے اندر یہ چاروں شرطیں موجود ہوں۔ بیعت ہو سکتا ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 568)

سوال 115: کیا بذریعہ قاصد یا خط یا ای میل (Online Email) کے ذریعے بیعت ہو سکتی ہے؟

جواب: بذریعہ قاصد یا خط کے ذریعے بیعت ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 26 صفحہ 585)

سوال 116: راستے کی کیچڑ پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: راستے کی کیچڑ (چاہے بارش کی ہو یا کوئی اور) پاک ہے جب تک اس کا نجس (ناپاک) ہونا معلوم نہ ہو، اگر یہ کپڑوں پر لگ گئی اور بغیر دھوئے اسی کپڑوں میں نماز بھی پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی مگر دھو لینا بہتر ہے اسی طرح بارش کے بعد نالی کا پانی اور بارش کا پانی جمع ہو گیا تو اگر اس میں نجاست کے اجزاء محسوس ہوں یا اس کا رنگ و بو محسوس ہو تو یہ پانی ناپاک ہے۔ اگر ایسا کچھ نہ ہو تو پھر پاک ہے۔

(ملخصاً بہار شریعت جلد 1 صفحہ 330)

سوال 117: پرائز بانڈ کیا شرعی حیثیت ہے؟ آیا اس کا لین دین اور اس پر ملنے والا انعام کو لینا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: پرائز بانڈ (100, 200, 750, 1500, 7500 etc.) کا لین دین اور اس پر ملنے والا انعام شرعاً جائز ہے بعض لوگ اسکو جُوا اور سُود قرار دے کر ناجائز کہتے ہیں یہ درست نہیں ہے کیونکہ جوئے میں دونوں فریق میں سے کسی ایک کے مال کے ڈوب جانے کا خطرہ ہوتا ہے جبکہ پرائز بانڈ میں ایسا نہیں ہے اسی طرح سُود اس منافع کو کہتے ہیں جو لین دین کے وقت مشروط کر دیا جائے۔ یعنی ایک معین یا غیر معین منافع کی شرط لگا دی جائے، پرائز بانڈ میں یہ صورت بھی نہیں ہے اسی طرح بانڈ ہولڈرز کے درمیان جو انعام تقسیم کیا جاتا ہے وہ قرعہ اندازی کے ذریعہ ہوتا ہے اور قرعہ اندازی قرآن و سنت سے ثابت ہے حاصل کلام یہ کہ پرائز بانڈ جُوا نہیں ہے اور قرعہ اندازی بھی شرعاً جائز ہے اس لیے انعامی بانڈ کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ البتہ پرائز بانڈز کی پرچیوں کا کاروبار کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اس مسئلہ میں مزید معلومات کیلئے ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔ (شرح صحیح مسلم جلد 4 صفحہ 111 تا 126) (وقار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 226 تا 229) (تفہیم المسائل جلد 1 صفحہ 334) (انوار الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 438)

سوال 118: رشوت کسے کہتے ہیں اس کی کتنی اقسام ہیں اور اس کے کیا شرعی احکام ہیں؟

جواب: **رشوت کی تعریف**: وہ چیز جو کسی کے حق کو باطل کرنے کے لیے یا باطل کو حاصل کرنے کے لیے دی جائے یا کسی حاکم شخص یا کسی بھی دوسرے شخص کو اس لیے کوئی چیز دینا تا کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کر دے یا حکم کو اپنا مقصد پورا کرنے پر ابھارے یا اپنی حاجت پوری کروانے کے لیے روپے دے تو اسے رشوت کہتے ہیں۔ قرآن و حدیث نے رشوت لینے اور دینے کی شدید مذمت فرمائی ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ٥	اور ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ اور نہ بطور (رشوت) وہ مال حاکموں کو دو تا کہ تم جان بوجھ کر لوگوں کا کچھ مال گناہ کے ساتھ کھاؤ۔

(پارہ 2، سورہ بقرہ آیت 188)

اور حدیث پاک میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی۔ (سنن ترمذی شریف جلد 1 حدیث 1348 صفحہ 672)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخ کی آگ میں جائیں گے۔ (الترغیب والترہیب کتاب القضاء جلد 2 صفحہ 131)

رشوت کی اقسام:۔ علامہ قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جب قاضی رشوت دے کر منصب قضاء کو حاصل کرلے تو وہ قاضی نہیں ہوگا۔ اور قاضی اور رشوت لینے والے دونوں پر رشوت حرام ہوگی، رشوت کی چار قسمیں ہیں۔ (1) پہلی قسم یہ ہے کہ منصب قضاء کو حاصل کرنے کیلئے رشوت دینا، اس رشوت کا لینا اور دینا حرام ہیں۔ (2) کوئی شخص اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے لیے قاضی کو رشوت دے، یہ رشوت جانبین سے حرام ہے، خواہ وہ فیصلہ حق اور انصاف پر مبنی ہو یا نہ ہو، کیونکہ فیصلہ کرنا قاضی کی ذمہ داری (Duty) ہے۔ (3) اپنی جان اور مال کو ظلم اور فرد سے بچانے کے لیے رشوت دینا یہ لینے والے پر حرام ہے دینے والے پر حرام نہیں ہے۔ اسی طرح اپنے مال کو حاصل کرنے کے لیے بھی رشوت دینا جائز ہے اور لینا حرام ہے۔ (4) کسی شخص کو اس لیے رشوت دی کہ وہ اس کو بادشاہ یا حاکم (صدر، وزیراعظم) تک پہنچادے تو اس رشوت کا دینا جائز ہے۔ اور لینا حرام ہے۔

(شرح صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 71 بحوالہ فتاویٰ قاضی خان جلد 2 صفحہ 326، 363) (فتاویٰ رضویہ جلد 18 صفحہ 469)

سوال 119: رشوت کو ھذا من فضل ربی کہنا کیسا؟

جواب: رشوت کا لین دین قطعی حرام اور جہنم میں پہنچانے والا کام ہے۔ معاذ اللہ عزوجل اسکو پروردگار کا فضل قرار دینا کفر ہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ 180)

سوال 120: قاضی اور دیگر سرکاری افسروں کو تحائف دینا اور ان کا تحائف لینا کیسا؟

جواب: حضرت شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی لکھتے ہیں کہ قاضی ہدیہ اور تحفہ کو قبول نہ کرے، ہر چند کہ شریعت میں ہدیہ قبول کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے کو ہدیہ دو اور ایک دوسرے سے محبت کرو، لیکن ہدیہ لینے کا یہ جواز اس شخص کیلئے ہے جو مسلمانوں کے اعمال میں کسی عمل کے لیے متعین نہ ہو، اور جو شخص کسی عمل کیلئے متعین ہوگیا۔ جیسے قاضی اور حاکم دیتا ہو، کیونکہ ہدیہ دینے والا کسی کام یا قضاء کو اپنے حق میں کرنے کے لیے ہدیہ دیتا ہے اور یہ بھی رشوت اور سُحت کی ایک قسم ہے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن اللتبیہ کو مسلمانوں سے صدقات وصول کرنے کے

لیے مقرر فرمایا، جب وہ صدقات لے کر آیا تو کہنے لگا کہ یہ عمل تمہارا مال ہے اور یہ مجھے لوگوں نے ہدیہ دیا ہے، نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا خیال ہے جن کو ہم کسی جگہ کا عامل بنا کر بھیجتے ہیں اور وہ واپس آکر یہ کہتے ہیں کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہمیں ہدیہ ملا ہے۔ یہ لوگ اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گئے، پھر یہ دیکھا جاتا کہ ان کو کوئی ہدیہ دیتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسی جگہ کا عامل بنایا، ان کے پاس کافی مال جمع ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تمہارے پاس یہ مال کہاں سے آیا؟ انہوں نے کہا: گھوڑوں کی نسل بڑھی اور لوگوں نے تحفے دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن تم اپنے گھر میں کیوں نہ بیٹھ گئے، پھر ہم دیکھتے کہ تم کو کوئی ہدیہ دیتا ہے یا نہیں؟ اور وہ مال بیت المال میں داخل کرلیا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی شخص کو کسی منصب کی وجہ سے کوئی ہدیہ ملے تو وہ رشوت ہے۔ لہٰذا جو لوگ قاضی کو منصب قضاء پر فائز ہونے سے پہلے تحفے دیتے تھے ان کے سوا اور کسی شخص سے قاضی کو ہدیہ اور تحفہ قبول کرنا جائز نہیں ہے۔

(تبیان القرآن جلد 1 صفحہ 709) (شرح صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 72) (بحوالہ المبسوط جلد 16 صفحہ 82)

سوال 121: کتنے دن کے اندر ناخن، مونچھیں، موئے بغل اور موئے زیر ناف صاف کرلینے چاہئیں؟

جواب: چالیس دن کے اندر اندر ان کاموں (یعنی ناخن، مونچھوں کو تراشنا اور موئے بغل، موئے زیر ناف کو ضرور صاف کرلینا چاہیے۔ حدیث پاک میں ہے: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مونچھیں ترشوانے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال نوچنے، زیر ناف بال صاف کرنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر فرمائی ہے (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ جلد 1 حدیث 507)

لہٰذا معلوم ہوا کہ چالیس دن کے اندر اندر یہ کام ضرور کرلینے چاہئیں۔ ہفتہ میں ایک بار نہانا اور بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیر ناف دور کرنا مستحب ہے۔ پندرہویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس دن سے زیادہ گزار دینا مکروہ ممنوع ہے۔ موئے زیر ناف اُسترے سے مونڈنے چاہئیں اگر پاؤڈر وغیرہ کے ذریعے صاف کریں تو بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 9 صفحہ 88۔ بہار شریعت جلد 3 صفحہ 584)

سوال 122: چوری کا مال خریدنا کیسا؟

جواب: چوری کا مال دانستہ (یعنی جان بوجھ کر) خریدنا حرام ہے بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون (یعنی

مشکوک) ہو جب بھی حرام ہے اور اگر نہ معلوم ہے نہ کوئی واضح قرینہ تو خریداری جائز ہے۔ پھر اگر ثابت ہو جائے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا استعمال حرام ہے بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو اور ان کا بھی پتہ نہ چل سکے تو پھر فقراء کو دے دینا چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 17 صفحہ 165)

سوال 123: کیا گُستاخ رسول کافر ہے؟

جواب: بے شک گستاخ رسول کافر ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں جو شخص گُستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس شخص کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 30 صفحہ 335)

سوال 124: مخلوط تعلیم (Co-Education) کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: بالغان کی مخلوط تعلیم کا سلسلہ سراسر ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے کیونکہ اس میں شرعی پردہ کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب صفحہ 176)

سوال 125: انگریزی اور دوسری زبانیں سیکھنا کیسا؟

جواب: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ہر ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رَدِّ نصاریٰ انگریزی پڑھے تو اجر پائے گا اور دنیا کے لئے حروف زبان سیکھنے یا حساب اقلیدس جغرافیہ جائز پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اُس میں مصروف ہو کر اپنے دین و علم سے غافل نہ ہو جائے ورنہ جو چیز اپنا دین و علم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 533)

روزی کا سبب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں دو بھائی تھے، جن میں ایک تو نبی کریم ﷺ خدمت بابرکت میں (علم دین سیکھنے کے لیے) آتا تھا، اور ایک بھائی کاریگر تھا (ایک روز) کاریگر بھائی نے نبی کریم ﷺ نے اپنے بھائی کی شکایت کی (یعنی اس نے سارا بوجھ مجھ پر ڈال دیا ہے، اس کو میرے کام کاج میں ہاتھ بٹانا چاہیے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاید! تجھے اس کے سبب سے روزی دی جاتی ہے۔ (سنن ترمذی جلد 2 حدیث 227 صفحہ 105)

سوال 126: عورت کا ملازمت (JOB) کرنا کیسا؟

جواب: عورت کا ان پانچ شرائط کے ساتھ ملازمت کرنا جائز ہے۔ (i) کپڑے باریک نہ ہوں، جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ، ستر کا کوئی حصہ چمکے (ii) کپڑے تنگ و چست نہ ہو جو بدن کی ہیئات (یعنی سینے کا اُبھار یا پنڈلی وغیرہ کی گولائی وغیرہ) ظاہر کریں (iii) بالوں، گلے، پیٹ، کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو (iv) کبھی نامحرم کے ساتھ خفیف (یعنی معمولی سی) دیر کے لیے بھی تنہائی نہ ہوئی ہو۔ (v) اُس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ (یعنی فتنہ کا گمان) نہ ہو۔ یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں سے اگر ایک بھی کم ہے تو (ملازمت وغیرہ) حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 248)

سوال 127: عورت کا نامحرم درزی کو اپنے بدن کے ذریعے ناپ دینا کیسا؟

جواب: عورت کا نامحرم درزی کو اپنے بدن کے ذریعے ناپ دینا سخت گناہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ اور درزی بھی سخت گناہ گار اور عذابِ نار کا حقدار ہے کیونکہ بغیر نگاہیں جمائے اور بدن پر ہاتھ لگائے بغیر ناپ نہیں لیا جا سکتا۔ ممکن ہو تو اسلامی بہنوں کو اسلامی بہنوں سے ہی کپڑے سلوانے چاہئیں۔ یہ نہ ہو سکے تو پھر گھر کی خاتون ناپ لے، لے اور کوئی محرم جا کر درزی کو سلوانے کے لیے دے آئے۔ اسلامی بہن بات بات پر گھر سے باہر نہ دوڑتی پھرے۔ کیونکہ اسلامی بہنوں کو صرف شرعی مصلحت کی صورت میں پردے کی تمام قیودات (یعنی شرائط) کے ساتھ باہر نکلنے کی اجازت ہے۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب صفحہ 283)

حافظہ مضبوط کرنے کا وظیفہ

جو شخص نماز کے بعد سیدھا ہاتھ سر پر رکھ کر 21 بار یَا قَوِیُّ کا ورد کر لیا کرے۔ تو ان شاء اللہ عزوجل اس کا حافظہ قوی (مضبوط) ہو گا۔ (مراۃ المناجیح جلد 1 صفحہ 217)

سوال 128: اگر ایک شخص سے گناہ ہو جائے اور وہ اس گناہ سے بھی توبہ کرلے تو اس صورت میں اس شخص کو اُس گناہ کے بارے میں طعنہ دینا کیسا؟

جواب: ایک شخص گناہ کرنے کے بعد توبہ بھی کرلے تو پھر اُسے گناہ کے بارے میں طعنہ دینا سخت ممنوع ہے اس سے بچنا چاہیئے کیونکہ حدیث پاک میں ہے: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سیدعالم ﷺ نے ارشادفرمایا: جس نے اپنے کسی (مسلمان) بھائی کو گناہ پر عیب لگایا تو وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ گناہ خود نہ کرلے۔ یہاں پر وہ گناہ کا مُراد ہے جس سے توبہ کرلی گئی ہو۔

(سنن ترمذی جلد 2 حدیث 393 صفحہ 167)

ماخذ و مراجع

قرآن مجید	کلام الٰہی	بہارشریعت	مکتبۃ المدینہ کراچی
تفسیر تبیان القرآن	فرید بک سٹال لاہور	وقار الفتاویٰ	شبیر برادرز لاہور
تفسیر نور العرفان	نعیمی کُتب خانہ گجرات	فتاویٰ فقیہ ملت	شبیر برادرز لاہور
صحیح بخاری (شرح مع ترجمہ)	فرید بک سٹال لاہور	فتاویٰ مصطفویہ	شبیر برادرز
صحیح مسلم (شرح)	فرید بک سٹال لاہور	فتاویٰ افریقہ	شبیر برادرز
سنن ابوداؤد	فرید بک سٹال لاہور	احکام شریعت	پروگریسو بکس لاہور
سنن نسائی	فرید بک سٹال لاہور	انوار الفتاویٰ	فرید بک سٹال لاہور
سنن ترمذی	فرید بک سٹال لاہور	تفہیم المسائل	ضیاء القرآن لاہور
سنن ابن ماجہ	ضیاء القرآن لاہور	نور الایضاح	مکتبہ قادریہ لاہور
سنن دارمی	شبیر برادز لاہور	فتاویٰ بریلی شریف	شبیر برادرز لاہور
سنن دار قطنی	ادارہ پیغام القرآن لاہور	حبیب الفتاویٰ	شبیر برادرز لاہور
الترغیب والترہیب	ضیاء القرآن لاہور	فتاویٰ فیض الرسول	شبیر برادرز لاہور
مؤطا امام مالک	ضیاء القرآن لاہور	فتاویٰ اہلسنت	مکتبۃ المدینہ کراچی
المسند امام احمد بن حنبل	فرید بک سٹال لاہور	ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مکتبۃ المدینہ کراچی
کنز العمال	کرمانوالا بک شاپ لاہور	قانون شریعت	زاویہ پبلشرز لاہور
المستدرک	شبیر برادرز لاہور	فیضان سنت	مکتبۃ المدینہ کراچی
مراۃ المناجیح	مکتبہ قادریہ لاہور	کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	مکتبۃ المدینہ کراچی
الزواجر عن اقتراف الکبائر	مکتبۃ المدینہ کراچی	نماز کے احکام	مکتبۃ المدینہ کراچی
فتاویٰ عالمگیری	مکتبہ رحمانیہ لاہور	سُنی بہشتی زیور	فرید بک سٹال لاہور
الدر المختار ورد المحتار	بیروت	مکاشفۃ القلوب	مکتبۃ المدینہ کراچی
فتاویٰ رضویہ	رضا فاؤنڈیشن لاہور	احیاء العلوم	شبیر برادرز لاہور
فتاویٰ محدث اعظم	بزم رضا اکیڈمی فیصل آباد	شرح الصدور	شبیر برادرز لاہور